500 سوال و جواب

برائے

جادو و جنات

تالیف

رضا عبداللہ پاشا

ترجمہ

500

سوال و جواب

برائے

جادو وجنات

تالیف

ڈاکٹر رضا عبداللہ پاشا

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ سعید الرحمٰن ہزاروی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ
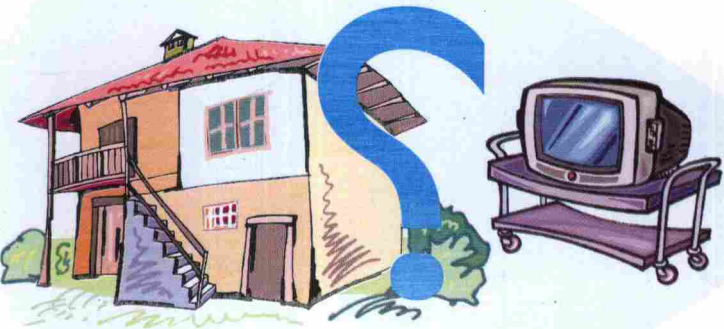
نظر ثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاھور

اُمِ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت

500

سوال و جواب

برائے

جادو و جنات

فہرست

عرضِ ناشر

یہ دنیا تکالیف اور مصائب کی آماج گاہ ہے، جس میں ہر انسان کسی نہ کسی تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرتا ہے۔ درحقیقت یہ آزمائشیں اور امتحانات کسی انسان کو تکلیف و اذیت دینے کی خاطر اس پر نازل نہیں ہوتے، بلکہ اسے اپنی اصلاح کرنے اور اپنی روش کا ناقدانہ جائزہ لینے کا موقع مہیا کرتے ہیں اور کسی مومن کے لیے تو ہر آزمائش اور تکلیف اجر وثواب میں اضافے اور بلندیِ درجات ہی کا باعث بنتی ہے۔

جس طرح ہر مومن بندہ خوشی اور غمی کے ہر موقع پر صبر وشکر کا مظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ سے وابستہ رہتا ہے، ایسے ہی تنگی و تکلیف کے ہر موقع پر بھی اسی ذات بابرکات سے اپنے دکھوں کا مداوا اور آزمائشوں سے نجات طلب کرتا ہے۔ جادو اور آسیب وغیرہ بھی ایسی اشیا ہیں، جن سے چھٹکارے اور نجات کے لیے اسی پروردگار پر توکل اور اعتماد کرنا چاہیے، جو ہر نفع مند اور نقصان دہ چیز کا خالق و مالک ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں قرآن وسنت پر اعتماد کرتے ہوئے صحیح منہج اور طریقے کے مطابق جادو اور جنات وغیرہ کے بارے میں بنیادی معلومات اور ان کا سدِ باب کرنے کے طرق و وسائل تحریر کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں کتاب کا ماخذ قرآنِ مجید اور صحیح احادیث ہیں، جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس

کتاب میں مندرجہ معلومات صحیح ہیں اور اس میں کسی قسم کی حکایات اور افسانوی باتوں کو درج نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، کتاب کے مولف کو جنھوں نے اس موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر انتہائی مفید اور عمدہ اسلوب کے ساتھ اس کتاب میں یہ معلومات اور تعلیمات درج کی ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کتاب کو دنیوی اور اخروی فوز وفلاح کا ضامن اور جنت میں بلندیِ درجات کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی

مدیر

مکتبہ بیت السلام، ریاض۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين، سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه، ومن سلك طريقهم إلى يوم الدين. أما بعد!

قرآن کریم جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے، کیوں کہ رب تعالیٰ نے اس کے ذریعے لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالا (اور وہ) اپنے رب تعالیٰ کے اذن وحکم کے ساتھ عزیز وحمید ذات کی طرف (چلے) قرآن کریم وہ روشن چراغ ہے، جس کے ذریعے جن وانس نے راہِ ہدایت پر گامزن ہونا تھا، بایں سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے اس کے اندر ہر اس چیز کو رکھ دیا، جس کی مخلوق محتاج تھی۔ اس ہستی کو جس پر قرآن کا نزول ہوا، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ [النحل: 89]

''اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی، اس حال میں کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے۔''

اور جب جنوں نے یہ قرآن سنا تو کہنے لگے:

﴿ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴾ [الجن: 2,1]

''بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔''

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علمائے سلف نے اس دین کی خدمت میں وسعت نظری کو نظر انداز نہیں کیا، مگر یہ بات ضرور ہے کہ انھوں نے کچھ چیزوں سے، ضرورت سے بعید سمجھتے ہوئے، چشم پوشی کی۔ انھیں میں سے ایک موضوع جن، جادو اور ان کے گرد گھومنے والا اختلاف ہے۔

اسی وجہ سے میں اس میدان میں عاجزانہ کوشش لیے کھڑا ہوا، کیوں کہ میں عرصہ بیس سال سے جن اور جادو کے بارے بطریق مطالعہ تحقیق میں مشغول رہا اور سال ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء میں روزمرہ کی بنیاد پر اس کا تقابل کرتا رہا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس میدان میں مسلمانوں کی مشکلات کے حل کے لیے ان ملحوظات کا حصول ممکن ہوا۔

میں علم کا دعویدار تو نہیں، بلکہ علما سے نقل کرنے والا ہوں اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ''مَنْ تَكَلَّمَ فِي غَيْرِ فَنِّهٖ أَتٰى بِالْعَجَائِبِ'' یعنی جو اپنے فن کے علاوہ کسی موضوع پر بات کرے، وہ عجیب وغریب چیزیں پیش کرے گا۔

حقیقت بات یہ ہے کہ جن انسان کا اس کی ولادت سے موت تک زندگی کے کسی بھی لمحے پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ

فرمان ہے:

﴿ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ [الإسراء: 64]

''اور اموال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور انھیں وعدے دے اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔''

جن ہمارے ساتھ زندگی کے ہر کام جیسے ولادت، کھانے، پینے، سونے حتی کہ جماع میں، حمام میں، راستوں میں، نماز میں، ہماری مساجد میں اور ہر چیز میں شریک ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لحہ بہ لحہ ہمارے خونوں میں رواں رہتا ہے، حتی کہ وفات کے وقت جب روح قبض ہوتی ہے، فرشتے بھی نجات پانے والے کے متعلق تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں (جیسا کہ ایک روایت میں ہے):

«إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا عُرِجَ بِرُوحِهِ إِلَى اللّٰهِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! نَجَا هٰذَا الْعَبْدُ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَا وَيْحَهُ كَيْفَ نَجَا؟»[1]

''بلاشبہ جب بندے کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھائی جاتی ہے، فرشتے کہتے ہیں: سبحان اللہ! یہ بندہ شیطان سے نجات پا گیا ہے۔ یہ کس قدر خوش نصیبی ہے، یہ کیسے شیطان سے نجات پا گیا؟''

اور قابل تعجب بات یہ ہے کہ مجھے جن و انس کے کلی احوال کے بارے میں کلام کرنے والی کوئی قدیم و جدید کتاب نہیں ملی۔ اس لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات میں استخارہ کیا کہ میں اس مسئلے میں ایک کتاب لکھوں اور میری یہ بھرپور کوشش رہی ہے کہ اس میں کتاب اللہ اور اللہ کے خلیل محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سنت یا صرف صحیح حدیث کے سوا کوئی چیز درج نہ کروں۔ ان کے ساتھ ساتھ بعض آیات اور احادیث کے بعض کلمات، جن کے بیان کی ضرورت محسوس ہوئی، ذکر کیے جائیں گے۔ مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ میں شیاطین کو اپنے سے دور رکھنے میں صاحبِ ہمت رہوں گا۔

اس لیے کہ شیاطین بھی عالی ہمت ہیں اور اس لیے بھی کہ ابلیس اپنی اولاد کو جمع کرتا اور ان کا محاسبہ کرتا ہے اور انھیں پوچھتا ہے: ''تو نے کیا کیا ہے؟'' اور کسی کو یہ کہے بغیر نہیں رہتا: ''ما عملت شیئا'' تو نے کوئی (اہم) کام نہیں کیا اور اپنے لشکر میں فضیلت پانے والے کو وہ تاج پہناتا اور اسے کہتا ہے: ''أنت أنت'' اور اسے اپنے پہلو بٹھا لیتا ہے، شیاطین نہ کھیل کود کرتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

[الحجر: 40,39]

''اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔''

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں قول وفعل اور عمل میں خلوصِ نیت عطا فرمائے اور ہمیں اپنے رسول ﷺ کی سیرت پر چلنے کی توفیق دے، ہمیں اخلاص نصیب کرے اور ہمارے اعمال قبول فرمائے۔ آمین، آمین، آمین۔

﴿ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴾ [هود: 88]

”میں تو اصلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتا، جتنی کرسکوں اور میری توفیق اللہ کے سوا کسی سے نہیں، میں نے اسی پر بھروسا کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

الفقير إلى عفو ربه

رضا عبداللہ نصر اللہ باشا

reda abdullah@hotmail.com

1- کیا ''جن'' نامی کوئی شے موجود ہے؟

جی ہاں! جن موجود ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ایک مکمل سورت ''سورۃ الجن'' کے نام سے نازل کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾ [الجن: 1 تا 5]

''کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ بلاشبہہ بات یہ ہے کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، اس نے نہ کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ کوئی اولاد۔ اور یہ کہ بلاشبہہ بات یہ ہے کہ ہمارا بے وقوف اللہ پر زیادتی کی بات کہتا تھا۔ اور یہ کہ بے شک ہم نے گمان کیا کہ بے شک انسان اور جن اللہ پر ہرگز کوئی جھوٹ نہیں بولیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنات کا ذکر تقریباً چالیس سے زیادہ مرتبہ کیا ہے۔

2- لفظِ ''جن'' کا معنی کیا ہے؟

لفظِ ''جن'' کا معنی ہے: ''پوشیدہ چیز''، لغوی اعتبار سے حاملہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے، اس پر ''جنین'' کا لفظ بولا جاتا ہے، کیونکہ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔ کسی چیز کو ماننے کے لیے اس کا دیکھنا شرط نہیں ہے۔ مثلاً:

① میموری کارڈ میں موجود مناظر اور اشیا۔
② بجلی؛ اسے کون دیکھ سکتا ہے؟ مگر سب مانتے ہیں۔
③ کمپیوٹر کی سکرین کے اندر کیا ہے؟ اسے کون دیکھ سکتا ہے؟
④ موبائل فون کی سکرین کیا آپ اس کے اندر ویڈیوز، نمبرز اور نام دیکھ سکتے ہیں؟
⑤ ایسے ہی مقناطیس؛ کیسے لوہے کو پکڑتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ کے وجود کو تسلیم کرنا۔

یہ تمام اشیا ہمیں نظر نہیں آتی، لیکن ہم ان کو مانتے ہیں۔ ایسے ہی جنات نظر نہیں آتے، لیکن وہ موجود ہیں اور ہم انھیں تسلیم کرتے ہیں۔

3- کیا جنات پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جی ہاں! ایمان بالغیب اسلامی عقیدے کی بنیاد ہے، بلکہ یہ اولین وصف ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قرآن مجید میں موصوف کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة: 1 تا 3]

''الٓمٓ۔ یہ کتاب، اس میں کوئی شک نہیں، بچنے والوں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور اس میں سے، جو ہم نے انھیں دیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

جنات کی موجودگی پر دلالت کرنے والی بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں، جن میں سے چند ایک آیات درج ذیل ہیں:

① ﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾ [الأحقاف: 29]

''اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تیری طرف پھیرا، جو قرآن غور سے سنتے تھے تو جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا خاموش ہو جاؤ، پھر جب وہ پورا کیا گیا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے۔''

② ﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ [الأنعام: 130]

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے ہوں اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ وہ کہیں گے ہم اپنے آپ پر گواہی دیتے ہیں اور انھیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ کافر تھے۔''

③ ﴿ يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ [الرحمن: 33]

''اے جن و انس کی جماعت! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، کسی غلبے کے سوا نہیں نکلو گے۔''

④ ﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ [الجن: ٦]

''اور یہ کہ بلاشبہہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا۔''

4- اللہ تعالیٰ نے جنات کو کیوں پیدا کیا؟

اللہ تعالیٰ نے جنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاريات: 56]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

یعنی میں نے انھیں اپنی عبادت و پرستش کے لیے پیدا کیا ہے، نہ کہ اس لیے کہ مجھے ان کی احتیاج وضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ یعنی وہ عبادت سر انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنات کو انسانوں سے پہلے پیدا کیا۔ وہ زمین میں رہتے تھے۔ پھر جنات کے آپس میں ناروا اور ظالمانہ سلوک کی بنا پر زمین میں فساد پھیل گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا اور انھیں عزت وشرف بخشا اور ان کی تکریم و عزت کے لیے ان کے باپ آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔

5- کیا جنات شریعت کے مکلّف ہیں؟

جی ہاں! جنات شریعت کے مکلّف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ [الأنعام: 130]

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے ہوں اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ وہ کہیں گے ہم اپنے

آپ پر گواہی دیتے ہیں اور انھیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ کافر تھے۔"

انسانوں کی طرح جنات بھی شریعت کے مکلّف ہیں، جس طرح انسانوں پر شہادتین کا اقرار، نماز، زکات، روزہ اور حج وغیرہ واجب ہیں، ایسے ہی جنات پر بھی فرض ہیں اور جو چیز شریعتِ اسلامیہ نے حرام کی ہے، وہ جنات پر بھی حرام ہے۔

جس طرح انسانوں میں مسلمان یہودی، عیسائی، بے دین اور مجوسی وغیرہ ہیں، ایسے ہی جنات میں بھی ہوتے ہیں، جیسے سورۃ الجن میں مذکور ہے:

﴿ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾

[الجن: 11]

"اور یہ کہ بے شک ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور ہم میں کچھ اس کے علاوہ ہیں، ہم مختلف گروہ چلے آئے ہیں۔"

6- جن کیسے مختلف اَشکال بدلتے ہیں؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا عَدْوٰی، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا غُوْلَ »[1]

"کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی (درست) ہے اور نہ غول ہے۔"

"غول" جن کو کہتے ہیں، جیسے حدیث میں انھیں « سَحَرَةَ الْجِنِّ » "جادوگر جن" کہا گیا ہے۔ جبکہ یہ بات مسلّم ہے کہ جادوگر (اللہ کے اذن) سے شکلیں بدلنے پر قادر ہیں۔[2]

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2222]

[2] صحیح مسلم [217/4]

7- کیا جنات میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں ہیں؟

جی ہاں، جنات میں بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول حکایت کیا ہے:

﴿ وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾ [الجن: 14]

''اور یہ کہ بے شک ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں اور ہم میں سے کچھ ظالم ہیں، پھر جو فرماں بردار ہوگیا تو وہی ہیں جنھوں نے سیدھے راستے کا قصد کیا۔''

اس آیت کریمہ میں ﴿اَلْقٰسِطُوْنَ﴾ کا جو لفظ ہے، اس کا معنی غیر مسلم ہے، کیوں کہ یہاں یہ مسلم کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔

8- اللہ تعالیٰ نے جنات کو کس چیز سے پیدا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ [الرحمن: 15]

''اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔''

اس آیتِ کریمہ میں لفظ ﴿مَارِجٍ﴾ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، اس کا معنی آگ کا وہ حصہ ہے جو اوپر کی طرف بلند ہوتا ہے، جسے ہم شعلہ کہتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ،

وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ» [1]

''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جنات آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، جو تمھارے لیے بیان کی گئی ہے (یعنی مٹی)۔''

9- کیا سب سے پہلے جنات زمین پر آباد ہوئے تھے؟

جی ہاں! انسانوں سے پہلے جنات زمین پر آباد تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾ [الحجر: 27]

''اور جانّ (جنوں) کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے ہم نے پیدا کیا۔''

یعنی جنات کو انسانوں سے پہلے ''نار سموم'' سے پیدا کیا ہے۔ ''سموم'' ایسی گرم ہوا کو بھی کہتے ہیں جو باعثِ قتل ہو۔ بعض نے کہا ہے: دن کو یا رات کو جو گرم ہوا چلے، اس کو ''سموم'' کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رات کی گرم ہوا کو ''سموم'' اور دن کی گرم ہوا کو ''حرور'' کہتے ہیں۔

10- جنات کی کتنی قسمیں ہیں؟

حدیث نبوی میں جنات کی تین اصناف بیان کی گئی ہیں۔ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْجِنُّ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ لَهُمْ أَجْنِحَةٌ يَطِيرُوْنَ فِي الْهَوَاءِ، وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلَابٌ، وَصِنْفٌ يَحِلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ» [2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2996]

[2] الطبراني في المعجم الكبير [18057]

''جن تین قسم کے ہیں:

① جن کے پَر ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔

② سانپ اور کتے وغیرہ ہیں۔ یعنی بعض جن سانپ اور کتے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

③ وہ جنات جو زمین میں سکونت اختیار کرتے اور سفر وغیرہ کرتے ہیں۔''

11- جنات کی اَشکال کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴾ [الصافات: 65]

''اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔''

آیتِ مذکورہ میں شیاطین کے سروں کو زقوم کی شاخوں سے تشبیہ دینا، انھیں قبیح قرار دینے اور ان کے ذکر کو مکروہ قرار دینے کی بنا پر ہے۔ شیاطین کے بال اوپر کو اٹھے ہوتے ہیں، جیسے زقوم کے کانٹے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا شیطان بدشکل ہوتے ہیں۔

12- کیا جنات کو دیکھنا ممکن ہے؟

جن کو اس کی اصل صورت و شکل میں دیکھنا ناممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ [الأعراف: 27]

"بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔"

رسولِ کریم ﷺ نے ایک بار صحابہ سے اسے دیکھنے اور اسے باندھنے کے ارادے کا ذکر کیا، تا کہ وہ سب بھی اسے دیکھ لیں۔ [1]

جنات کو ان کی تبدیل شدہ شکلوں میں دیکھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقے کے مال پر پہرے دار مقرر کیا تو تین دن تک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جن آتا رہا اور صدقے کے مال سے چرانے کی کوشش کرتا رہا۔ جب پکڑا جاتا تو اہل وعیال کے فقر و فاقے کا ذکر کرتا۔ تیسرے دن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج میں تجھے ضرور نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا، تو اس وقت اس نے کہا کہ سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر سو جاؤ تو کوئی چیز تمھارے پاس نہیں آ سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بات سچی کہہ گیا ہے، مگر ہے جھوٹا۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ شیطان تھا۔"

تو انسان کی صورت میں یا حیوان کی شکل وصورت میں آنا اس کے لیے ممکن ہے، جیسے سیاہ کتا، بچھو، اونٹ، سانپ، سیاہ بلی اور سیاہ گدھا وغیرہ۔ اس سے پہلے شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں بھی ظاہر ہوا، جیسا کہ غزوہ بدر میں آیا تھا اور انبیائے کرام مثلاً: نوح، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے پاس بھی انسانی صورت میں آیا تھا۔

[1] شرح صحیح مسلم [2/295]

13- کیا جنات میں ''عفاریت'' (طاقتور شرارتی جن) ہوتے ہیں؟

جی ہاں، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ﴾ [النمل: 39]

''جنوں میں سے ایک طاقتور شرارتی کہنے لگا: میں اسے تیرے پاس لے آؤں گا۔''

یہ آیت مبارکہ دلیل ہے کہ ''عفریت'' جنوں میں سے ہے۔

14- عفریت (سرکش) جنات کے پاس کتنی طاقت ہوتی ہے؟

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ﴾ [النمل: 39]

''جنوں میں سے ایک طاقتور شرارتی کہنے لگا: میں اسے تیرے پاس اس سے پہلے لے آؤں گا کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور بلاشبہہ میں اس پر یقیناً پوری قوت رکھنے والا، امانت دار ہوں۔''

''عفریت'' کا معنی ''سرکش'' ہے، چونکہ سلیمان علیہ السلام صبح سے لے کر زوال تک فیصلوں اور حکومتی انتظامات کے لیے بیٹھتے تھے، تو عفریت نے کہا: میں تیرے یہاں سے اٹھنے سے پہلے تیرے پاس لے آؤں گا۔

﴿وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ﴾ یعنی میں اس تخت کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوں اور اس میں جو جواہر اور خزانہ وغیرہ ہے، اسے بھی بہ طورِ امانت لیکر آؤں گا۔

تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے وہ تخت اس لیے حاضر کروانے کا ارادہ کیا، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی گئی بادشاہت کی عظمت کا اظہار کریں۔ اور اس نعمت کا بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لشکر مسخر کرنے کی صورت میں عطا کی، جو اس سے قبل کسی کو عطا نہیں کی تھی۔

15- کیا ابلیس (شیطان) جنات میں سے ہے؟

جی ہاں! ابلیس جنات ہی میں سے ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ﴾ [الكهف: 50]

"مگر ابلیس، وہ جنوں میں سے تھا، سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔"

یہ ابلیس کے جنات میں سے ہونے کی دلیل ہے۔

16- کیا جنات میں بھی رسول ہوتے ہیں؟

رسول صرف انسانوں میں سے ہوئے ہیں، جنات میں سے رسول نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں آیتِ کریمہ ہے:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴾ [الأنعام: 130]

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے ہوں اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ وہ کہیں گے ہم اپنے آپ پر گواہی دیتے ہیں اور انھیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ کافر تھے۔''

بعض کا خیال ہے کہ جنات میں سے بھی رسول ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ﴿رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ فرمایا، جو انسانوں اور جنات سب کو شامل ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان کا وہم کافور کرتے ہوئے فرمایا:

''﴿رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ کا مطلب ہے: تم جنوں اور انسانوں کی طرف، جب کہ رسول صرف انسانوں سے ہیں، جنات سے نہیں ہیں۔''

17- کیا جن غیب جانتے ہیں؟

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جو عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴾ [الملك: 5]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت بخشی اور ہم نے انھیں شیطانوں کو مارنے کے آلے بنایا اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

یعنی آسمان میں موجود ستاروں، بلکہ شہابوں سے بھی مزین کر دیا، جن

سے شیاطین کو بھگایا جاتا ہے۔ مزید فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾ [سبأ: 14]

''پھر جب ہم نے اس پر موت کا فیصلہ کیا تو انھیں اس کی موت کا پتا نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اس کی لاٹھی کھاتا رہا، پھر جب وہ گرا تو جنوں کی حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں نہ رہتے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث سنائی کہ ایک رات وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک ستارا پھینکا گیا تو ہر طرف روشنی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جب اس کی مثل (کوئی ستارا) پھینکا جائے تو تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم تو کہتے ہیں، آج کی رات کوئی عظیم ہستی پیدا یا فوت ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ستارا کسی کی زندگی یا موت کی وجہ سے نہیں پھینکا جاتا، بلکہ ہمارا رب جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے (اس وقت) عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ پھر آسمان میں اس کے پاس والے تسبیح کرتے ہیں، حتی کہ یہ تسبیح آسمانِ دنیا والوں تک پہنچ آتی ہے۔ پھر عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کے پاس والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں: تمھارے رب نے کیا کہا؟ پھر باقی آسمانوں والے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں، حتی کہ آسمانِ دنیا والوں تک بات پہنچ آتی ہے۔ جنات اس بات کو چپکے سے سن کر اپنے دوستوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ پھر جو بات وہ بعینہٖ

لاتے ہیں وہ تو حق ہے، لیکن وہ اس میں جھوٹ ملاتے اور اضافہ کرتے ہیں۔[1]

18- انسانوں کا مرتبہ بلند ہے یا جنات کا؟

انسان کا مرتبہ بلند ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾

[الاسراء: 70]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو بہت عزت بخشی اور انھیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور انھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے جو مخلوق پیدا کی، اس میں سے بہت سوں پر انھیں فضیلت دی، بڑی فضیلت دینا۔''

یہ شرف جنات کے لیے نہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ثابت ہے اور نہ کسی رسول و پیغمبر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا شرف و مقام جنات سے زیادہ ہے۔

19- کیا جن کو قتل کیا جا سکتا ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس طرح ناحق انسان کا قتل جائز نہیں، ایسے ہی ''جن'' کو بھی ناحق قتل نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ کسی کافر پر بھی ظلم کرنا جائز نہیں اور قتل ظلم ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2229]

لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [المائدة: 8]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔''

''جن'' گھریلو سانپوں کی شکل میں بھی آجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں تین دن تک اسے چلے جانے کا کہا جائے۔ اگر چلا جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اگر تو وہ حقیقی سانپ ہوا تو پھر تو سانپ قتل ہوا ہے اور اگر وہ ''جن'' تھا تو اس نے سانپ کی صورت میں ظاہر ہو کر انسان کو خوف زدہ کرنے کے لیے زیادتی پر مجبور کیا ہے۔ بہر حال ان کو بغیر کسی سبب کے قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں مروی ہے:

« إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوْا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ »[1]

''مدینے کے کئی ''جن'' مسلمان ہوئے ہیں، اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے الارم دو (یعنی اگر گھر میں سانپ کی صورت میں ظاہر ہو تو تین دن تک اسے نکل جانے کے لیے کہتے رہو) اگر اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دو، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔''

[1] مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث [2236]

20- کیا ''جن'' انسانوں کے ساتھ ملکر کھاتے ہیں؟

سیدنا امیہ صحابی سے مروی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا، مگر اس نے ''بِسْمِ اللّٰه'' نہیں پڑھی تھی، جب ایک لقمہ باقی رہ گیا اور وہ اسے منہ کی طرف اٹھانے لگا تو اس نے کہا:

''بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ''

''اللہ کے نام کے ساتھ (کھاتا ہوں) اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔''

رسولِ کریم ﷺ ہنس پڑے، پھر فرمایا:

« مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ »[1]

''شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے ''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھی تو شیطان نے اپنے پیٹ کا تمام کھانا قے کر دیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان ''بسم اللہ'' نہ پڑھے تو شیطان (جن) بھی کھانے میں انسان کا شریک بن جاتا ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعُ يَدَهُ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ

[1] مشكاة المصابيح [152/4] الأحاديث المختارة [342/4]

الطَّعَامَ أَلَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا» [1]

''جب ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ کسی کھانے کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جب تک رسول کریم ﷺ شروع نہ کرتے ہم شروع نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم دعوتِ طعام میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک بچی ایسے دوڑتی ہوئی آئی جیسے اسے کسی نے دھکا دیا ہو، اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو رسول کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی ایسے ہی آیا جیسے کسی نے اس کو دھکا دیا ہو، رسولِ کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ (پھر) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال کر لیتا ہے، جس پر ''بسم اللہ'' نہ پڑھی جائے، شیطان اس بچی کو لے کر آیا، تاکہ اس کے سبب وہ یہ کھانا اپنے لیے جائز کر لے تو میں نے اس بچی کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس مقصد کے لیے دیہاتی کو لے کر آیا تو میں نے دیہاتی کا ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ شیطان کا ہاتھ اِس کے ہاتھ کے ساتھ ہی میرے ہاتھ میں ہے۔''

21- کیا ہڈی جنوں کی خوراک ہے؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے (جنات کے ایک گروہ کو مخاطب کر کے) فرمایا:

[1] مختصر صحیح مسلم، رقم الحدیث [2017]

«لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ، أَوْفَرُ مَا يَكُونُ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ» قَالَ: «فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ»[1]

''ہر ہڈی جس پر ''بِسمِ اللّٰہ'' پڑھی گئی، تمھارے ہاتھوں میں وہ پہلے گوشت کی بہ نسبت زیادہ پُر ہوگی اور ہر مینگنی یا گوبر تمھارے جانوروں کے لیے چارہ ہے۔ آپ ﷺ نے انسانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: تم مینگنی اور گوبر سے استنجا نہ کرنا، کیونکہ یہ تمھارے ''جن'' بھائیوں کی خوراک ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِئْتِنِي بِأَحْجَارٍ أَسْتَنْجِ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثَةٍ»

''مجھے پتھر لا کر دو، میں ان کے ساتھ استنجا کروں، مگر ہڈی اور گوبر نہ لانا۔''

میں نے کہا: ہڈی اور گوبر کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ فَسَأَلُونِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهُمْ أَلَّا يَمُرُّوا بِرَوْثَةٍ وَلَا عَظْمٍ إِلَّا وَجَدُوهُ طَعَامًا»[2]

''میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تو انھوں نے مجھ سے خوراک کا سوال کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ جس ہڈی اور گوبر پر بھی گزریں تو وہ اسے بہ طورِ خوراک پائیں۔''

22- کیا ''جن'' مذکر، مونث بھی ہوتے ہیں؟

جی ہاں! ''جن'' مذکر و مونث بھی ہوتے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [450] سنن الترمذي، رقم الحديث [2595]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3571]

ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے:

«اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ» [1]

”اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جننیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”خُبُث“ خَبِيثٌ کی جمع ہے اور ”خَبَائِث“ خَبِيْثَة کی جمع ہے، اس سے آپ ﷺ کی مراد مذکر اور مونث دونوں صنفوں کے ”جن“ ہیں۔“ [2]

اور معلوم ہے کہ اُن میں نکاح اور شادی کا نظام بھی موجود ہے، تو فطری طور پر نکاح مذکر اور مونث کے درمیان ہی ہوتا ہے۔

23- کیا ہر گھر میں ”جن“ موجود ہوتے ہیں؟

جی ہاں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوتِ عَوامِرَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئاً مِّنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثاً، فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ » [3]

”بے شک ان گھروں کو آباد کرنے (جن) والے ہیں، جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو تین دن ان پر تنگی کرو (یعنی ان کو نکلنے کا حکم دو) اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک، وگرنہ اسے قتل کر دو، کیونکہ وہ کافر ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [142] صحيح مسلم، رقم الحديث [375]

[2] لسان العرب [1088/2]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [2263]

الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا، فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ» [1]

''بے شک مدینہ منورہ میں جنوں کے ایک گروہ نے اسلام قبول کیا ہے، تو جو شخص ان میں سے کسی کو (گھر میں) دیکھے تو تین مرتبہ اسے خروج کا حکم دے، اس کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر دے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

24- گھروں میں جنوں کی من پسند جگہیں کونسی ہیں؟

طہارت خانے، گانے بجانے اور کھیل کود کی جگہیں، وہ جگہیں جہاں تصویریں ہوں، اسی لیے رسول کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ» [2]

''اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

25- کیا جنات اللہ کی قدرت سے بھاگ سکتے ہیں؟

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ [الرحمٰن: 33]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2236]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [142] صحیح مسلم، رقم الحدیث [375]

”اے جن وانس کی جماعت! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، کسی غلبے کے سوا نہیں نکلو گے۔“

یعنی تم اللہ کے امر سے بھاگنے کی قدرت نہیں رکھتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمھارا احاطہ کیے ہوئے ہے، تم اللہ کے حکم سے نفوذ نہیں کر سکتے، تم جہاں کہیں چلے جاؤ تمھارا گھیراؤ ہے اور حشر کے مقام میں تو فرشتے سات صفوں میں ہر جانب سے مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہوں گے، کوئی بھی جانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

﴿اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ یعنی صرف اللہ کے حکم و ارادے ہی سے نکل سکے گا۔

26- کیا سانپ جنات میں سے ہیں؟

جی ہاں! فرمانِ نبوی ہے:

« اَلْحَیَّاتُ مَسْخُ الْجِنِّ کَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِیْرُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِیْلَ »[1]

”سانپ جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل (کے بعض افراد) بندر اور خنزیر بنا دیے گئے تھے۔“

27- کیا جنوں کو موت آتی ہے؟

انسانوں اور دوسری ذی روح چیزوں کی طرح جنات پر بھی موت طاری ہوتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحیح ابن حبان، رقم الحدیث [1080] الطبراني الکبیر، رقم الحدیث [11946] ابن أبي حاتم [290/2] السلسلة الصحیحة، رقم الحدیث [1824]

«... أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ»[1]

''اے اللہ! تو وہ زندہ ہے جس پر موت نہیں اور جن وانس مر جاتے ہیں۔''

28- کیا انسانوں اور جنوں کا باہم مدد لینا ممکن ہے؟

جی ہاں! فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِیٰٓؤُھُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴾ [الأنعام: 128]

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا، اے جنوں کی جماعت! بلاشبہ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنا بنا لیا، اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمارے بعض نے بعض سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنے اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو مگر جو اللہ چاہے۔ بے شک تیرا رب کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

یعنی اے محمد ﷺ! یاد کیجیے اس دن کو جب ہم جنوں اور انسانوں میں سے ان کے دوستوں کو جو دنیا میں ان کی عبادت کرتے تھے، اکٹھا کریں گے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [7383] صحيح مسلم [2717]

(اور کہیں گے) ﴿یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ قَدِ اسۡتَکۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ﴾ اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں کو بھٹکانے اور گمراہ کرنے کی صورت میں بہت سا فائدہ اٹھایا ہے۔ انسانوں میں سے جو جنوں کے دوست تھے، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ﴿اِسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ﴾ ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ﴿اَلنَّارُ مَثۡوٰکُمۡ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ﴾

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ کے خلاف فیصلہ دینا کسی کو زیبا نہیں اور نہ جنت و جہنم میں داخل کر سکتا ہے، جبکہ جنات کا انسان عورتوں سے مباشرت (جماع) کی بھی شنید ہے۔ عورتوں سے میل جول کے وقت (بالخصوص عشق و جادو کے حالات میں) کوئی عورت کہتی سنائی دیتی ہے کہ اس (جن) نے اپنا کام پورا کیا اور مجھ سے منی کا خروج ہوا اور کوئی عورت کہتی ہے کہ جن کا مجھ سے جماع کرنا میرے خاوند کے مجھ سے جماع کرنے سے بہتر ہے۔ مردوں سے بھی اس طرح کی باتیں ممکن ہیں، اس لیے کہ بعض جنیاں مردوں کی عاشق ہیں۔ یہ سارا معاملہ خواب کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جن اس کے محبوب کی صورت میں یا کسی پڑوسی کی صورت میں یا مرغ کی صورت میں یا کسی ناپسندیدہ شخص کی صورت میں بھی آ جاتے ہیں۔[1]

29- کیا سابقہ امتوں میں بھی جنات کی پوجا کی جاتی تھی؟

فرمانِ الٰہی ہے:

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: "ماذا تعرف من القرآن والسنة عن المس الشيطاني، والسحر والحسد، والبيوت، المسكونة" للمؤلف،

﴿ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾ [سبأ: 41]

''وہ کہیں گے تو پاک ہے، تو ہمارا دوست ہے نہ کہ وہ، بلکہ وہ جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ان کے اکثر انھی پر ایمان رکھنے والے تھے۔''

﴿سُبْحٰنَكَ﴾ یعنی تو اس بات سے پاک و مبرّا ہے کہ تیرے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ و معبود ہو۔

﴿اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ یعنی ہم تیرے بندے ہیں اور ان (مشرکین) سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دوست نہیں تو ہمارا دوست ہے۔

﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾ یعنی وہ شیاطین و جن ان کے لیے بتوں کی پوجا کو مزین کر کے پیش کرتے اور ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

﴿ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾ [سبأ: 42]

''سو آج تمھارا کوئی کسی کے لیے نہ نفع کا مالک ہے اور نہ نقصان کا۔''

یعنی آج (قیامت کے دن) تم کو وہ لوگ جن کے نفع کی تم کو امید تھی، بتوں اور شریکوں میں سے تم کو نفع نہیں دیں گے، جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے تھے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ [الأنعام: 100]

''اور انھوں نے جنوں کو اللہ کے شریک بنا دیا، حالانکہ اس نے انھیں پیدا کیا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں کچھ جانے بغیر تراش لیں، وہ

پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔''

یہ ان مشرکین کا رد ہے، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کی بھی پوجا کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کیا، یعنی انھوں نے جنوں کی عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنے شرک و کفر سے ان کو شریک ٹھہرالیا۔

سوال اگر کہا جائے کہ وہ تو بتوں کی پوجا کرتے تھے تو جنوں کی عبادت کیسے ہوگئی؟

جواب اس لیے کہ انھوں نے بتوں کی پوجا صرف جنات کی اطاعت کرتے ہوئے کی، ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دیگر لوگوں کے ساتھ کسی سفر پر نکلا تو راستہ گم کر بیٹھا، شیاطین و جنات نے اسے مخبوط کر دیا اور زمین میں بھٹکا دیا، جبکہ اس کے ساتھی سیدھے راستے پر ہی قائم رہے اور اسے بھی اپنی طرف سیدھے راستے پر بلاتے رہے۔

﴿ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ ﴾

[الأنعام: 71]

''اس شخص کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں بہکا دیا، اس حال میں کہ حیران ہے، اسی کے کچھ ساتھی ہیں۔''

یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول نہیں کرتا، بلکہ اس نے شیطان کی اطاعت کی اور زمین میں معصیت کے کام کیے، حق سے ہٹ گیا اور گمراہ ہوا، کیونکہ ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی ہدایت ہے اور جس کی طرف جنات (شیاطین) بلاتے ہیں، وہ گمراہی ہے۔

تیسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ [يٰسٓ: 60]

’’کیا میں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی اے اولادِ آدم کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔‘‘

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی آدم میں سے ان کافروں کے لیے ڈانٹ ہے، جنھوں نے شیطان کی پیروی کی، حالانکہ وہ ان کا واضح دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، حالانکہ اللہ نے انھیں پیدا کیا اور وہی انھیں رزق دیتا ہے۔

30- اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں جن کا حجم کیا ہے؟

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِي صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ، فَسَأَلُوْنِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ» [1]

’’میرے بندو! اگر تمھارے اگلے پچھلے، جنات و انسان سب ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک کو اس کی مطلوبہ چیز عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانے میں کمی نہیں آئے گی، مگر ایسے ہی جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر نکال لی جائے، تو جتنا پانی سوئی نے سمندر سے کم کیا ہے، ایسے ہی تمام جنات و انسان کو ان کی مطلوبہ چیزیں عطا کرنے سے میرے خزانوں میں کمی آ سکتی ہے۔‘‘ یعنی کوئی نہیں آئے گی۔

[1] صحیح مسلم [17/8]

31- جن بھی موذن کے لیے گواہی دیں گے؟

جی ہاں، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[1]

''موذن کی آواز کو کوئی جن، انسان یا کوئی بھی چیز سنتی ہے تو وہ قیامت والے دن اس کے لیے گواہی دیں گے۔''

32- کیا جن چوری کرتے ہیں؟

جی ہاں! صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صدقے کے مال پر محافظ مقرر کیا تو ایک آنے والا آیا، اس نے صدقے کے مال سے چرانا شروع کر دیا۔ دو دن وہ آ کر ایسا کرتا رہا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب گرفتار کرتے تو اپنی حاجت اور بھوک کا عذر پیش کرتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتے۔

تیسری رات جب وہ آیا تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا، تو وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دیں، میں آپ کو چند کلمات سکھاتا ہوں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع دے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا: جب تو بستر پر سونے کے لیے آئے تو مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر، اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [609]

نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«صَدَقَكَ، وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ»[1]

''بات اس نے سچی کی ہے، مگر تھا وہ جھوٹا، وہ شیطان تھا۔''

ایسے ہی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَغْلِقْ بَابَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ»[2]

''اپنا دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کر دو، کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا اور بسم اللہ پڑھ کر چراغ گل کر دو، برتن کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دو، اگرچہ لکڑی ہی اس پر رکھ دو اور اپنی مشک کا تسمہ اللہ کا نام لے کر کس دو۔''

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے ''بسم اللہ'' پڑھ کر کوئی چیز رکھی تو شیطان اس میں سے نہیں چرا سکتا۔ چوری کے پانچ فیصد واقعات جن شیاطین کی وجہ سے ہوتے ہیں، جبکہ 95% انسان شیطانوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔

33- کیا جنات نبی کریم ﷺ سے قرآن سننے کے لیے حاضر خدمت ہوئے تھے؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3101]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [3731]

﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾
[الأحقاف: 29]

''اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تیری طرف پھیرا، جو قرآن غور سے سنتے تھے تو جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا خاموش ہو جاؤ، پھر جب وہ پورا کیا گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے۔''

امام احمد رحمہ اللہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کرتے ہیں کہ جن نخلہ مقام پر جمع تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھا رہے تھے:

﴿ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ [الجن: 19]

''وہ قریب تھے کہ اس پر تہ بہ تہ جمع ہو جائیں۔''

امام سفیان رحمہ اللہ ﴿لِبَدًا﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض کا بعض پر ٹوٹ پڑنا ''لبد'' ہے۔

34- جب جنات نے قرآن سنا تو کیا وہ ایمان لائے؟

جی ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾ [الجن: 2,1]

''کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک

جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم ﷺ کو حکماً فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو بتاؤ کہ جب جنوں نے قرآن مجید کو سنا تو ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کی اور قرآن مجید کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

35- کیا جن قرآن مجید جیسی کوئی سورت بنا کر پیش کر سکتے ہیں؟

نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ [الإسراء: 88]

"کہہ دے! اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا شرف وعظمت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اگر تمام جنات و انس اکٹھے ہو کر اِس قرآن کی مثل کوئی سورت پیش کرنا چاہیں تو وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں، مگر اس معاملے (قرآن جیسی سورت پیش کرنا) کی طاقت نہیں رکھتے۔ مخلوق کا کلام خالق کے کلام جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟ ایسا خالق جس کی کوئی نظیر

ہے نہ مثال اور نہ اس کے برابر کوئی ہوسکتا ہے۔

36- کیا قرآن مجید کی تلاوت سے قبل شیطان مردود سے پناہ مانگنا واجب ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھو:

﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ﴾ [النحل: 98]

"پس جب تو قرآن پڑھے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر۔"

یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ تلاوت قران مجید کا ارادہ کریں تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کریں، یہاں امر ندب کے لیے ہے، وجوب کے لیے نہیں۔

تلاوت شروع کرنے سے پہلے شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے۔

37- جب جنات نے سورۃ الرحمٰن سنی تو کیا کہا؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کی، پھر فرمایا:

« مَا لِي أَرَاكُمْ سُكُوتًا؟ لَلْجِنُّ كَانُوا أَحْسَنَ مِنْكُمْ رَدًّا، مَا قَرَأْتُ عَلَيْهِمْ مِّنْ مَرَّةٍ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ إِلَّا قَالُوا: وَلَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ، فَلَكَ الْحَمْدُ »[1]

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3291] المستدرك للحاكم [473/2] صحيح الجامع، رقم الحديث [5138]

''میں تمھیں خاموش کیوں دیکھ رہا ہوں؟'' جن جواب دینے میں تم سے اچھے تھے، جتنی مرتبہ بھی میں نے ان پر ﴿فَبِاَيِّ الَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ [الرحمن: 13] پڑھا تو انھوں نے جواباً کہا: ''اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، تیرے لیے ہی تعریف ہے۔''

38- اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں ﴿اَلثَّقَلَانَ﴾ کا لفظ بولا ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد جن اور انسان ہیں۔[1]

39- جنات کو کیسے پتا چلا کہ یہ قرآن عجیب ہے؟

قرآن مجید میں مذکور ہے:

﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾ [الجن: 1]

''بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔''

کیونکہ جن یہود و نصاریٰ کے کردار اور ان کی سابقہ کتابوں میں تحریف سے پہلے ہی باخبر تھے، لیکن جب انھوں نے قرآن مجید سنا تو جان گئے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے (کیونکہ یہ تحریف سے پاک ہے)۔

40- کیا جنات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا ہے؟

جی ہاں! سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري [113/2]

«سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ (سُوْرَةُ النَّجْمِ) وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ» [1]

''نبی کریم ﷺ نے سورت نجم کی تلاوت کرتے ہوئے آیتِ سجدہ پر سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنات اور انسانوں نے سجدہ کیا۔''

41- میں جنات سے ڈرتا ہوں، میں کیا کروں؟

جنات سے ڈرنے والے شخص کو درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيْعًا، اَللّٰهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ أَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا إِلٰهَ خَيْرُكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ» [2]

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تمام مخلوق پر غالب ہے، جس چیز کا مجھے خوف و خدشہ ہے، اللہ اس پر بھی غالب ہے۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، جو ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے، ہاں اس کے حکم سے گر سکتے ہیں، میں تیرے فلاں بندے کے شر

---

[1] صحيح البخاري [113/6]

[2] الأدب المفرد، رقم الحديث [708]

سے، اس کے لشکر، متبعین اور انسانوں اور جنات میں اس کے جو قبیلے ہیں ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! ان کے شر سے میرا مددگار بن جا، تیری تعریف بلند ہے، تیری پناہ غالب اور تیرا نام بابرکت ہے، تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔"

42- نبی کریم ﷺ صرف انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں یا جنات کی طرف بھی؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَّطَهُوراً، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ»[1]

"مجھے چھ چیزوں کی بنا پر دوسرے انبیا پر فضیلت حاصل ہے: ① مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔ ② ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے (یعنی دشمن ایک مہینے کی مسافت پر دور ہو تو میرا رعب اس پر چھا جاتا ہے)۔ ③ میرے لیے غنیمت حلال ہے۔ ④ زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے۔ ⑤ میں تمام مخلوق کی طرف رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔ ⑥ مجھ پر انبیا کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔"

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [523]

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں، بلکہ جنات اور دوسری مخلوقات کے لیے بھی رسول ہیں۔

43- کیا جنات کی وجہ سے طاعون کی بیماری پھیلتی ہے؟

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

«أَنَّهُ وَخزُ الشَّيطَانِ»[1] ''طاعون شیطان کا چبھونا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

«اَلطَّاعُونُ وَخزُ أَعدَائِكُم مِّنَ الجِنِّ وَفِيهِ شَهَادَةٌ»[2]

''طاعون تمھارے جن دشمنوں کا چبھونا ہے اور طاعون کی وجہ سے فوت ہونے والا شہید ہے۔''

شیطان کی انسان سے پرانی دشمنی ہے اور شیطان کی وجہ سے بہت سی آزمایشیں بھی ہوتی ہیں، انھی آزمایشوں میں سے ایک طاعون کی بیماری ہے، تقدیر کے بعد اس کا سبب ظاہر ہے۔ یعنی وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ ایک مسلمان خود کو مسنون اذکار کے ذریعے شیطان کے شر سے بچا سکتا ہے۔

44- کیا اونٹوں کو جنات سے کوئی مناسبت ہے؟

سیدنا ابو لاس خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقے کے اونٹوں پر سوار کیا تو فرمایا:

---

(1) مسند أحمد [395/4] مسند أبي يعلى، برقم [7226] طبراني، برقم [1396]

(2) الصحيح الجامع، رقم الحديث [3951]

«مَا مِنْ بَعِيرٍ إِلَّا وَفِي ذِرْوَتِهِ شَيْطَانٌ، فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، إِذَا رَكِبْتُمُوهَا كَمَا أَمَرَكُمْ بِهِ، وَامْتَهِنُوهَا لِأَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ عَلَيْهَا»[1]

''ہر اونٹ کی کوہان میں شیطان ہوتا ہے تو جب تم اونٹ پر سوار ہو تو حکمِ الٰہی کے مطابق اللہ کا نام لے کر سوار ہونا اور انھیں اپنی خدمت میں رکھنا، یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ان پر سوار کرواتا ہے۔''

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

«عَلٰى ظَهْرِ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانٌ، فَإِذَا رَكِبْتُمُوهَا فَسَمُّوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ لَا تُقَصِّرُوا عَنْ حَاجَاتِكُمْ»[2]

''ہر اونٹ کی پشت پر شیطان ہوتا ہے، جب تم اونٹوں پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوار ہو، پھر اپنی ضروریات میں کمی نہ کرو۔''

ہر اونٹ پر شیطان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اونٹ کے سر میں یا اس کی کوہان میں ہوتا ہے، اللہ کے ذکر کرنے سے شیطان ذلیل و حقیر ہو جائے گا تو تم ان اونٹوں کو اپنے کام کاج اور خدمت میں استعمال کرو، اللہ تعالیٰ نے انھیں خدمت اور بندوں کی سواری کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اس لیے دین و دنیا کے لحاظ سے جو بھی فائدہ دیں، اس میں کمی نہیں کرنی چاہیے، یعنی مطلوبہ فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔

---

(1) مسند أحمد [221/4] صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث [1377]

(2) صحيح الجامع، رقم الحديث [4031]

45- ایک آیت اور حدیث میں تطبیق

ہم اس آیت اور حدیث میں تطبیق کیسے دیں گے کہ حدیث میں ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے جن دیکھا ہے؟''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف: 27]

''بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔''

اس آیتِ مبارکہ کو ہم اکثر حالات پر محمول کریں گے، یعنی تم اکثر و اغلب جنات کو نہیں دیکھ سکتے، اگر ان کو دیکھنا محال ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے دیکھنے کے متعلق جو کہا ہے وہ نہ فرماتے اور آپ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ میں اسے باندھنے لگا تھا، تاکہ تم سب اس کو دیکھو اور مدینے کے بچے اس کے ساتھ کھیلیں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے:

'' آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھنا محال ہے، ہاں انبیاے کرام بہ طورِ معجزہ ان کی اصلی شکل میں دیکھ سکتے ہیں اور انسان ان کو غیر اصلی صورت میں دیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں منقول ہے، کیونکہ جنات لطیف روحانی اجسام ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ایسی صورت اختیار کر لیں، جس صورت میں ان کو باندھنا ممکن ہو، پھر ان کا دوبارہ اصلی صورت اختیار کرنا محال

ہو، حتیٰ کہ ان کے ساتھ کھیلا جائے، اگرچہ یہ خلافِ عادت ہے۔"

لیکن جنات کا سیاہ کتے، سیاہ گدھے، کسی سیاہ ٹکڑے یا سانپوں کی صورت میں ظاہر ہونا ممکن ہے۔

46- جن سے کیسے معاملہ ہو سکتا ہے؟

جنات ایک امت ہیں، جن کا تعلق غیبی جہاں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف: 27]

"بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔"

ان کے متعلق کسی بھی چیز کی معرفت کا ذریعہ صرف وحی (کتاب وسنت) ہی ہے۔ جو شخص کتاب وسنت سے ثابت شدہ معلومات سے زائد ان کے متعلق کسی چیز کا ذکر کرتا ہے تو یہ اٹکا پچو اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ پر افترا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: 27,26]

"(وہ) غیب کو جاننے والا ہے، پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر کوئی رسول، جسے وہ پسند کر لے تو بے شک وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرا لگا دیتا ہے۔"

ہمارے پاس قرآن مجید میں چالیس سے زائد آیات ہیں، جو جن قوم

کے متعلق بتاتی ہیں۔ سورۃ الجن میں اس امت کے بہت سے احوال مذکور ہیں، جس سے ہم جان سکتے ہیں کہ جنوں سے کیسے معاملہ کر سکتے ہیں۔

47- لفظِ ''شیطان'' کس کس پر بولا جا سکتا ہے؟

ہر وہ جو حق سے بعید اور سرکش ہو، اس پر لفظِ ''شیطان'' بولا جا سکتا ہے اور ہر وہ شخص جو نافرمان و سرکش ہو، خواہ جنوں سے ہو، یا انسانوں یا چوپایوں سے وہ شیطان ہے۔[1]

48- شیاطین میں سے سخت ترین کونسی نوع ہے؟

﴿ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴾ [الصافات: 7]

''اور ہر سرکش شیطان سے خوب محفوظ کرنے کے لیے۔''

یعنی سرکش و متکبر، جب کہ عفریت سرکش و مارد سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مارد ہی عفریت ہے۔ واللہ أعلم.

49- کیا کوئی شیطان سے بچ سکتا ہے؟

ہاں، مخلص لوگ شیطان سے بچ سکتے ہیں۔ شیطان نے کہا تھا:

﴿ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴾ [صٓ: 82,83]

''تو قسم ہے تیری عزت کی! کہ میں ضرور بالضرور ان سب کو گمراہ کر

[1] الجامع لأحكام القرآن [136/1] تفسير القرآن العظيم [15/1] مصائب الإنسان [ص: 7,6] غرائب و عجائب الجن [ص: 24]

دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو چنے ہوئے ہیں۔''

صحیح بخاری میں روایت ہے:

« إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا عُرِجَ بِرُوحِهِ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! نَجَا هٰذَا الْعَبْدُ مِنَ الشَّيْطَانِ. يَا وَيْحَهُ! كَيْفَ نَجَا؟ »[1]

''جب بندے کی روح آسمان کی طرف لے جائی جاتی ہے تو فرشتے از راہِ تعجب کہتے ہیں: سبحان اللہ! یہ بندہ شیطان سے بچ گیا۔ ہائے تعجب! یہ کیسے بچ گیا ہے؟''

50- کیا شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے؟

ہاں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ »[2]

''بلاشبہ شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے، جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو دور چلی جانے والی اور آگے بڑھ جانے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، ٹولیوں میں بٹنے سے بچو اور جماعت و اکثریت کو لازم پکڑو۔''

51- شیطان سچا ہے یا وہ جھوٹ بولتا ہے؟

شیطان جھوٹا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صدقے کے مال کا محافظ مقرر کیا تو دو راتیں ایک آنے والا آتا اور

---

[1] مسند أحمد [232/5]

صدقے سے لپیں بھرنا شروع کر دیتا۔ جب تیسری رات بھی ایسا ہوا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ضرور تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمھیں ایسے کلمات سکھاؤں گا، جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟'' تو اس نے کہا: جب تو بستر پر سونے کے لیے آئے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو:

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾ [البقرة: 255]

''اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے، نہ اسے کچھ اونگھ پکڑتی ہے اور نہ کوئی نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے وہ جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے، جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سمائے ہوئے ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہی سب سے بلند، سب سے بڑا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

«صَدَقَكَ، وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ»[1]

''اس نے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے، وہ شیطان ہے۔''

تو معلوم ہوا کہ شیطان جھوٹا ہے۔

52- کیا شیطان کسی حیوان کی شکل اختیار کر سکتا ہے؟

جی ہاں! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ»

گدھا، عورت اور سیاہ کتا نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: سیاہ کتا ہی کیوں؟ سرخ کتا کیوں نہیں کاٹتا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے، ایسے ہی میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ»[2] ''سیاہ کتا شیطان ہے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ» ''کالا کتا شیطان ہے۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شیطان حیوان کی شکل اپنا سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''رسالة الجن'' میں لکھتے ہیں:

''جن انسانوں اور چوپایوں کی شکل اپنا سکتے ہیں، سانپ اور بچھو وغیرہ کی شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں، ایسے ہی اونٹ، گائے، بکری،

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [3101]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [59/2]

گھوڑا، خچر اور گدھا بھی بن سکتے ہیں، وہ پرندوں اور انسانوں میں بھی آ سکتے ہیں، مگر اس کی افضل صورت سیاہ رنگ ہے۔“[1]

53- شیطان کا معرکہ اور جھنڈا کہاں ہے؟

شیطان کے حملے کی جگہ بازار ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا؛ فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانَ، وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ»[2]

”اگر تو استطاعت رکھتا ہے تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے اور سب سے آخر میں نکلنے والوں میں سے نہ ہونا۔ یہ شیطان کے حملہ آور ہونے کی جگہ ہے اور یہاں وہ اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے۔“

ایک روایت میں ہے:

«فِيهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ»[3]

”بازاروں ہی میں شیطان انڈے دیتا اور بچے نکالتا ہے۔“

امام نووی رحمہ اللہ نے «إِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانَ» کی تشریح میں لکھا ہے:

”نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار، اہلِ بازار کے ساتھ شیطان کا کردار اور ان پر اس (شیطان) کے تسلط کو معرکے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔“

بازار میں جو بہت سے باطل کام ہوتے ہیں، انھیں مدنظر رکھتے ہوئے

---

(1) رسالة الجن [ص: 32]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [2451]

(3) المعجم الكبير للطبراني [248/6] شعب الإيمان [379/7]

جیسے: ملاوٹ، دھوکا دہی، جھوٹی قسمیں، غلط سودے بازی، سودے پر سودا کرنا، بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا، کم ماپ تول وغیرہ۔

«وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ» سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان اور اس کے چیلوں کا اجتماع بازاروں میں ہوتا ہے، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فساد مچائیں اور انھیں ان مذکورہ بالا ناجائز کاموں پر ابھاریں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بازار میں داخل ہوتے وقت کہا:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»[1]

”نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ ہی درآں حالیکہ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ہی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہی تعریف ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے مرے گا نہیں۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس کے لیے دس لاکھ نیکی لکھ دی جاتی ہے اور دس لاکھ برائی مٹا دی جاتی ہے اور دس لاکھ درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔

54- شیطان کی کتنی قوت ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ

[1] الكلم الطيب، رقم الحديث [172]

كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ [النساء: 76]

''وہ لوگ جو ایمان لائے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، وہ باطل معبود کے راستے میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔''

یعنی مومن اللہ تعالیٰ کی اطاعت و خوشنودی کے لیے لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی اطاعت میں لڑتے ہیں، پھر اللہ نے مومنوں کو اپنے دشمنوں کے خلاف قتال پر اپنے قول ﴿فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ کے ذریعے برانگیختہ کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

« وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ، إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الْمُؤْمِنِ »[1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! شیطان تجھے کسی فراخ راستے میں ملتا ہے تو وہ اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔ شیطان کو مومن پر کوئی کنٹرول نہیں۔''

''فتح الباري'' [47/7] میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَلْقَى عُمَرَ مُنْذُ أَنْ أَسْلَمَ إِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهِ »

''جب سے عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، شیطان عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر چہرے کے بل گر پڑتا ہے۔''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3683]

55- کیا شیطان اور تصاویر کے درمیان کوئی تعلق ہے؟

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔''

بعض علما و محدثین کا قول ہے کہ اس سے وہ تصاویر مراد ہیں، جن کا سایہ ہو، یعنی کسی انسان یا حیوان کی تصویر یا ہر اس چیز کی تصویر جس میں روح ہو اور یہ معلوم ہے کہ فرشتے اور شیاطین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے تو ایسی جگہ جہاں تصویر ہے تو وہاں فرشتے نہیں آئیں گے تو وہاں شیطان ڈیرے ڈال لیں گے۔ جس سے معلوم ہوا کہ شیاطین اور تصاویر کے درمیان گہری مناسبت ہے کہ تصاویر شیطان کی آمد کا سبب بنتی ہیں۔

جب گھر میں چھوٹے بچے ہوں تو ان کے کھیلنے کے لیے جو گڑیاں بنائی یا لائی جاتی ہیں، ان میں کوئی حرج نہیں۔ ایسی صورت میں ان گڑیاں (تصاویر) کی تعظیم نہیں بلکہ توہین ہوتی ہے، یعنی بچے کھیلنے کے لیے انھیں کبھی اٹھا لیتے اور کبھی پھینکتے ہیں، کبھی کہیں پھینکتے ہیں اور کبھی کہیں۔ ہاں بچوں کی عدم موجودگی میں لا کر گھر رکھ دینا جائز نہیں۔

56- کیا شیطان دروازہ کھول سکتا ہے؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ

[1] شرح صحيح مسلم للنووي [8/6]

آپ ﷺ نے فرمایا:

«غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُودًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ» (1)

''برتنوں کو ڈھانپا کرو، مشک کا تسمہ باندھ رکھو، چراغ بجا دیا کرو اور دروازوں کو بند رکھا کرو، کیونکہ (ایسی صورت میں) شیطان مشک میں اتر سکتا ہے، نہ دروازہ کھول سکتا ہے اور نہ برتن کا منہ کھول سکتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس برتن کو ڈھانپنے کے لیے سوائے لکڑی کے کچھ بھی نہ ہو تو وہی برتن پر رکھ دے اور ''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھے۔ بے شک چوہیا اہلِ خانہ پر ان کے گھر کو جلا دیتی ہے۔''

ایسے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ ـيقصد الفأرةـ علىٰ هٰذَا ـ أي: الفِرَاشـ فَتَحْرِقَكُمْ» (2)

''جب تم سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان اس جیسی (چوہیا) کو اس (بستر) پر راہنمائی کرتا ہے تو وہ تم کو جلا دیتی ہے۔''

یعنی وہ چوہیا کو لاتا ہے تو وہ چراغ جلتا ہوا گھسیٹ کر لاتی ہے اور بستر پر پھینک دیتی ہے، جس کی وجہ سے گھر جل جاتا ہے، اس لیے سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو۔

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [3280] صحيح مسلم [2012]

(2) سنن أبي داود، رقم الحديث [5247]

ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیطان سے نجات کی سبیل سیکھے، وہ اس طرح کہ وہ برتنوں کو ڈھانپے بغیر نہ چھوڑے، سونے سے پہلے گھریلو چراغ بجھا دے، دروازوں اور کھڑکیوں کو "بِسمِ اللّٰہ" پڑھ کر بند کر دے اور گھر میں دخول کے وقت "السلام علیکم" کہے، خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، یہاں تک کہ شیطان گھر سے بھاگ جائیں۔

57- کیا شیطان کو گھنٹی سے کوئی مناسبت ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ»[1]

"فرشتے اس گروہ کے ساتھ نہیں چلتے، جس میں کتا یا گھنٹی ہو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ»[2] "گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔"

کہا گیا ہے کہ گھنٹی "ناقوس" کے مشابہ ہے، یا گھنٹی ممنوعہ آلات میں شامل ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ گھنٹی کے شیطان کی بانسری ہونے کا سبب اس کی مکروہ آواز ہے اور « مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ » والی روایت اس کی موید ہے۔ ہم یہاں نصیحت کریں گے کہ لوگ گھروں میں موجود ممنوعہ آواز والی گھنٹیاں بدلیں، حتی کہ موبائل کی گھنٹی بھی اور ایسی گھنٹیاں لگائیں جو اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کا باعث ہوں۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2113]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2114]

58- کیا شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے یا جماعت کے ساتھ؟

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ» [1]

"اکیلا شیطان ہوتا ہے، دو بندے بھی دو شیطان ہوتے ہیں اور تین بندے ایک جماعت ہوتے ہیں۔"

اس لیے تنہائی سے بچنا چاہیے، کیونکہ بھیڑیا بھی الگ تھلگ رہنے والی بکری کو کھا جاتا ہے اور شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ نیک مومن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور ایسے ہم مجلس کا انتخاب کرنا چاہیے جو وعظ و نصیحت کرے اور اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے۔ اگر انسان تنہائی میں ہو تو اللہ کے ساتھ انس کو بہترین انیس بنا لے۔

59- کیا کوئی چیز شیطان کو دیکھ سکتی ہے؟

ہاں، گدھا شیطان کو دیکھتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ؛ فَإِنَّهَا

[1] موطأ إمام مالك، رقم الحديث [1793] مسند أحمد، رقم الحديث [7697] سنن أبي داود، رقم الحديث [2284] سنن الترمذي، رقم الحديث [1671] سنن النسائي في الكبرى، رقم الحديث [8 6 7 6] مستدرك الحاكم، رقم الحديث [2450]

رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا »[1]

''جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو، کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کا ہنہنانا سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔''

60- کیا شیطان گھاٹیوں میں ہوتا ہے؟

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ (صحابہ کرام) پڑاو ڈالتے تو وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَا بَالُ تَفَرُّقِكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ؟ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ »[2]

''تمھارا یہ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جانا محض شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اس کے بعد جب بھی صحابہ نے کہیں پڑاؤ کیا تو ایک دوسرے کے قریب ہی رہے۔''

لوگ (صحابہ کرام) جب سفر کرتے اور استراحت کے لیے کسی جگہ اترتے تو راستوں اور پہاڑوں کے نشیب و فراز میں بکھر جاتے تو یہ تنہائی سے بھی دور تر صورت ہے۔ اکٹھے رہنا اور تعاون کرنا انھیں ایذا پہنچانے اور ڈرانے والی چیزوں سے بچانے کا موجب ہے تو وادیوں اور گھاٹیوں میں اکٹھا اور مل کر رہنا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3303] صحيح مسلم [2729]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [2628]

انھیں شیطان پر قوی اور شجاع بنا دیتا ہے۔

انسان جب کسی نشیبی زمین کی طرف اترے تو ''سبحان اللہ'' کہے اور جب فراز کی طرف جائے تو ''اللہ اکبر'' کہے، ایسے ہی جب سواری پر سوار ہو تو ضرور درج ذیل دعا پڑھے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾[1]

''وہ ذات پاک ہے جس نے ہمارے لیے اس جانور کو تابع فرمان بنا دیا اور ہم اس کی طاقت رکھنے والے نہ تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔''

وہ ذات پاک ہے، یقیناً میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں بخشش عطا کر سکتا۔

61- شیطان انسانی جسم کے کونسے حصے میں رات گزارتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهِ »[2]

''جب تم میں سے کوئی بیدار ہو اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کی ناک کی ہڈی پر رات گزارتا ہے۔''

---

[1] الزخرف [آیت: 14,13]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3121] صحیح مسلم، رقم الحدیث [238] سنن النسائي، رقم الحدیث [149] سنن البیهقي، رقم الحدیث [227]

62- ”خُطُواتِ الشَّیطَان“ (شیطانی قدم) کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ [البقرة: 162]

”اے لوگو! ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال، پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔“

جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں اور وہ مخلوق کو پیدا کرنے میں تنہا ہے تو یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ ہی تمام مخلوقات کا رازق ہے، پھر بہ طورِ احسان ذکر فرمایا کہ اس نے مخلوق (انسان) کے لیے حلال اور پاکیزہ اشیا کھانا مباح کر دیا ہے اور حرام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کو حرام کہا ہے۔

﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ یہ شیطان سے نفرت اور اس سے بچنے کے لیے ارشاد فرمایا، کیونکہ ہر معصیت و نافرمانی وہ ”خطوات الشیطان“ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ [البقرة: 208]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ وہ اسلام کے تمام احکامات کو اختیار کریں، جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، بہ حسبِ استطاعت پورا کریں اور منع کردہ

چیزوں سے رک جائیں۔

﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ یعنی اسلام میں (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے) مکمل داخل ہو جاؤ۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ یعنی اطاعت والے کام کرو اور جس چیز کا شیطان حکم دیتا ہے، اس سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

﴿اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ یعنی وہ تمھارا واضح دشمن ہے۔

63- کیا شیطان نبی کریم ﷺ کی صورت میں آ سکتا ہے؟

شیطان نبی کریم ﷺ کی شکل و صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ »[1]

"میرے نام جیسا نام رکھ لیا کرو، مگر میری کنیت جیسی کنیت نہ رکھو، جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر افترا باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، أَوْ كَأَنَّمَا رَآنِي

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [110]

فِي الْيَقَظَةِ، لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي ﴾[1]

''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ حالت بیداری میں بھی مجھے دیکھ لے گا، یا فرمایا کہ اس نے مجھے حالت بیداری میں دیکھا، شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔''

نبی کریم ﷺ کے اوصاف:

- آپ ﷺ لمبے تھے اور نہ پست قد ہی۔
- بال کانوں سے نیچے گردن تک تھے اور سیاہ تھے۔
- آنکھیں موٹی اور سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی۔
- چہرہ سفید اور چاند سے روشن تھا، اس میں کوئی داغ نہیں تھا۔
- ڈاڑھی گھنی، اس میں سترہ سے بیس بال سفید تھے۔
- سینے پر تھوڑے سے بال تھے، جیسا کہ پیٹ پر ایک لکیر ہو۔
- آپ کے کندھے گوشت سے پُر تھے۔
- ہتھیلی بڑی اور ریشم سے زیادہ نرم تھی۔
- دانتوں میں کشادگی تھی۔
- تیز چلتے اور اچھی چال تھی۔
- آپ کی خوشبو عمدہ اور دل صاف تھا۔
- جب بات کرتے تو بڑے بارونق ہوتے۔
- جب خاموش ہوتے تو آپ پر وقار چھا جاتا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6993] صحيح مسلم [2266]

64- کیا ڈراؤنے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں؟

ہاں! سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ» [1]

''جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھوک دے، شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور پہلو بدل لے۔''

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي» [2]

''نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جھوٹے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں تو جو شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے، وہ بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے اور شیطان سے پناہ مانگے، اس طرح وہ خواب اس کو کوئی نقصان نہیں دے گا اور بلاشبہ شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [2262]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [6985] صحيح مسلم، رقم الحديث [5862]

«وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ»[1]

''جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس سے اور شیطان سے پناہ مانگے اور تین مرتبہ بائیں جانب تھوک دے اور وہ خواب کسی کو نہ بتائے تو وہ اسے کبھی ضرر نہیں دے گی۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے نبی مکرم ﷺ کو آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں اپنا سر کٹا ہوا دیکھا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا:

«إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ»[2]

''جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں کھلواڑ کرے تو وہ لوگوں کو نہ بتائے۔''

ایسے خواب شیطان کے تکلیف پہنچانے کی انواع میں سے ہیں، ان میں انسان سمجھتا ہے کہ کوئی چیز مجھے تکلیف دے رہی ہے، لیکن وہ چیخ پکار اور کلام نہیں کر سکتا، جیسا کہ کسی چیز نے اس کی حرکت کو ہی روک دیا اور اس کی آواز کو بند کر دیا ہے۔ یہ فقط بعض لحات کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا علاج درج ذیل ہے:

1. سونے سے قبل وضو کرنا۔
2. ہتھیلیوں میں تین بار سورت اخلاص، فلق اور ناس پڑھ کر انھیں جسم کی ممکنہ حد تک پھیرنا۔
3. بسم اللہ پڑھ کر چارپائی کو کپڑے سے جھاڑنا یا سونے سے پہلے رومال

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2203]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2268]

وغیرہ سے جھاڑ دینا۔

④ 33 مرتبہ "سبحان اللہ"، 33 مرتبہ "الحمد للہ" اور 34 مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ کر سونا۔

⑤ سونے کے اذکار پڑھ کر سونا۔

⑥ ابتداءً دائیں کروٹ ہو کر لیٹنا۔

⑦ بار بار اذان کہنا۔

65- کیا شیطان عورتوں سے جماع کر سکتا ہے؟

ہاں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا؛ فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَداً»[1]

"اگر تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو کہے: "اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور کر اور جو تو (اس نطفے سے) ہم کو (اولاد) عطا کرے، اس سے بھی شیطان کو دور رکھنا" اگر اس نطفے سے ان کے مقدر میں اولاد ہوئی تو اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان میاں بیوی کے ملاپ کے وقت وہاں موجود ہوتا ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بچنے کی دعا سکھا رہے ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3109] صحيح مسلم، رقم الحديث [1434] سنن أبي داود، رقم الحديث [2161] سنن الترمذي، رقم الحديث [1092] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [1919] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [983]

66- کیا شیطان دن کو سوتا ہے؟

نہیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

« قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيطَانَ لَا يَقِيلُ »[1]

''قیلولہ کیا کرو، بے شک شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔''

نمازِ ظہر سے عصر تک سونا سنت ہے، کیونکہ شیطان اس وقت میں نہیں سوتا۔

67- کیا جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ﴾ [الأنبياء: 37]

''انسان سراسر جلد باز پیدا کیا گیا ہے، میں عن قریب تمھیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، سو مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴾ [الإسراء: 11]

''اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے اپنے بھلائی کی دعا کرنے کی طرح اور انسان ہمیشہ سے بہت جلد باز ہے۔''

امام قرطبی ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انسان جلد بازی پر مرکب ہے اور فطرتی طور پر جلد باز ہے، معرفت وتبصرے میں ٹھہراؤ اور

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث [4431]

تامل کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ جلد بازی اس میں آڑ ہے اور جلد بازی کے وقت شیطان اپنا شر انسان پر وہاں سے رائج کرتا ہے، جہاں سے اسے پتا بھی نہیں ہوتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلتَّأَنِّي مِنَ اللّٰهِ، وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَكْثَرَ مَعَاذِيْرَ مِنَ اللّٰهِ، وَمَا مِنْ شَيْئٍ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْحَمْدِ»[1]

”بردباری اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جبکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی عذر قبول کرنے والا نہیں اور حمد سے زیادہ محبوب چیز اللہ کے ہاں کوئی نہیں۔“

68- کیا استحاضے کا خون شیطان کی وجہ سے آتا ہے؟

ہاں، سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے شدید قسم کا مرضِ استحاضہ تھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، تاکہ آپ کو اس کے متعلق آگاہ کروں اور مسئلہ دریافت کروں، چنانچہ میں نے انھیں اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے شدید قسم کا استحاضہ لاحق ہے، آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ اس نے تو مجھے نماز روزے ہی سے روک رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ»

[1] مسند أبي يعلى [1054/3] سنن البيهقي في الكبرى [104/10] مجمع الزوائد [19/8] السلسلة الصحيحة [404/4]

’’میں تجھے روئی استعمال کرنے کا مشورہ دیتا ہوں، کیونکہ وہ خون روک دے گی۔‘‘

انھوں نے عرض کی: وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر لنگوٹ کس لے۔ (اس نے کہا) وہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر لنگوٹ کے نیچے کوئی کپڑا رکھ لے۔ انھوں نے کہا: معاملہ اس سے زیادہ شدید ہے، میں تو پانی کی طرح خون بہاتی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيُّهُمَا صَنَعْتِ، أَجْزَأَ عَنْكِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ »

’’میں تمھیں دو امور کا حکم دیتا ہوں، تم نے ان میں سے جو بھی کر لیا وہ تجھ سے کفایت کر جائے گا، اگر تم دونوں کی طاقت رکھو تو پھر تم (اپنی حالت کے متعلق) بہتر جانتی ہو۔‘‘

آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

« إِنَّمَا هِيَ رِكْضَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِي كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ، وَكَمَا يَطْهُرْنَ لِمِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ، وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ حِينَ تَطْهُرِينَ، وَتُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الصُّبْحِ

وَتُصَلِّيْنَ، وَكَذٰلِكَ فَافْعَلِيْ وَصُوْمِيْ إِنْ قَوِيْتِ عَلَى ذٰلِكَ »

''یہ تو ایک شیطانی بیماری ہے، تم معمول کے مطابق اپنے آپ کو چھے یا سات دن حائضہ شمار کرلیا کرو، پھر غسل کرو، حتی کہ جب تم دیکھو کہ تم پاک صاف ہوگئی ہو تو تئیس یا چوبیس دن نماز پڑھو اور روزہ رکھو، یہ تمھارے لیے کافی ہوگا اور تم ہر ماہ اسی طرح کیا کرو، جس طرح حیض والی عورتیں اپنے مخصوص ایام میں اور اس سے پاک ہونے کے بعد کرتی ہیں اور اگر تم یہ طاقت رکھو کہ نماز ظہر کو موخر کرلو اور عصر کو جلدی کرلو، پھر غسل کر کے ظہر اور عصر کو اکٹھی پڑھ لو، اسی طرح مغرب کو موخر کرلو اور عشا کو مقدم کرلو، پھر غسل کر کے دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ لو، پس ایسے کیا کرو اور نمازِ فجر کے لیے غسل کرو اور روزہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرسکو تو ایسا ہی کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« وَهُوَ أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ »[1]

''اور دونوں امور میں سے مجھے یہ (غسل کر کے نماز جمع کرنا) زیادہ پسندیدہ ہے۔''

69- کیا طلاق کی نوبت شیطان کی وجہ سے پیش آتی ہے؟

ہاں! طلاق کی نوبت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

« إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ، فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُوْنَ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [128] سنن أبي داود [287] مسند أحمد [439/6]

النَّاسَ، فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئاً، ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نَعَمْ أَنْتَ» [1]

''بے شک ابلیس اپنا تخت سمندر پر رکھتا ہے، پھر وہ لشکروں کو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے روانہ کرتا ہے تو اس کے نزدیک جو سب سے زیادہ گمراہ کرتا ہے، وہ سب سے عظیم ہوتا ہے، ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے: میں نے فلاں فلاں کام کیا ہے تو ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کچھ نہیں کیا، پھر ایک دوسرا آ کر کہتا ہے: میں نے اس (مرد) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس (مرد) کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی، تو وہ (ابلیس) اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: ہاں تو نے کام کیا ہے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان طلاق شیطان کے بہکاوے اور مکر و فریب کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے اے بھائی! فوراً طلاق کی نوبت پر نہ اتر آیا کرو، بلکہ درج ذیل امور کو اختیار کیا کرو:

1. بار ہا بیوی کو اچھی نصیحت کرو۔
2. اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے بستر الگ کر لے، مگر گھر کو نہیں چھوڑنا، یعنی گھر ہی میں اس سے الگ ہو جاؤ۔
3. اگر وہ اس کا اثر بھی نہ قبول کرے تو ہلکی مار مارو۔

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [66,67] مسند أحمد [314/3]

④ پھر بھی معاملہ درست نہ ہو تو پھر اس کے گھر والوں سے ایک فیصل لے آؤ، کیونکہ قرآنِ مجید اس بات کی تلقین کرتا ہے:

﴿فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ﴾

[النساء: 34]

''سوانھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو۔''

⑤ ان میں سے کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہو تو پھر طلاق آخری حل ہے۔

70- کیا تبرج (اجنبی مردوں کے سامنے آراستہ ہو کر نکلنا) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴾

[النساء: 117 ـ 120]

''وہ اس کے سوا نہیں پکارتے مگر مؤنثوں کو اور نہیں پکارتے، مگر سرکش شیطان کو۔ جس پر اللہ نے لعنت کی اور جس نے کہا کہ میں ہر صورت تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ ضرور لوں گا۔ اور یقیناً میں

انھیں ضرور گمراہ کروں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا تو یقیناً وہ ضرور چوپاؤں کے کان کاٹیں گے اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا تو یقیناً وہ ضرور اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت بدلیں گے اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔ وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔"

ان آیاتِ کریمات کے الفاظ ﴿ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ شیطان عورتوں کی عبادت کا حکم دیتا ہے اور اس کو ان کے لیے حسین و مزین کرتا ہے اور وہ حقیقت میں شیطان ہی کی پوجا کر رہے ہوتے ہیں، کیونکہ شیطان کے حکم سے وہ ایسا کرتے ہیں تو شیطان کی بات مان کر غیر کی عبادت گویا شیطان ہی کی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ لَعَنَهُ اللّٰهُ﴾ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دھتکارا اور اپنی رحمت سے دور کر دیا اور اپنے پڑوس سے بھی نکال دیا تو ابلیس نے کہا: ﴿لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ یعنی ایک معین مقدار کو گمراہ کروں گا اور اپنا ساتھی بناؤں گا۔

﴿نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ کی تفسیر میں مقاتل بن حیان فرماتے ہیں کہ ایک ہزار میں سے 999 جہنم کی طرف لے جاؤں گا اور ایک جنت کی طرف جائے گا۔ (ابلیس نے کہا) ﴿وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ﴾ اور میں انھیں حق سے گمراہ کروں گا۔ ﴿وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ﴾ میں ترکِ توبہ کو ان کے لیے آراستہ کروں گا، امیدوں کا وعدہ

دلاؤں گا اور انھیں تسویف (یعنی تھوڑی دیر ٹھہر کر توبہ کرتا ہوں) کا حکم دوں گا۔ یاد رکھیے تسویف (یعنی یہ کہنا کہ بعد میں توبہ کرلوں گا یا بعد میں نیک کام کرلوں گا، ابھی کون سا بوڑھا ہوگیا ہوں) یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ﴾ یعنی وہ کان کو چیرا لگائیں گے اور اس کو بہ طورِ علامت استعمال کریں گے، جیسا کہ سائبہ، بحیرہ اور وصیلہ جانور ہیں۔

﴿وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد جانوروں کو خصی کرنا ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق اس سے ''وشم'' (یعنی جسم میں تل بنانے کے لیے گوشت کرید کر سرمہ بھر دینا) مراد ہے۔ ایک اور قول کے مطابق اس سے ''دین'' مراد ہے، یعنی وہ اللہ کے دین کو بدل دیں گے۔

عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں سے ایک یہ امر تھا:

«أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هٰذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْداً حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُّشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا»[1]

''خبردار! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آج اس (اللہ) نے جو

[1] صحیح مسلم [2197/4] سنن النسائي [26/5] صحیح ابن حبان [425/2]

مجھے سکھایا ہے، جو تمھیں نہیں پتا وہ تم کو سکھاؤں، ہر مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے، حلال ہے، میں نے اپنے تمام بندوں کو ملتِ اسلامیہ اور توحید پر پیدا کیا ہے، شیطان ان کے پاس آ کر انھیں ان کے دین سے پھیر دیتے ہیں، میری حلال کردہ اشیا کو ان پر حرام کرتے ہیں اور انھیں شرک کرنے کا حکم دیتے ہیں، حالاں کہ میں نے اس بارے میں کوئی دلیل (حکم) نازل نہیں کی۔"

71- کیا شیطان عورت کو جھانکتا (غیر محرم کے لیے مزین کر کے پیش کرتا) ہے؟

جی ہاں! سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَ أَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا»[1]

"عورت پردہ ہے۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان لوگوں کی نظروں میں اسے مزین کرتا ہے اور عورت اپنے رب کے انتہائی قریب گھر کے اندرون حصے میں رہ کر ہوتی ہے۔"

72- کیا غیر محرم عورتوں کو دیکھنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے؟

جی ہاں! سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح ابن خريمة [93/3] سنن الترمذي [476/3] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث [2688]

«اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِھَامِ إِبْلِیْسَ، فَمَنْ غَضَّ بَصَرَہٗ عَنْ مَحَاسِنِ امْرَأَۃٍ لِلّٰہِ، أَوْرَثَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ حَلَاوَۃً إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ»[1]

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کے لیے عورت کے محاسن سے اپنی نگاہ کو جھکا لیا (یعنی عورت کو نہ دیکھا) اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس کے دل کو مٹھاس سے بھر دیتے ہیں۔''

73- میں شادی شدہ ہوں، اگر میں ایک عورت کو دیکھوں اور مجھے اچھی لگے، تو کیا یہ شیطان کی طرف سے ہے اور ایسی صورت میں کیا کروں؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الْمَرْأَۃَ تُقْبِلُ فِي صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ، فَإِذَا رَأَی أَحَدُکُمُ امْرَأَۃً فَأَعْجَبَتْہُ فَلْیَأْتِ أَھْلَہٗ، فَإِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِي نَفْسِہٖ»[2]

''عورت شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے، جب کوئی بندہ عورت کو دیکھے اور وہ عورت اس کو اچھی لگے تو اپنی بیوی کے پاس آ کر حاجت پوری کرلے، اس طرح اس کا نفسانی وسوسہ ختم ہو جائے گا۔''

کنوارے خواتین و حضرات (غیر شادی شدہ) روزے رکھیں، کیونکہ روزہ ڈھال ہے۔ میں عورت کو بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، شرعی پردہ اختیار کرنے،

[1] مسند أحمد [264/5]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [1403] سنن أبي داود، رقم الحدیث [2151] مسند أحمد، رقم الحدیث [14544]

بے پردگی، تبرج اور غیر محرم مردوں سے نرم کلام سے اجتناب کی نصیحت کرتا ہوں تا کہ معاشرے کے حالات درست ہو جائیں۔

74- پہلے وقتوں میں نقل (ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا) کے وسائل کیا تھے؟ کیا شیطان ان کے ساتھ جاتا تھا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [الأنعام:142]

''اور چوپاؤں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین سے لگے ہوئے (پیدا کیے)۔ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمھیں رزق دیا اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں لفظ ﴿حَمُوْلَةً﴾ سے مراد اونٹ، گھوڑا، خچر، گدھا اور ہر بوجھ اٹھانے کے قابل چیز مراد ہے۔ ﴿فَرْشًا﴾ سے مراد بکریاں وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ [المائدة: 88]

''اور اللہ نے تمھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے (حلال، طیب) کھاؤ۔''

یعنی پھل، کھیتیاں اور چوپائے وغیرہ ان تمام اشیا کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور تمھارے لیے رزق کا سامان بنایا ہے۔

﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ [البقرة: 168]

''اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔''

یعنی اس کے طریقے اور حکموں کی پیروی نہ کرو، جیسا کہ ان مشرکوں نے کی، جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے پھلوں اور کھیتیوں وغیرہ کو حلال کیا، مگر انھوں نے اللہ پر افترا باندھتے ہوئے انھیں اپنے اوپر حرام کرلیا۔

﴿ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ [البقرة:168]

''بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

یعنی اے لوگو! یہ شیطان تمھارا واضح اور کھلا دشمن ہے، جیسا کہ درج ذیل آیتِ کریمہ سے بھی واضح ہوتا ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴾ [الفاطر: 6]

''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔''

75- کیا سواری سے گرانے میں شیطان کا کوئی عمل دخل ہے؟

امام احمد نے ابو تمیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گدھے نے گرا دیا، میں نے کہا شیطان ہلاک ہو، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَقُلْ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ. فَإِنَّكَ إِنْ قُلْتَ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ. تَعَاظَمَ، وَقَالَ: بِقُوَّتِي صَرَعْتُهُ، وَ إِذَا قُلْتَ: بِاسْمِ اللّٰهِ،

تَصَاغَرَ حَتّٰی یَصِیرَ مِثْلَ الذُّبَابِ »[1]

"یہ نہ کہو! شیطان ہلاک ہو، اگر تو نے ایسا کہا تو وہ عظمت محسوس کرے گا اور کہے گا: میں نے اپنی طاقت سے اس کو گرایا ہے۔ جب تو "بسم اللہ" کہے گا تو وہ (ذلیل) اتنا مکھی کی طرح چھوٹا ہو جاتا ہے۔"

میرے بھائی! اگر سفر کرے تو سواری پر سوار ہوتے وقت تین مرتبہ "اللہ أکبر" کہہ کر پھر درج ذیل کلمات پڑھ لیا کرو:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾[الزخرف: 14] اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْوٰی، وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِیْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَ سُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَ الْأَهْلِ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ »

"پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لیے تابع کر دیا، حالانکہ ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے۔ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

"اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوی اور تیری رضا مندی والے عمل کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے لیے

---

[1] مسند أحمد، ثعالبي في تفسیره [20/1] ابن عطیة فی المحرر الوجیز [60/1] امام قرطبی نے "الجامع لأحکام القرآن" [92/1] میں ذکر کیا ہے۔

اس سفر کو آسان کر دے اور دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں تو ہی ساتھی اور اہل خانہ میں نائب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مشقت، برے منظر اور اہل و عیال میں برے لوٹنے (یعنی جب آئیں تو کوئی تکلیف دہ چیز محسوس کریں) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔''

76- کیا شاعری شیطان کا کلام ہے؟

ہاں، سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز پڑھتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ کہا:

«اَللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا، سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ أَصِیْلًا»

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ، میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں صبح و شام۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا:

«أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ مِنْ نَفْخِہٖ وَ نَفْثِہٖ وَھَمْزِہٖ»[1]

''میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں مردود شیطان سے، اس کی پھونک سے، اس کی تھوک سے اور اس کے چوکے سے۔''

عمرو نے کہا: ''نَفْثِہٖ'' سے شعر و شاعری ''نَفْخِہٖ'' سے تکبر اور ''ھَمْزِہٖ'' سے ''موتۃ'' مراد ہے۔ ابن ماجہ نے ''الموتۃ'' کی تفسیر جنون اور دیوانگی سے کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گندی شعر و شاعری شیطان کا کلام ہے۔

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [701]

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴾ [الشعرآء: 224]

''اور شاعر لوگ، ان کے پیچھے گمراہ لوگ لگتے ہیں۔''

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ ایسے کلام سے زبان کو روک کر رکھے، جو اللہ و رسول کی ناراضی کا باعث ہو، کیونکہ ایسا کلام دل میں منافقت کو ایسے اگاتا ہے، جیسے پانی کھیتی وغیرہ کو اگاتا ہے اور حیا کو کم، ہوا پرستی کو زیادہ اور مروت کو ختم کر دیتا ہے۔ جو ایسے کلام کا عادی ہو، وہ بے وقوف ہے، اس کی شہادت (گواہی) کو قبول نہ کیا جائے۔

77- کیا گانا شیطان کی بانسری ہے؟

ہاں، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر آئے اور میرے پاس دو بچیاں جنگِ بعاث (یہ اہلِ عرب کا ایک مشہور دن ہے جس دن جنگ ہوئی) کے بارے میں گیت گا رہی تھی:

« فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ! فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: دَعْهُمَا. فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا »[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر پر لیٹ کر اپنا چہرہ پھیر لیا، اسی اثنا میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان کی بانسری بج رہی ہے؟ (یعنی یہ جرأت کیسے

[1] صحيح البخاري [118،119/1] صحيح مسلم [609/2] سنن الكبرى للبيهقي [224/10]

ہوئی؟) رسول کریم ﷺ نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ابو بکر! انھیں چھوڑ دو۔ جب ابو بکر ان سے ذرا غافل ہوئے تو میں نے اشارے سے انھیں نکل جانے کو کہا تو وہ چلی گئیں۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیت کو شیطان کی بانسری کہا، مگر رسول کریم ﷺ نے کوئی اعتراض نہ کیا، جس سے معلوم ہوا کہ واقعی گیت شیطان کی بانسری ہے۔

اعتراض:

اگر گیت شیطان کی بانسری ہے تو رسول کریم ﷺ نے اپنے پاس گانے کیوں دیا اور انھیں منع کیوں نہیں کیا؟

جواب:

کیونکہ وہ دو چھوٹی غیر مکلّف بچیاں تھیں، جو بدویوں کا گیت گا رہی تھیں۔ بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گانا حلال ہے، حالانکہ اس حدیث سے یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ:

① جو گا رہی تھی وہ بچی تھی، جو شریعت کی مکلّف نہیں تھی اور وہ کلام بھی اچھا پیش کر رہی تھی۔

② اس نے نذر مانی تھی کہ رسول کریم ﷺ صحیح سالم لوٹیں گے تو میں گیت گاؤں گی تو لڑکی اپنی نذر پوری کر رہی تھی۔

رہے آج کل کے فحش گانے، عریاں ڈانس اور کلب وغیرہ تو یہ جائز نہیں ہیں۔

78- کیا خلقت کے اعتبار سے اونٹ اور شیطان کے درمیان کوئی مناسبت ہے؟

ہاں، عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم نے فرمایا:

« صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ »[1]

''بکریوں کے باڑے (جہاں بکریاں باندھی جاتی ہیں) میں نماز پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑے (جہاں اونٹ باندھے جاتے ہیں) میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ وہ شیطانوں میں سے پیدا کیے گئے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ ہر اونٹ کے بالائی حصے سرین یا کوہان میں شیطان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو وہ چھوٹا (ذلیل) ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو خدمت کے لیے اور بندوں کی سواری کے لیے مسخر کیا ہے، اس لیے اس کو خدمت اور محنت میں استعمال کرو، اس کی خدمت دین و دنیا جس لحاظ سے بھی فائدہ دے حاصل کرو۔

79- کیا دورانِ نماز شیطان پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟

ہاں، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

« أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ » ثُمَّ قَالَ: « أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلَاثاً » وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئاً فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئاً لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَ رَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ؟ قَالَ: « إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [769] شیخ سلیم ہلالی نے "موسوعة المناهي الشرعية" [436/1] میں اس حدیث کو "صحیح لغیرہ" کہا ہے۔

مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ. فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوْثَقاً، يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ﴾[1]

''میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا: میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔ آپ نے یہ فرماتے ہوئے ایسے ہاتھ بڑھایا، جیسے کوئی شے پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے (ازروئے تعجب) کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے نماز میں آپ کو کچھ کہتے سنا ہے، جو اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں سنا اور ہم نے آپ کو ہاتھ بڑھاتے بھی دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کا دشمن ابلیس میرا چہرہ جلانے کے لیے آگ کا ایک شعلہ لے کر آیا تو میں نے تین بار ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ'' (میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) پڑھا، پھر میں نے تین بار ''أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ'' کہا، مگر وہ پیچھے نہ ہٹا، تو میں نے اس کو پکڑنا چاہا (جس کی وجہ سے ہاتھ بڑھایا تھا) اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلمان کی دعا نہ ہوتی (اے اللہ مجھے ایسی بادشاہت عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو) تو وہ قیدی کی حالت میں صبح کرتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔''

---

(1) صحیح مسلم [148/3] صحیح ابن حبان [446/8] سنن النسائي [459/4] امام بیہقی نے اس حدیث کو ''دلائل النبوة'' [157/8] میں ذکر کیا ہے۔

80- شیطان کب منتشر ہوتے ہیں اور ہم ان سے بچنے کے لیے کیا کریں؟

غروبِ آفتاب کے وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقُوا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً »[1]

"جب رات کا اندھیرا یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک رکھو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں، جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر انھیں چھوڑ دو اور دروازوں کو بسم اللہ پڑھ کر بند کیا کرو، کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔"

یہاں چند اہم امور ہیں، جنھیں اختیار کرنا ضروری ہے:

1. بچوں کو (غروبِ شمس) کے وقت گھروں میں روک رکھنا اور دروازوں کو بند کر دینا۔
2. مشک کو باندھنا۔
3. برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دینا۔
4. سوتے وقت چراغ گل کر کے سونا۔
5. چوہیا سے احتیاط کرنا، کیونکہ وہ اہلِ خانہ کو تکلیف پہنچا سکتی ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [433] صحيح مسلم، رقم الحديث [2012]

81- شیطان ہمارے گھروں میں کہاں سکونت پذیر ہوتے ہیں؟

ایسے گھروں میں جہاں تصاویر یا کتا ہو، وہاں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

ظاہر بات ہے جہاں فرشتے نہیں آتے، وہ شیطان کا مسکن ہوتا ہے تو کتے اور تصاویر والے گھر شیطان کا مسکن ہیں۔

سوال ایسے گھروں میں فرشتے کیوں نہیں داخل ہوتے؟

جواب تصاویر والے گھر میں اس لیے نہیں داخل ہوتے کہ یہ ایک کھلی بے حیائی ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ تصاویر اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے مشابہ ہوتی ہیں اور کتے والے گھر داخل نہ ہونے کی چند وجوہات ہیں:

1. کتے والے گھر میں کتے کے نجاست کو بہ کثرت کھانے کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے۔
2. بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور شیاطین اور ملائکہ دو متضاد چیزیں ہیں۔
3. کتے کی بدبو کی وجہ سے بھی، کیونکہ فرشتے بدبو کو ناپسند کرتے ہیں۔

ان وجوہات کی بنا پر کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ شیاطین ایسی جگہ بھی رہتے ہیں، جو انسانی آبادی سے خالی ہو، جیسے صحرا۔ بعض شیطان کوڑے اور گندگی کے ڈھیر پر سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ بعض

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3322] صحيح مسلم [2106]

شیاطین جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں، وہ بیت الخلا، لیٹرین اور گندی جگہوں پر بھی رہتے اور بدبو کو پسند کرتے ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق اونٹ کے باڑے میں بھی رہتے ہیں۔

82- شیطان کو رسوا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

شیطان کو رسوا کرنے کا طریقہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا شَكَّ أَحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، ثَلَاثاً أَوْ أَرْبَعاً فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْساً شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ، وَ إِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَاماً لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيماً لِلشَّيْطَانِ»[1]

''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو دفع کر کے جس پر یقین ہو اسی پر بنیاد رکھے، پھر سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کرے، اگر تو اس نے پانچ رکعتیں پڑھ لی ہیں تو دو سجدے ان کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے چار رکعتیں مکمل ہی پڑھی ہیں تو یہ دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے ہیں۔''

حدیث میں لفظِ ''ترغیم'' آیا ہے، جو ''رغام'' سے ماخوذ ہے اور رغام مٹی کو کہتے ہیں۔[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [571]

[2] شرح صحيح مسلم للنووي [615/2]

83- شیطان کے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ڈرنے کی دلیل کیا ہے؟

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے کے لیے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام بچی آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سالم واپس لے آیا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی (اب میں ایسا کرسکتی ہوں) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا:

«إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا»

''اگر تم نے نذر مان لی ہے تو دف بجالے اور اگر نذر نہیں مانی تو نہ بجانا۔''

چنانچہ اس نے دف بجانا شروع کر دی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی ہی رہی، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ جوں ہی داخل ہوئے، اس نے دف اپنے سرین کے نیچے پھینکی اور اوپر بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ، إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدَّفَّ» [1]

''اے عمر! یقیناً شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔ میری موجودگی میں یہ (دف) بجاتی رہی، ابو بکر آئے تو بجاتی رہی، پھر علی آئے تو بجاتی رہی، پھر عثمان آئے تو بجاتی ہی رہی۔ اے عمر! جب تو داخل ہوا تو

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3690] سنن أبي داود، رقم الحديث [3288]

اس نے دف پھینک دی۔"

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ »[1]

"اے خطاب کے بیٹے! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب بھی شیطان تجھے کسی کشادہ راستے میں دیکھتا ہے تو وہ تیرا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلٰى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ »[2]

"یقیناً میں دیکھ رہا ہوں کہ جن اور انسانی شیطان عمر سے بھاگ رہے ہیں۔"

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شیطان ڈرتا ہے۔

84- کیا شیطان خلوت میں ہوتا ہے؟

جی ہاں! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانَ »[3]

"جب بھی کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5735] صحيح مسلم، رقم الحديث [2396]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [3624] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث [1609]

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث [2165] الصحيح الجامع، رقم الحديث [2546]

شر کو دعوت دینے والی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرے، ایسی صورت میں فساد و شر کا خطرہ ہے اور شیطان ملعون دونوں کو برائی میں مبتلا کرنے اور برائی کی طرف پہنچانے والے کاموں میں مبتلا کرنے کے لیے متحرک ہو جاتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

85- کیا عورتوں سے گوشہ نشینی (خلوت) شیطان کی طرف سے ہوتی ہے؟

ہاں، رسول کریم ﷺ نے اجنبی عورت سے گوشہ نشین ہونے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ»[1]

''کوئی مرد غیر محرم عورت کے ساتھ گوشہ نشین نہ ہو۔''

دوسری روایت میں ہے:

«لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانَ»[2]

''جب انسان کسی عورت سے گوشہ نشین ہوتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

مردوں پر عورتوں کے فتنے سے زیادہ نقصان دہ فتنہ کوئی نہیں۔ اس لیے کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت جائز نہیں، تاکہ شیطان ملعون کو ان دونوں

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2006] صحيح مسلم، رقم الحديث [1341] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث [226]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2165]

کے درمیان فساد ڈالنے کا موقع نہ ملے کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے اور زنا کا خیال سوچنا شروع کردیں۔

لیکن جب ایک مرد اور عورت دفاتر میں کام کررہے ہوں اور ان کے دروازے کھلے ہوں تو اس کو خلوت نہیں کہا جائے گا۔ البتہ غض بصر کا لحاظ رکھتے ہوئے کام کی حد تک ہی ایک دوسرے سے بات چیت کریں۔

86- میرے پاس سیاہ رنگ کا کتا ہے تو کیا وہ شیطان ہے؟ اگر وہ شیطان ہے تو کیا میرے لیے اس کو قتل کرنا جائز ہے؟

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ لَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا وَلَكِنْ خِفْتُ أَنْ أُبِيدَ أُمَّةً، فَاقْتُلُوا كُلَّ أَسْوَدٍ بَهِيمٍ، فَإِنَّهَا جِنُّهَا أَوْ مِنْ جِنِّهَا» [1]

''اگر کتے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کے قتل کا حکم دے دیتا، لیکن مجھے ایک امت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ تم خالص سیاہ کتے کو قتل کردو، کیوں کہ وہ کتا جن ہے یا جنوں میں سے ہے۔''

ہاں یہ شیطان ہے اور اس کو اس کے کھانے میں زہر ملا کر قتل کر دینا جائز ہے، کیوں کہ گھروں کو کتوں سے پاک کرنا ضروری ہے۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» [2]

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [1572]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [3225]

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ تصویر والے گھر میں۔''

شکاری کتا اور حفاظت کے لیے رکھا جانے والا کتا دو شرطوں کے ساتھ اس سے مستثنیٰ ہے:

① وہ خالص سیاہ دو نشانوں (جن کی آنکھوں پر دو نشان ہوتے ہیں) والا نہ ہو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

② گھر سے باہر رکھا جائے، اسے اندر نہ آنے دیا جائے۔

87- شیطان کی دخل اندازی کی جگہیں کونسی ہیں؟

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴾ [النور: 21]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو اور جو شیطان کے قدموں کے پیچھے چلے تو وہ تو بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

شیطان کی دخل اندازی کے مقامات درج ذیل ہیں:

1 حسد اور حرص۔

۲ سیر ہو کر کھانا۔

۳ درہم و دینار کی کثرت اور ساز و سامان، لباس اور گھر کو خوبصورت بنانے کی چاہت۔

۴ لوگوں کے مرتبوں کی طمع کرنا۔

۵ جلد بازی اور معاملات میں عدمِ ثبات۔

۶ بخیلی اور محتاجی کا خوف۔

۷ مذاہب اور خواہشات کی بنا پر تعصب۔

۸ اپنی اصلاح کے بجائے دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنا۔

۹ غصہ اور شہوت۔

۱۰ بدگمانی۔

۱۱ جائیداد، مال مویشی اور دیگر اموال کی محبت۔

88- خوشبو اور شیطان کا باہمی تعلق کیا ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ»[1]

''جسے خوشبو پیش کی جائے، وہ اسے رد نہ کرے، کیونکہ وہ احسان کے اعتبار سے ہلکی اور خوشبو کے لحاظ سے عمدہ ہے۔''

خوشبو کی یہ خصوصیت ہے کہ فرشتے اس کو پسند کرتے ہیں اور شیطان اس سے دور بھاگتے ہیں۔ شیطانوں کی پسندیدہ ترین چیز بدبو دار مکروہ چیزیں ہیں،

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [4172] مسند أحمد [320/2]

پاکیزہ روحیں عمدہ خوشبوؤں کو پسند کرتی ہیں اور خبیث روحیں بدبو دار چیزوں کی طرف میلان رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ﴾ [النور: 26]

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں، پاک دامن عورتیں پاک دامن مردوں کے لیے اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے ہیں۔''

89- شیطان کو بھگانے میں ذکرِ الٰہی کس قدر موثر ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ [الرعد: 28]

''سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

اگر ذکر میں صرف یہ ایک ہی خصلت ہوتی تو بھی انسان کے لیے ضروری تھا کہ وہ ذکرِ الٰہی میں کمی نہ کرے اور ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ انسان اپنے دشمن (شیطان) سے صرف ذکر کے ذریعے ہی اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور دشمن (شیطان) صرف غفلت ہی کی وجہ سے اس پر داخل ہوسکتا ہے۔ دشمن (شیطان) گھات لگا کر بیٹھ جاتا ہے، جب انسان غافل ہوتا ہے تو اس پر حملہ کرتا اور اسے قابو کر لیتا ہے۔[1]

[1] الوابل الصیب لابن القیم [ص:50]

90- گھر کیسے شیطان کی وجہ سے قبرستان بن جاتے ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَإِنَّ أَصْفَرَ الْبُيُوتِ، الْجَوْفُ الصُّفْرُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ »[1]

''جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور بے شک جو گھر کتاب اللہ سے خالی ہے، وہ غیر آباد اور ویران ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ »[2]

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔''

91- کیا شیطان کے تمام معاملات بائیں ہاتھ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُولِهِ وَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ

---

[1] سنن النسائي الكبرىٰ [10799/6] شرح السنة للبغوي [1194] المستدرك للحاكم [3029]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [780]

الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ »[1]

"جب انسان گھر میں داخل ہوتا ہے تو گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھانے کے وقت دعا پڑھ لے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: تمھارے لیے رات بسر کرنے کی جگہ ہے اور نہ شام کا کھانا، لیکن بندہ جب گھر میں داخلے کے وقت دعا نہیں پڑھتا تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: تم کو رات گزارنے کے لیے جگہ مل گئی ہے۔ پھر جب بندہ کھانے کے وقت بھی دعا نہیں پڑھتا تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے: تمھیں رات بسر کرنے کرنے کے لیے جگہ اور شام کے گزر کے لیے کھانا بھی مل گیا ہے۔"

مسلم نے زیادہ کیا ہے:

« لَا يَأْخُذْ بِهَا وَلَا يُعْطِي بِهَا »[2]

"نہ بائیں ہاتھ سے کوئی بندہ کوئی چیز لے اور نہ دے (کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان دیتا لیتا ہے)۔"

92- میں لباس کیسے اتاروں کہ شیطان میرا بدن نہ دیکھ سکے؟

سیدنا علی بن ابی طالب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَ عَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا وَضَعَ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2020، 106]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2020]

أَحَدُهُمْ ثَوْبَهُ أَنْ يَّقُوْلَ: بِاسْمِ اللّٰهِ ﴾[1]

"جنات اور بنی آدم کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب بندہ کپڑا اتارے تو بسم اللہ پڑھ لے۔"

بسم اللہ پڑھ لینا گویا بنی آدم پر ایک مہر ہے، جس کو شیطان کھول نہیں سکتا۔ بعض علمائے کرام نے کہا ہے کہ ظاہر پر توقف کرتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰه" کے ساتھ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا اضافہ نہ کیا جائے (یعنی صرف بِسْمِ اللّٰه ہی پڑھی جائے نہ کہ مکمل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)۔

93- اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کو کیسے شیطان سے ڈرایا؟

حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَّعْمَلَ بِهَا وَ يَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَنْ يَّعْمَلُوْا بِهَا ﴾ وَذَكَرَ مِنْهَا: ﴿ وَأَمَرَكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِيْ أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِيْنٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾[2]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اُن پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ ان پانچ باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یقیناً ذکر کی مثال اس آدمی کی طرح ہے

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [606] صحيح الجامع، رقم الحديث [3610]

[2] مسند أحمد [202/4] سنن الترمذي، رقم الحديث [2872]

جس کے پیچھے دشمن بڑا تیز بھاگ رہا ہے، حتی کہ جب وہ ایک مضبوط قلعے تک پہنچتا ہے تو اپنے آپ کو (اس قلعے میں گھس کر) دشمن سے محفوظ کر لیتا ہے۔ ایسے ہی بندہ اپنے آپ کو صرف اللہ کے ذکر ہی کے ذریعے شیطان سے بچا سکتا ہے۔"

94- کیا ولادت کے وقت بچہ شیطان کے (چھونے کی وجہ سے) روتا ہے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴾ [آل عمران: 36]

"پھر جب اس نے اسے جنا تو کہا: اے میرے رب! یہ تو میں نے لڑکی جنی ہے، اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں اور بے شک میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

یعنی میں اس کو شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کی اولاد کو بھی اور وہ اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مریم کی والدہ کی دعا کو قبول فرما لیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا وَالشَّیْطَانُ یَمَسُّهُ حِیْنَ یُوْلَدُ،

فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا » ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ [1]

"ہر بچے کو ولادت کے وقت شیطان چھوتا ہے، تو وہ شیطان کے چوکے کی وجہ سے چیختا ہے، سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔ پھر سیدنا ابو ہریرہ (مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے استثنیٰ پر دلیل دیتے ہوئے) فرمانے لگے: اگر (دلیل) چاہتے ہو تو پڑھ لو: (اور بے شک میں نے اس نام کا مریم رکھا ہے اور بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں)۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا عَصَرَهُ الشَّيْطَانُ عَصْرَةً أَوْ عَصْرَتَيْنِ إِلَّا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَرْيَمَ » [2]

"عیسیٰ اور ام عیسیٰ (مریم علیہا السلام) کے علاوہ ہر بچے کو ہی شیطان ایک ٹھوکا یا دو ٹھوکے مارتا ہے۔"

95- کیا غصہ شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے آتا ہے؟

ہاں، سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ غصے کی بنا پر ایک کا سانس پھولا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3431]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2366]

« إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ » فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ »[1]

''مجھے ایک ایسے کلمے کا پتا ہے، اگر یہ بندہ وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے۔ اگر یہ بندہ ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' پڑھ لے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے گا۔ لوگوں نے اس شخص کو کہا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' پڑھو۔''

نیز فرمایا:

« إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنْ نَّارٍ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ »[2]

''غصہ شیطان کے (بہکاوے) کی وجہ سے آتا ہے، جب کہ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ٹھنڈا کرتا ہے۔ لٰہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔''

غصے کا علاج:

1. متعدد مرتبہ ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' پڑھنا۔
2. وضو کرنا۔
3. ہیئت کو بدل دینا، یعنی اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے یا لیٹ جائے۔
4. جگہ بدل لینا۔ یعنی ایک جگہ (جہاں غصہ آیا ہے) سے دوسری جگہ چلے جانا۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3108] صحيح مسلم، رقم الحديث [2610]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [4784]

۵ مظلوم سے معافی مانگنا۔

۶ تین مرتبہ بائیں جانب تھوک دینا۔

96- کیا مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سیدھا کرنے کی نوبت شیطان (کے بہکاوے) کی وجہ سے پیش آتی ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ»[1]

''کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف اسلحہ سیدھا نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شیطان اس کو بہکا دے تو اس کی وجہ سے وہ جہنم کے گھڑے میں گر جائے۔''

مطلب یہ ہے کہ کسی عاقل مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی طرف اسلحہ سیدھا کرے، اگرچہ مذاق ہی کر رہا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ اسلحہ والے کا ہاتھ اٹھے اور بغیر کسی ارادے کے اس کے ہاتھ سے ایک جان قتل ہو جائے، کیونکہ شیطان بغیر کسی شرعی سبب ہی کے انسان کو دوسروں سے انتقام لینے کے لیے ابھارتا اور ترغیب دیتا ہے۔ تو اس بنا پر اس کا ٹھکانا (جب اللہ تعالیٰ چاہے) آگ ہوسکتا ہے۔ اس لیے بغیر کسی وجہ کے اسلحہ اٹھانے سے گریز کرنا چاہیے۔ خاص طور پر خوشیوں کے موقع پر، انتخابات، میلہ گاہوں اور بازاروں جیسی جگہوں میں، کیونکہ ایسی جگہوں کا لیڈر شیطان ہوتا ہے اور انسان سے ایسا کام کروا دیتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6661] صحيح مسلم، رقم الحديث [2617]

97- کیا گالی شیطان دلواتا ہے؟

جی ہاں! کیونکہ حدیث میں مذکور ہے:

ایک شخص سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دے رہا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوبکر کے ساتھ تھے۔ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ گالی دی، پھر گالی دی، پھر تیسری مرتبہ گالی دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی گالی کا جواب دے دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كَانَ الْمَلَكُ يُنَافِخُ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لأَجْلِسَ »[1]

''ابوبکر! فرشتہ تیری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تو نے جواب دیا تو شیطان آ گیا، اس لیے میرا وہاں بیٹھنا مناسب نہیں رہا تھا۔''

دوسری حدیث میں آتا ہے: سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ دو بندے ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ ایک بندے کا چہرہ (غصے کی وجہ سے) سرخ ہو چکا تھا اور اس کی گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ » فَقَالُوا لَهُ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ.[2]

''مجھے ایک کلمہ معلوم ہے، اگر یہ بندہ وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے (وہ کلمہ) ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' ہے۔

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [4896]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3108] صحيح مسلم، رقم الحديث [2610]

لوگوں نے اسے کہا کہ رسول کریم ﷺ کی بات سن رہا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: میں کوئی پاگل تو نہیں ہوں۔"

اس حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے گالی گلوچ کا محرک شیطان ہی کو ٹھہرایا ہے، اسی لیے تو کہا کہ شیطان سے پناہ مانگے تو اس کی حالت درست ہو جائے گی، غصہ کافور ہو جائے گا اور شیطان کا دخل ختم ہو جائے گا۔

98- کیا نسیان (بھول) شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے؟

ہاں، اس کی پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ مَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَ اتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴾ [الکھف: 63]

"اس نے کہا: کیا تو نے دیکھا جب ہم اس چٹان کے پاس جا کر ٹھہرے تھے تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے وہ نہیں بھلائی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے اپنا راستہ سمندر میں عجیب طرح سے بنا لیا۔"

وہ قدموں کے نشانات پر واپس چٹان (جہاں سے مچھلی سمندر کے اندر چلی گئی تھی) تک پہنچے۔ تو نسیان کا سبب شیطان ہی بنا، پھر موسیٰ علیہ السلام سمندر کی طرف چلے گئے۔

دوسری دلیل یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب یوسف علیہ السلام سے دو شخصوں نے آ کر خواب کی تعبیر دریافت کی تو تعبیر دینے کے بعد یوسف علیہ السلام نے کہا:

﴿ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ﴾ [یوسف: 42]

''اور اس نے اس سے کہا، جس کے متعلق اس نے سمجھا تھا کہ بے شک وہ دونوں میں سے رہا ہونے والا ہے کہ اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا، تو شیطان نے اسے اس کے مالک سے ذکر کرنا بھلا دیا تو وہ کئی سال قید خانے میں رہا۔''

جب تعبیر بیان کر کے یوسف نے سوچا کہ ساقی (مالک کو شراب نچوڑ کر پلا رہا ہے) نجات پا جائے گا تو دوسرے سے (جو سولی چڑھنے والا تھا) چھپا کر ساقی کو کہا:

﴿اُذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ یعنی میرا قصہ اپنے (بادشاہ) سے بیان کرنا۔ رب کا لفظ بادشاہ پر بولا جاتا تھا، اس لیے ﴿عِنْدَ رَبِّكَ﴾ کا لفظ اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔

﴿فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ﴾ میں ﴿فَاَنْسٰهُ﴾ میں (ہٗ) ضمیر کا مرجع وہ شخص ہے، جسے یوسف نے ناجی (نجات پانے والا) خیال کیا تھا۔ تو شیطان کے بھلانے کی وجہ سے یوسف کئی سال جیل میں رہے۔ بارہ سال یا چودہ سال کا کہا گیا ہے، تو یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا۔

تیسری دلیل یہ ہے:

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [المجادلة: 19]

''شیطان ان پر غالب آ گیا، سو اس نے انھیں اللہ کی یاد بھلا دی، یہ

لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ سن لو! یقیناً شیطان کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

99- کیا موت کے وقت بھی شیطان (گمراہ کرنے کے لیے) آتا ہے؟

ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ فَيَقُولُ: مُتْ يَهُودِيًّا، أَوْ مُتْ نَصْرَانِيًّا» [1]

''یقیناً شیطان موت کے وقت انسان کے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرو۔''

اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح عقیدہ اور عمل صالح کو اختیار کرے، تاکہ جب اس کی موت کا وقت ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایمان پر ثابت قدمی عطا کرے اور شیطان لعین اور اس کی ذریت کے شر سے نجات عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾

[إبراهيم: 27]

''اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے، پختہ بات کے ساتھ خوب قائم رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

دنیاوی زندگی میں ثبات سے مراد خروجِ روح کا وقت ہے اور آخرت میں

ثبات میں قبر سے سوال و جواب اور قیامت والے دن اللہ کے سامنے پیشی مراد ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں ثبات (ثابت قدمی) اور ہم سب کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ آمین

100- کیا کوئی ایسی دعا ہے جس کے ورد سے انسان مرتے وقت شیطان کے چنگل سے بچ جائے؟

ہاں، ابو الیسر سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي والْهَرَمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرِيْقِ، وَ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا» [1]

''اے اللہ! میں گر کر فوت ہونے، بڑھاپے، غرق ہونے اور جل کر مرنے سے اور حالتِ جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی موت اور سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے موت کے واقع ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

101- کیا شیطان آدمی کو بہکانے کے لیے قبر میں بھی آتا ہے؟

جی ہاں، سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میت کو قبر میں رکھا تو کہا:

''بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1552] سنن النسائي [677/8] المستدرك للحاكم [531/1]

فَلَمَّا أَخَذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا“

”اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے راستے میں اور رسول کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق (قبر میں اتار رہا ہوں) اس کے بعد جب قبر پر (کچی) اینٹیں برابر کرنے لگے تو کہا: اے اللہ! اسے شیطان اور عذابِ قبر سے پناہ دے۔ اے اللہ! اس کی دونوں اطراف سے زمین کو کشادہ کر، اس کی روح کو (علیین) میں اٹھا اور اس کو اپنی رضا مندی نصیب کر۔“

میں (سعید بن مسیّب) نے کہا: کیا یہ آپ نے اللہ کے رسول کو کہتے ہوئے سنا یا اپنی مرضی سے کہا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایسے کلمات کہہ سکتا ہوں (اپنی مرضی سے)؟ لیکن میں نے یہ کلمات رسولِ کریم ﷺ سے سنے ہیں۔[1]

102- کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ [الناس: 6]

”جنوں اور انسانوں میں سے۔“

ابوسلام سے مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا:

”يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا بِشَرٍّ فَجَاءَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، فَنَحْنُ فِيهِ فَهَلْ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: « نَعَمْ » قُلْتُ: هَلْ وَرَاءَ ذٰلِكَ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [323] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [1553] سنن البيهقي [55/2]

الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: ‹‹ نَعَمْ ›› قُلْتُ: فَهَلْ وَرَاءَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: ‹‹ نَعَمْ ›› قُلْتُ: كَيْفَ؟ قَالَ: ‹‹ يَكُوْنُ بَعْدِيْ أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ، وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ، قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ إِنْسٍ ›› قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ‹‹ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ لِلْأَمِيْرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَ أَطِعْ ››[1]

’’اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم برائی (شرک) میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے بھلائی (ہدایت) عطا کی ہے۔ آج ہم بھلائی میں ہیں، تو کیا بھلائی کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں‘‘ میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد بھلائی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں‘‘ میں نے پوچھا: کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں‘‘ میں نے پوچھا: وہ شر کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میرے بعد ایسے ائمہ آئیں گے، جو میرے طریقے سے راہنمائی حاصل نہیں کریں گے اور نہ میری سنت کو اختیار کریں گے، ان میں ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے دل انسانی اَجسام میں شیاطین کے دلوں کی طرح ہوں گے۔‘‘ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میری زندگی میں وہ وقت آجائے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا، اگرچہ تجھ کو کوڑے لگائے جائیں اور تیرا مال چھین لیا جائے، پھر بھی امیر کی اطاعت کرنا اور اس کی بات ماننا۔‘‘

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [3435]

یعنی امیر کی اطاعت و سمع سے روگردانی نہ کرنا، ہر حال میں اس کی اطاعت تجھ پر لازم ہے۔

اس حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ ان کے جسم تو انسانی ہوں گے، مگر دل شیطانی ہوں گے، جس سے معلوم ہوا کہ انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ﴾

[الأنعام: 121]

''اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔''

انسانوں میں سے کچھ برے دوست ہوتے ہیں، وہ حق کی قوت کو کمزور کرتے اور کہتے ہیں: ان خوبصورت لڑکیوں کی طرف دیکھ تو سہی، انٹرنیٹ کو کھول کر لطف اندوز ہو، سودی کاروبار کر، تاکہ تیرا مال زیادہ ہو جائے، ایسے لوگ جن شیاطین سے بھی کہیں زیادہ برے ہیں۔

103- کیا یہ سچ ہے کہ شیطان کھڑے ہو کر کھاتا پیتا ہے؟

ہاں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنكُم قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ »

''تم میں سے کوئی بندہ ہرگز کھڑا ہو کر نہ پیے جو (بیٹھ کر پینا) بھول جائے (اور کھڑا ہو کر پی لے) تو وہ قے کر دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

---

(1) صحیح مسلم، رقم الحدیث [2026]

((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا))

''نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔''

قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا (کھڑے ہو کر پینے کی تو ممانعت ہے) تو کھڑے ہو کر کھانا جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ)) [1]

''وہ (کھڑے ہو کر کھانا) تو اس سے بھی زیادہ برا یا یا زیادہ ناپاک عمل ہے۔''

نوٹ: کھڑے ہوئے کر پینے کا جواز ہے، مگر بیٹھ کر پینا افضل ہے۔

الحاصل جمہور علما بغیر کسی ضرورت کے کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ سمجھتے ہیں اور سنت یہ ہے کہ انسان بیٹھ کر کھائے پیے، تا کہ کھڑے ہو کر کھانے پینے والا شیطان کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے گناہ گار نہ ہو۔ حدیث مبارک میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [2]

''جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ انھی میں سے ہے۔''

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اس نیت سے کھائے کہ عبادت کے لیے قوت ملے، بسم اللہ پڑھ کر، دائیں ہاتھ سے اور دیکھ کر کھائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ﴾ [عبس: 24]

''تو انسان کو لازم ہے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھے۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2024]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [4031]

اپنے سامنے سے کھائے۔ پلیٹ کے درمیان سے اور سیر ہو کر نہ کھائے اور کھانے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

104- جب لقمہ گر جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیا شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے؟

جب لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ مسلم شریف کی روایت ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

« إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ »

"جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھا کر اس کے ساتھ لگی مٹی وغیرہ کو صاف کر کے کھا لے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور انگلیاں چاٹنے سے قبل رومال کے ساتھ صاف نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس ذرے میں برکت رکھی گئی ہے۔"

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت ہے:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ »[1]

"شیطان بندے کے ہر کام کے وقت ہی آ جاتا ہے، حتیٰ کہ کھانا

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [182]

کھانے کے وقت بھی، لہٰذا جب کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اٹھا کر اس کے ساتھ لگی مٹی وغیرہ صاف کرنے کے بعد کھا لے اور شیطان کے لیے پڑا نہ رہنے دے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ بِشِمَالِهِ» [1]

''بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔''

105- کیا فقر کا خوف شیطان دلاتا ہے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة: 268]

''شیطان تمھیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمھیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمھیں اپنی طرف سے بڑی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

یعنی تمھارے دلوں میں فقیر ہو جانے کا ڈر ڈال دیتا ہے، تاکہ جو تمھارے پاس مال و دولت ہے، اس کو اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہ کرو۔

﴿ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ یعنی محتاجی کے ڈر سے دولت خرچ کرنے سے روکنے کے ساتھ ساتھ وہ معاصی، گناہ، حرام کام اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کا حکم دیتا ہے۔

اس بنا پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کی بات مان لیتا ہے تو یہ

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [183]

محتاجی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، کیونکہ بخیل آدمی جو مال کو فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتا، فرشتہ اس کے مال کے لیے جو اس نے بخیلی کی وجہ سے جمع کیا ہوتا ہے، تلف ہو جانے کی بد دعا کرتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ فرشتہ کہتا ہے:

«اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَأَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا»[1]

”اے اللہ! خرچ کرنے والے کو مزید عطا کر اور خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ہلاک کر دے۔“

جو لوگ اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الحشر: 9]

”اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔“

106- کیا شیطان دل میں گناہ کا خیال ڈالتا ہے؟

ہاں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ، وَ لِلْمَلَكِ لَمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَ تَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ، وَ أَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، ثُمَّ يَقْرَأُ ﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1374] صحيح مسلم، رقم الحديث [1010]

يَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ [البقرة: 268]》[1]

''شیطان بھی اور فرشتہ بھی دل میں خیالات ڈالتا ہے، شیطانی خیالات یہ ہیں کہ وہ حق کو جھٹلانے اور شر کا وعدہ دلاتا ہے اور فرشتہ بھلائی اور حق کی تصدیق کا، جو (حق کی تصدیق اور بھلائی کا) یہ خیال محسوس کرے، وہ سمجھ لے کہ یہ خیال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو دل میں دوسرا (برائی اور تکذیبِ حق کا) خیال محسوس کرے۔ وہ سمجھ لے کہ یہ خیال شیطان دل میں ڈال رہا ہے تو وہ "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم" پڑھے۔ پھر آپ بہ طورِ استشہاد قرآن کی یہ آیت پڑھتے: ﴿الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ ''شیطان تمھیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمھیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث میں لفظ "اَللَّمَّةُ" سے مراد دل میں پیدا ہونے والا ارادہ اور خیال ہے۔ اگر تو وہ خیر و بھلائی کا ارادہ ہو تو وہ فرشتے کی طرف سے ہے اور اگر وہ برائی کا خیال ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

107- کیا جمائی شیطان کی وجہ سے آتی ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2988]

أَنْ يَّقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَ أَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنْ تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ» [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی بندہ چھینک مار کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے تو ہر مسلمان پر، جس نے اس کو سنا، لازم ہے کہ وہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰہ'' کہے۔ لیکن جمائی شیطان کی وجہ سے آتی ہے (یعنی شیطان انسان کو سستی دلاتا ہے، جس کی وجہ سے جمائیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں) جب کسی کو جمائی آئے تو وہ حتی المقدور اس کو روکے، کیونکہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا (خوش ہوتا) ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ» [2]

''جمائی شیطان کی طرف سے آتی ہے، جب کسی کو جمائی آئے تو وہ بہ قدرِ استطاعت اسے روک لے۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ» [3]

''جب کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ کر جمائی کو روک لے، کیونکہ (ایسا نہ کرنے کی وجہ سے) شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔''

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [5872]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2994]

[3] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2995]

108- کیا شراب نوشی (کی نوبت) شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ [المائدة: 91,90]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر سراسر گندے ہیں، شیطان کے کام سے ہیں، سو اس سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ شراب نوشی کی نوبت شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے آتی ہے۔ یعنی وہ اس کو مزین کر کے برائی کو بھلائی کی صورت میں پیش کرتا ہے، جب کہ بھلائی کو تشدد اور سختی ظاہر کرتا ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

109- کیا شیطان غیر اللہ کے لیے ذبح کا حکم دیتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾ [الأنعام: 121]

’’اور اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور بلاشبہ یہ یقیناً سراسر نافرمانی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلاشبہ تم یقیناً مشرک ہو۔‘‘

اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر جانور اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو تو وہ حلال نہیں، اگرچہ ذبح کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

شیطان اپنے دوستوں سے کہتے ہیں: جسے اللہ مار دے تم وہ نہیں کھاتے اور جسے خود ذبح کرو وہ کھا لیتے ہو؟ یقیناً تم تو مشرک ہو گئے ہو۔ کیوں کہ تم نے اللہ کے حکم کو اس کے بندوں کی طرف پھیر دیا ہے۔

110- کیا فضول خرچی شیطان کی طرف سے ہے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [الإسرآء: 27]

''بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تبذیر ناجائز کاموں میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔''

ایک دوسرا قول ہے کہ تبذیر بے وقوفی، اللہ تعالیٰ کی عدمِ اطاعت اور معصیت کا ارتکاب کرنے کو کہتے ہیں۔

111- کیا شیطان کے گمراہ کرنے کے کئی راستے ہیں؟

ہاں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ایک لکیر کھینچی، پھر فرمایا:

« هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ مُسْتَقِيمًا » قَالَ: ثُمَّ خَطَّ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ. ثُمَّ قَالَ: « هٰذِهِ السُّبُلُ، وَلَيْسَ مِنْهَا سَبِيلٌ إِلَّا عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ » ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ »[1]

''یہ صراطِ مستقیم اللہ کا راستہ ہے، پھر اس لکیر کے دائیں اور بائیں کچھ لکیریں کھینچی اور فرمایا: یہ چند راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے، جو اپنی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾

[الأنعام: 153]

(1) مسند أحمد [465/1]

''اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے پر نہ چلو۔''

112- کیا بُری باتیں شیطان کرواتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا﴾ [الإسرآء: 53]

''اور میرے بندوں سے کہہ دے، وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان ہمیشہ سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ مومنوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی گفتگو اور بات چیت میں احسن کلام اور اچھی گفتگو کو اپنائیں۔ اگر وہ اچھی گفتگو کو نہیں اپنائیں گے تو شیطان ان کے درمیان اختلاف اور دشمنی پیدا کر دے گا اور معاملہ گفتگو سے ہاتھا پائی تک پہنچ جائے گا اور لڑائی جھگڑا شروع ہو جائے گا۔

کیونکہ شیطان نے جب سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، اسی وقت سے، آدم اور اولادِ آدم کا دشمن ہے اور اس کی عداوت قیامت تک واضح ہے۔

113- کیا نفاق شیطان کی طرف سے ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [البقرة: 14]

''اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کی طرف اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں۔''

یعنی جب منافقین مومن بندوں کو ملتے ہیں تو ان کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں، لیکن جب اپنے شیاطین سرداروں اور رؤسا جو یہودی عالم اور مشرکین و منافقین کے چیمپیئن ہیں اور شیاطین انسانوں اور جنوں دونوں میں سے ہوتے ہیں، کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تو ان (مومنوں) سے صرف مذاق (کرنے کے لیے اپنے آپ کو مومن ظاہر) کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ [البقرة: 15]

''اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ قیامت والے دن ان (منافقین) سے مذاق کرے گا۔

نفاق کا مرض:

یہ انتہائی سخت بیماری ہے، جس کی وجہ سے دل میں ایمان کا نام و نشان تک ختم ہو جاتا ہے۔ جس بندے میں نفاق کی علامات ظاہر ہو گئیں تو وہ دو چہروں

والا ہے، یعنی صدق کو ظاہر کرتا، جب کہ اس کے دل میں جھوٹ ہوتا ہے، ایفائے عہد کو ظاہر کرتا اور وعدہ خلافی کو اپنے باطن میں چھپائے رکھتا ہے، بہ ظاہر امانت دار، لیکن اندر سے خائن، بہ ظاہر عہد کی پاسداری کرنے والا، جب کہ باطن میں عہد کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ اسی لیے منافق کا عذاب سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا﴾ [النسآء: 145]

”بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔“

114- کیا مسلمانوں کے درمیان اختلاف شیطان ڈلواتا ہے؟

ہاں، جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ » [1]

”یقیناً شیطان جزیرۃ العرب میں اپنی عبادت کیے جانے سے مایوس ہو چکا ہے، لیکن وہ مسلمانوں کے درمیان فساد ڈالے گا۔“

اللہ کے دشمن ابلیس نے اپنی بدبختی کا سبب آدم علیہ السلام کو ٹھہرا کر آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم علیہ السلام سے دشمنی کا اعلان کر رکھا ہے، حالانکہ اس کی بدبختی اور عذاب کا حقیقی سبب اس کا تکبر و عناد اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار ہے۔ اب وہ ہمیشہ انسانیت کو اللہ کے دین سے روکنے اور شرک کا ارتکاب کروانے کی کوشش

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2812]

میں ہے۔ جزیرۃ العرب میں اہلِ توحید سے اپنی اطاعت کروانے سے وہ مایوس ہو چکا ہے، اب وہ ان کے دلوں میں بغض و فساد اور آپس کے معاملات میں فساد و انتشار ڈالنے ہی پر اکتفا کرتا ہے۔

115- کیا لوگوں کو شیطان سرکش بناتا ہے؟

ہاں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴾
[مریم: 83]

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے، وہ انھیں ابھارتے ہیں، خوب ابھارنا۔''

یعنی وہ انھیں گمراہ کرتے ہیں۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

''شیطان (کافروں کو) رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول کے خلاف ابھارتا اور انھیں اللہ کی نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ انھیں دھوکا دیتا اور مکمل طور پر سرکش بنا دیتا ہے۔''

116- شیطان کون کونسی شکلیں اختیار کر سکتا ہے؟

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کو قتل کر دینے کا حکم ارشاد فرمایا، حتی کہ ایک عورت دیہات سے اپنا کتا ساتھ لے کر آتی تو ہم نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر (اس کے بعد) کتوں کے قتل سے روک دیا اور فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ»[1]

''انتہائی سیاہ جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوتے ہیں، انھیں قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''جنات انسانوں، چوپایوں، سانپ، بچھو، اونٹ، گائے، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندوں وغیرہ کی شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔''[2]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ»[3] ''سیاہ کتا شیطان ہے۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کالی بلی بھی شیطان ہے۔''

ابلیس غزوہ بدر والے دن ایک انسان سراقہ بن مالک، جو بنی مدلج کا سردار تھا، کی شکل میں آیا۔

سیاہ رنگ بھی شیطانی ہے، کیوں کہ سیاہ رنگ میں شیطانی قوتیں دوسرے رنگوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہیں۔ سیاہ رنگ میں حرارت کی قوت بھی ہوتی ہے۔

117- کیا شیطان کے سینگ ہیں؟

ہاں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ»[4]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [1572]

[2] رسالة الجن لابن تيمية [ص: 32]

[3] صحیح مسلم، رقم الحدیث [56]

[4] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3273]

''بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''
یعنی طلوع کے وقت شیطان سورج کے سامنے اپنے سینگ کر لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے سینگ ہیں، اسی لیے تو سورج ان کے درمیان سے نکلتا ہے۔

118- کیا جوا کھیلنا شیطان کی طرف سے ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شراب اور جوئے سے منع کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ [المائدة: 91,90]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر سراسر گندے ہیں، شیطان کے کام سے ہیں، سو اس سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ کا معنی ''سخط من عمل الشیطان'' (شیطانی عمل کی وجہ سے اللہ کی ناراضی) کیا ہے، کیونکہ شراب ام الخبائث ہے۔

119- کیا ضرورت سے زائد بستر اور لباس شیطان کے لیے ہوتا ہے؟

ہاں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ »[1]

''ایک بستر مرد کا اور دوسرا اس کی بیوی کا اور تیسرا مہمان کے لیے ہوتا ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔''

یعنی زائد بستر اور لباس وغیرہ رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اِسراف و تبذیر کے زمرے میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تبذیر کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا﴾ [الإسراء: 27]

''بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔''

ایسے ہی اہلِ اسراف کی مذمت میں فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ [الأعراف: 31]

''بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

120- شیطان کہاں بیٹھتا ہے؟

ابو عیاض رحمہ اللہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

« إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ،

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2084]

وَقَالَ: مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ ﴾[1]

''بے شک نبی کریم ﷺ نے ایسی جگہ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، جہاں کچھ سایہ اور کچھ دھوپ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔'' یعنی جہاں کچھ سایہ اور کچھ دھوپ ہو، وہاں مت بیٹھو۔

121- کیا شیطان انسانی جسم میں حرکت کر سکتا ہے؟

ہاں، شیطان خون کی طرح بدن انسانی میں حرکت کرتا ہے۔[2]

شیطان کس طرح بدن انسانی میں حرکت کرتا ہے؟ اس کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

122- کیا شیطانی چالوں سے بچاؤ کی کوئی جامع دعا ہے؟

ہاں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَ لَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَ بَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ ﴾[3]

---

[1] مسند أحمد [414/3] سنن الكبرىٰ للبيهقي [236/3]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [2038] صحيح مسلم [2174]

[3] مسند أحمد [419/3] سنن البيهقي دلائل النبوة [95/7] ابن السني، رقم الحديث [637] مجمع الزوائد [127/10]

”اے اللہ میں تیرے ان مکمل کلمات، جن سے کوئی نیک اور نہ بد تجاوز کرتا سکتا ہے، کے ذریعے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس شر سے جو اس نے پیدا کیا اور پھیلا دیا اور جو شر آسمان سے اترتا اور جو آسمان میں چڑھتا ہے اور جو شر زمین میں ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور دن اور رات کے فتنوں سے اور رات کو آنے والوں کے شر سے، سوائے اس کے جو رات کو بھلائی لے کر آئے۔ (اے رحمٰن) تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

ایک حدیث میں ہے کہ یہ دعا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو اس وقت سکھائی، جب شیاطین پہاڑوں اور وادیوں سے نبی کریم ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا، جو اللہ کے رسول کے چہرے کو جلانے کے لیے آگ کا شعلہ لایا تھا۔ (تو اس دعا کو پڑھنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے شیاطین سے آپ کو محفوظ فرمالیا)

123- شیطان کا چیخنا کیا ہے؟

شیطان کی موسیقی گانے کی آواز ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کا بیٹا ابراہیم نزع کے عالم میں تھا تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، آپ ﷺ نے اس کو اپنی جھولی میں رکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ رو رہے ہیں، حالاں کہ آپ نے ہمیں منع کر رکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَسْتُ أَنْهٰى عَنِ الْبُكَاءِ، إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ، صَوْتٌ عِنْدَ نَغْمَةٍ: لَعِبٌ وَ لَهْوٌ وَ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ، وَصَوْتٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ: ضَرْبُ وَجْهٍ وَشَقُّ جُيُوبٍ وَرَنَّةُ شَيْطَانٍ» [1]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [1005] سنن البيهقي [69/4] مجمع الزوائد [17/3] مسند أبي داود الطيالسي، رقم الحديث [1683]

"میں نے رونے سے منع نہیں کیا، میں نے تو صرف دو احمق و گناہ والی آوازوں سے روکا ہے۔ ایک خوشی کے وقت آواز جیسے گانا و موسیقی اور شیطانی گیت۔ دوسری مصیبت کے وقت کی آواز: جیسے چہرہ پیٹنا، گریبان چاک کر دینا اور شیطانی چیخ۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت مختلف قسم کی آوازیں نکالنا شیطانی آوازیں ہیں۔ اس لیے ہمیں صبر اختیار کرتے ہوئے گریہ و زاری سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ شیطان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

124- کیا زنا شیطان کی جانب سے ہے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعری نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

« إِنَّ إِبْلِيسَ يَبُثُّ جُنُودَهُ فِي الْأَرْضِ، يَقُولُ لَهُمْ: أَيُّكُمْ أَضَلَّ مُسْلِمًا أَلْبَسْتُهُ التَّاجَ عَلىٰ رَأْسِهِ. فَأَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ مَنْزِلَةً، فَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ لَهُ: لَمْ أَزَلْ بِفُلَانَ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، سَوْفَ يَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا، ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُ فَيَقُولُ لَهُ: لَمْ أَزَلْ بِفُلَانٍ حَتّٰى أَلْقَيْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ الْعَدَاوَةَ فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، سَوْفَ يُصَالِحُهُ، ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُ فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِفُلَانَ حَتّٰى زَنىٰ، فَيَقُولُ إِبْلِيسُ: نِعْمَ مَا فَعَلْتَ. فَيُدْنِيهِ مِنْهُ، وَيَضَعُ التَّاجَ عَلىٰ رَأْسِهِ »

"ابلیس اپنے لشکروں کو یہ کہتے ہوئے زمین میں بھیجتا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو گمراہ کیا تو میں اس کے سر پر تاج رکھوں گا تو جو

سب سے بڑا فتنہ باز ہوتا ہے، وہ اس کا مقرب ترین ہوتا ہے۔ ایک شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے دی، تو ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کچھ نہیں کیا، وہ جلد ہی کسی اور لڑکی سے شادی کر لے گا، پھر ایک اور شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو بہکاتا رہا، حتی کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت پیدا کر دی۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کوئی (بڑا کام) نہیں کیا، وہ جلد ہی صلح کر لیں گے، پھر ایک اور شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں فلاں کو زنا پر اکساتا رہا، حتی کہ اس نے زنا کا ارتکاب کر لیا۔ تو ابلیس کہتا ہے: تو نے بہت اچھا کیا ہے، وہ اس کو قریب کر کے تاج اس کے سر پر رکھ دیتا ہے۔"

چناں چہ ہر مسلمان کو اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے اپنے آپ کو پاک رکھنا چاہیے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ» [1]

"جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی گارنٹی دے، میں اسے جنت کی گارنٹی دیتا ہوں۔"

125- کیا بے حیائی شیطان کی طرف سے ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6474]

خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ﴾ [النور: 21]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو اور جو شیطان کے قدموں کے پیچھے چلے تو وہ تو بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالی نے فصیح و بلیغ، احسن اور مختصر عبارت میں شیطان کے طریقوں، اوامر و مسالک کی پیروی سے منع کیا، ڈرایا اور نفرت دلائی ہے، اس لیے اے مسلم! ہر شیطانی کام سے اجتناب کرو۔ گناہ کے کام کی نذر مان لینا بھی شیطانی کام ہے، اس لیے اس سے بھی اجتناب کرو۔

126- کیا شیطان اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الۡیَوۡمَ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ﴾ [النحل: 63]

''اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے، تو شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے۔ سو وہی آج ان کا دوست ہے اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ ذکر فرما رہے ہیں کہ سابقہ امتوں کی طرف بھی میں نے رسول بھیجے تو انھوں نے رسولوں کی تکذیب کی، اس لیے اے محمد کریم ﷺ! سابقہ رسولوں کی زندگی تمھارے لیے نمونہ ہے۔ آپ اپنی قوم کی تکذیب سے غمگین نہ ہوں۔

مشرکوں نے جو رسولوں کی تکذیب کی ہے، اس کا سبب شیطان ہے، شیطان لعین نے مشرکوں کو ان کے اعمال مزین کر کے پیش کیے۔

﴿فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ﴾ یعنی آج وہ عقوبت و سزا میں ہیں، شیطان ان کا دوست ہے، مگر انھیں خلاصی نہیں دلوا سکتا اور نہ کوئی ان کا فریاد رس ہے، ان مشرکین کے لیے دردناک عذاب ہے۔

127- کیا انسانوں کے درمیان جھگڑے شیطان کی وجہ سے ہوتے ہیں؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو کشتی لڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں شخص جس سے بھی کشتی کرتا ہے، اسی پر غالب آ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَفَلَا أَدُلُّكُم عَلىٰ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ رَجُلٌ كَلَّمَهُ رَجُلٌ فَكَظَمَ غَيْظَهُ، فَغَلَبَهُ وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَ صَاحِبِهِ» [1]

”کیا میں تمھیں اس سے زیادہ طاقتور آدمی نہ بتاؤں؟ وہ آدمی (اس سے بھی طاقتور ہے) جس سے کسی نے بدتمیزی کی، مگر اس نے اپنے غصے پر قابو پا لیا، تو ایسا شخص بدتمیزی کرنے والے پر، اپنے شیطان اور بدتمیزی کرنے والے کے شیطان پر غالب آ گیا ہے۔“

[1] فتح الباري [519/10]

128- کیا شیطان غصہ دلاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴾ [الأعراف: 200, 201]

''اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ تجھے ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بے شک وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ ڈر گئے، جب انھیں شیطان کی طرف سے کوئی (برا) خیال چھوتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں، پھر اچانک وہ بصیرت والے ہوتے ہیں۔''

﴿وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ﴾ جب شیطان ایسا غصہ دلا دے کہ جاہل کی جہالت سے اعراض مشکل ہو جائے تو پھر شیطان کے حملے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ ﴿فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ﴾ ''عیاذ'' کا معنی التجا کرنا، شر سے پناہ مانگنا ہے اور پناہ گاہ بھلائی طلب کرنے ہی میں ہے۔

﴿اِذَا مَسَّہُمۡ﴾ یعنی جب انھیں شیطانی خیال آئے۔ بعض نے ''مسِّ شیطان'' کی تفسیر اس کے مغلوب کر دینے سے کی ہے۔

129- کیا شیطان سونے والے کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، حتی کہ وہ نماز بھی نہیں پڑھ سکتا؟

ہاں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ»[1]

''جب کوئی بندہ سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: لمبی رات ہے سو جا۔ اگر بندہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، وضو کرے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے اور نماز پڑھ لے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے تو صبح کو چاق و چوبند اور چست ہوتا ہے۔ اگر وہ مذکورہ کام نہیں کرتا تو پراگندگی اور سستی کی حالت میں صبح کرتا ہے۔''

130- کیا شیاطین عالم الغیب ہیں؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

«انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ، فَقَالُوا: مَالَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، قَالَ: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا أَمْرٌ حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ.

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [19]

فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ. قَالَ: فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِنَخْلَةَ، وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ، فَقَالُوا: هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ. فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا ﴿ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا﴾، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ: ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ﴾ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ » [1]

رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کی معیت میں عکاظ کے بازار کی طرف گئے، درآنحالیکہ شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان (رکاوٹ) حائل ہوگئی اور شیاطین پر آگ کے شعلے پھینکے گئے۔ شیطان واپس (زمین پر) آگئے تو دوسرے شیاطین نے پوچھا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ (کیوں واپس آگئے ہو) تو انھوں نے کہا: ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گئی ہے اور ہم پر آگ کے شعلے برسائے گئے (جس کی وجہ سے ہم واپس آگئے ہیں) تو دوسرے شیاطین (جو زمین پر تھے) نے کہا: کسی عظیم واقعہ کی بنا پر آسمانی خبروں اور تمھارے درمیان رکاوٹ حائل ہوئی ہے، تم مشارق و مغارب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کیا واقعہ درپیش ہوا ہے۔ راوی نے

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [739]

کہا: جن شیاطین نے ''تہامہ'' کی طرف رخ کیا، وہ رسول کریم ﷺ کی طرف نخلہ مقام پر آئے، جب کہ آپ ﷺ کا عکاظ کے بازار کو جانے کا ارادہ تھا اور آپ ﷺ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو کان لگا لیے اور کہا: ہاں یہی قرآن ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنا ہے۔ پھر وہ وہاں سے اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا:

﴿ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴾ [الجن: 2,1]

''بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔''

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت: ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ﴾ [الجن:1] نازل فرمائی۔ آپ ﷺ کی طرف جنات کا قول وحی کیا گیا۔''

تو اس حدیث مبارک سے بداہتاً واضح ہوتا ہے کہ شیاطین و جنات عالم الغیب نہیں ہوتے، اسی لیے تو کہہ رہے تھے کہ کوئی عظیم واقعہ رونما ہوا ہے، اس کا سراغ لگاؤ۔ اگر عالم الغیب ہوتے تو وہ پہلے ہی سے جانتے ہوتے اور یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

131- کیا بخل کا خیال شیطان کی جانب سے ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴾ [البقرة: 268]

''شیطان تمھیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمھیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمھیں اپنی طرف سے بڑی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

شیطان انسان کو فقر کا خوف دلاتا ہے، تاکہ وہ اپنا خزانہ اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرے اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ مال خرچ کرنے سے تو فقیر و محتاج ہو جائے گا، لیکن اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس آیتِ کریمہ کے ذریعے اطمینان دلاتے ہیں کہ خرچ کرنے سے تم محتاج نہیں ہو گے۔

اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ میں بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل لامتناہی اور اس کا رزق لامحدود ہے۔ اللہ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔

132- کیا یہودیوں نے کہا کہ سلیمان بن داود علیہ السلام جادوگر تھے؟

جب قرآن مجید میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر نازل ہوا تو مدینے کے یہودیوں نے کہا: کیا تمھیں تعجب نہیں ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان بن داود کو نبی کہتا ہے؟ اللہ کی قسم وہ (سلیمان علیہ السلام) تو ایک جادوگر تھا، تو اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی، جس میں سلیمان علیہ السلام کی براءت کا ذکر کیا:

﴿ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا ﴾ [البقرة: 102]

''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔''[1]

[1] الجامع لأحكام القرآن [43/2] زاد المسير [122/1]

133- کیا شیطان انسان کو رسوا کرتا ہے؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾ [الفرقان: 29]

''بے شک اس نے تو مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا، اس کے بعد کہ میرے پاس آئی اور شیطان ہمیشہ انسان کو چھوڑ جانے والا ہے۔''

یعنی قرآنی احکام کے مجھ تک پہنچنے کے بعد اس نے مجھے قرآن سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾ [الفرقان: ٢٩]

یعنی شیطان حق سے دور کرتا اور پھیرتا ہے اور انسان کو باطل کاموں میں استعمال کرتا اور باطل کاموں ہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔

134- کیا جھگڑا شیطانی عمل ہے؟

جی ہاں! کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ﴾ [الحج: 3]

''اور لوگوں میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے بارے میں کچھ جانے بغیر جھگڑتا ہے اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے چلتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کو جھٹلانے والوں، اس کی

مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت کا انکار کرنے والوں اور انبیا علیہم السلام پر نازل شدہ شریعت سے اِعراض کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ ایسا شخص اپنے قول، انکار اور کفر میں جن و انس کے ہر سرکش شیطان کی اتباع کرنے والا ہے۔ حق سے اعراض کرنے والوں، گمراہ سرداروں کے اقوال کی اتباع کرنے والوں، اپنی خواہشات اور آرا کے ساتھ بدعات کی طرف دعوت دینے والے بدعتی لوگوں کا بھی یہی کردار ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ نے انھیں لوگوں کا تذکرہ کیا اور ان کی مذمت کی ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''باہمی جھگڑوں کو ترک کر دو، اس لیے کہ یہ بے سود کام ہے اور اس کے فتنے سے حفاظت ناممکن ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جھگڑا دلوں کو سخت کر دیتا اور کینوں کا موجب ہے۔''

بلال بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جب آپ کسی شخص کو بات بات پر جھگڑا کرنے والا اور اپنی رائے پر خوش ہونے والا دیکھیں، (تو سمجھ لیں) وہ مکمل خسارے میں ہے۔''

135- کیا گمراہی کا سبب شیطان ہے؟

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

[الأعراف: 30]

”ایک گروہ کو اس نے ہدایت دی اور ایک گروہ، ان پر گمراہی ثابت ہوچکی، بے شک انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا اور سمجھتے ہیں کہ یقیناً وہ ہدایت پانے والے ہیں۔“

کے مطابق گمراہی پر دلالت کرنے والے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ برخلاف اس شخص کے جس نے یہ گمان کر لیا کہ اللہ کسی بندے کو اس معصیت پر نہیں پکڑتا، جس کا اس نے ارتکاب کیا یا ایسی ضلالت پر جس کا اس نے عقیدہ رکھا، حتی کہ وہ اس کی صحیح حقیقت کو جان لے، پھر وہ اس میں اپنے رب کی دشمنی کرتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے، اس لیے کہ اگر ایسے ہوتا تو خود کو ہدایت پر سمجھنے والے گمراہ فریق اور ہدایت پرست فریق کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا، جب کہ اللہ نے ان کے درمیان فرق رکھا ہے اور ان کے علاحدہ علاحدہ احکام بیان فرمائے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی، تاکہ وہ جہان والوں کے لیے ہدایت کا راستہ ہو اور اس نے اپنے آخری رسول کو اس بات کا مکلّف ٹھہرایا کہ وہ مخلوق کے سامنے ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کو واضح کرے اور ہر عقلمند کے لیے حق و باطل دونوں راستوں کی نشان دہی کرے، مزید برآں اللہ نے انسان کو اس فطرت سے نوازا، جس کے ذریعے وہ حق و باطل کے درمیان تمیز کرے اور اس نے ہم پر شیاطین کو بطور آزمایش مسلط کیا ہے، پھر جو شیطان کی نافرمانی کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، یقیناً وہ کامیاب و کامران ٹھہرے گا اور جس نے شیطان کی اطاعت کی وہ گمراہ ٹھہرے گا اور تباہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴾ [الزلزل: 8,7]

''تو جو شخص ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ اور جو شخص ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔''

136- کیا مومنین کو غمگین کرنے والی سرگوشی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے؟

اس سوال کا جواب اللہ کے اس فرمان میں ہے:

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

[المجادلة: 10]

''یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔''

﴿اَلنَّجْوٰى﴾ سرگوشی کو کہتے ہیں، جس کے نتیجے میں کوئی مومن بدگمانی کا شکار ہوسکتا ہے۔ ﴿مِنَ الشَّيْطٰنِ﴾ شیطان کی جانب سے ہونے کا مطلب شیطان کا اسے مزین وخوبصورت بنا کر پیش کرنا ہے۔ ﴿لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ یعنی تاکہ وہ انھیں غم میں مبتلا کرے۔ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ

شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ میں اذن الٰہی سے مراد اللہ کی مشیت ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا علم ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے:

”جس نے اس (سرگوشی) سے کچھ بدگمانی محسوس کی، اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی پناہ مانگے اور اس پر توکل کرے، پھر اس کو وہ سرگوشی اللہ کے اذن کے بغیر کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ»[1]

”جب (کسی جگہ) تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو تیسرے سے الگ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔“

137- کیا غیر اللہ کی قسم بھی شیطان کی طرف سے ہے؟

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے لات وعُزیٰ کی قسم کھالی۔ میرے ساتھیوں نے مجھے کہا: تو نے بہت بری بات کی ہے، تو نے تو بیہودہ بات کی ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَانْفُثْ عَنْ شِمَالِكَ ثَلَاثًا، وَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، ثُمَّ لَا تَعُدْ »[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5930] صحيح مسلم [2183]

[2] سنن النسائي الكبرىٰ [245/6]

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ پڑھو اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوکو اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو اور آیندہ کبھی یہ کام نہ کرنا۔“

138- انسان کے خلاف شیطان کی مدد کرنا ممکن ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِضْرِبُوْهُ» ”اس کو مارو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے ہاتھ سے مارنے والا تھا تو کوئی اپنے جوتے کے ساتھ اور کوئی کپڑے کے ساتھ مارنے والا تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مڑے تو کچھ لوگ کہنے لگے: اللہ نے اسے رسوا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ» [1]

”ایسے نہ کہو! اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔“

139- شیطان اور سلیمان علیہ السلام کی دعا؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَأَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ (أَيْ: خَنَقْتُهُ) وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوْثِقَهُ إِلٰى سَارِيَةٍ حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6395]

قَوْلَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ))

''بلاشبہہ شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر اس نے سختی کی، تا کہ میری نماز کو کاٹ دے، پھر اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا تو میں نے اسے گریبان سے پکڑا اور اسے ایک ستون سے باندھنے کا پختہ ارادہ کرلیا، تا کہ صبح کے وقت تم بھی اسے دیکھو، لیکن مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی بات (دعا) یاد آ گئی۔'' انھوں نے کہا تھا:

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ [ص: 35]

''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔''

((فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا))[1]

''پھر اللہ نے اسے نامراد واپس کر دیا۔''

140- کیا شیطان آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں غور و فکر کرنے سے اولادِ آدم کو پھیرنے کی طاقت رکھتا ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي كَذَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ فَوْقِي فَإِذَا أَنَا بِرَعْدٍ وَ بَرْقٍ وَصَوَاعِقَ، وَأَتَيْتُ عَلَى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1152] صحيح مسلم، رقم الحديث [541]

قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا، فَلَمَّا نَزَلْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَنَظَرْتُ إِلَى أَسْفَلَ مِنِّي فَإِذَا أَنَا بِرَهَجٍ وَدُخَانٍ وَأَصْوَاتٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَآءِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلَى أَعْيُنِ بَنِي آدَمَ أَلَّا يَتَفَكَّرُوْا فِي مَلَكُوْتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَرَأَوُا الْعَجَائِبَ» [1]

''جس رات مجھے اسراء کا شرف حاصل ہوا، جب ہم ساتویں آسمان تک پہنچے تو میں نے اپنے اوپر دیکھا تو اچانک میں کڑک، چمک اور بادل کی گرجوں کے پاس تھا۔ میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس آیا، جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے اور ان کے پیٹوں میں سانپ تھے، جو باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے کہا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا: یہ سود خور ہیں۔ پھر جب میں آسمانِ دنیا کی طرف اترا تو اپنے نیچے کی طرف دیکھا تو اچانک میں گرد و غبار، دھویں اور کچھ آوازوں کے پاس تھا۔ میں نے کہا: جبریل یہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا: یہ وہ شیاطین ہیں، جو اولادِ آدم کی آنکھوں پر اس لیے طاری رہتے تھے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں غور و فکر نہ کر سکیں اور اگر (ان کا یہ کارنامہ) نہ ہوتا تو انسان بڑے عجائب دیکھ لیتے۔''

پس معلوم ہوا کہ شیاطین انسانوں کے لیے گھات لگائے ہوئے ہیں تاکہ وہ ایمان کے کسی بھی شعبے میں غور و فکر نہ کر سکیں۔ ان کے ایسا کرنے کی وجہ اولاد آدم سے ان کی عداوت ہے اور اس وہم کی بنا پر کہ ابلیس ۔لعنة الله۔ کو جنت سے دھتکارے جانے کا سبب ان کا باپ آدم ہی ہے۔

---

[1] مسند أحمد [353/1]

141- کیا شیطان نماز میں بھی حائل ہوسکتا ہے؟

جی ہاں! سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ شیطان میرے، میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہوتا ہے اور اسے مجھ پر خلط ملط کر دیتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ: خِنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا »[1]

''یہ ایک شیطان ہے، جسے خنزب کہا جاتا ہے۔ جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے۔ انھوں نے کہا: جب میں نے یہ کام کیا تو اللہ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔''

میرے بھائی! جان لے کہ یہ ظاہر و واضح دلیل ہے اور اس کی دلیل وہ بھی ہے، جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر (۱۳۳) کے تحت روایت کیا، ایمان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

« تِلْكَ مَحْضُ الإِيْمَانِ » ''یہ محض ایمان ہے۔''

مزید برآں کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہم اپنے دلوں میں ایسی باتیں بھی پاتے ہیں، جنھیں زبان پر لانا بہت بڑا (گناہ) سمجھا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

« وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟ » ''کیا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2203] مسند أحمد رقم الحديث [31614]

انھوں نے جواب دیا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاكَ صَرِيحُ الإِيمَانِ)) ''یہ تو صریح ایمان ہے۔''

142- کیا شیطان انسانی صورت میں زیادہ قوی ہے یا بصورت جن؟

شیطان بہ صورت انسان بہت زیادہ قوی ہے، کیوں کہ جن شیطان جب آپ ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ'' کہیں گے یا وہ کام کریں گے جو نبی اکرم ﷺ نے کیا، تو اپنے مشن سے دور بھاگے گا اور جب آپ اس پر سورۃ البقرہ پڑھیں گے تو ایسے ہو جائے گا، جیسے آپ نے اس کا کام تمام کر دینے والی کاری ضرب لگا دی۔

لیکن شیطان بہ صورت انسان، آپ جو مرضی اسے نصیحت کریں، کوئی اس سے بچنے والا کام کریں، یا سارا قرآن اس پر تلاوت کر دیں، وہ باز نہیں آئے گا۔ وہ زبانِ حال سے یہ کہتا ہے: میں ابلیس کے لشکروں میں سے ایک لشکر تھا، یہاں تک کہ مجھے اتنا عروج حاصل ہوا ہے کہ ابلیس میرا لشکر بن گیا ہے اور خود ابلیس کے تاثرات یہ ہوتے ہیں کہ میں لوگوں کو شر سکھاتا تھا، لیکن اب میں انھیں القا تو کرتا ہوں، لیکن طریقہ ان سے سیکھتا ہوں۔ کبھی شیطان کا حملہ کسی ذہین و فطین شخص پر ہوتا ہے، شیطان کے ساتھ خواہشات کی دلہن ہوتی ہے، جسے وہ بندے کے سامنے پیش کرتا ہے، بندہ اسے ڈھانپ لینے اور دیکھنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شیطان اسے اپنا قیدی بنا لیتا ہے۔

شیطان کا جال ان دنوں نوخیز لڑکیاں ہیں۔ جب کہ شر کے اور بھی بہت سے دروازے ہیں۔ أعاذنا اللہ منها.

143- جب شیطان میرے لیے گناہوں کو مزین کرے تو میں کیسے اس کا مقابلہ کروں؟

اللہ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴾ [النمل: 79]

''پس اللہ پر بھروسا کر، یقیناً تو واضح حق پر ہے۔''

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد سے کہا: تو شیطان سے کیسے بچے گا؟ شاگرد نے کہا: میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ انھوں نے کہا: اگر وہ پھر آ گیا تو؟ شاگرد نے کہا: میں اس کا مقابلہ کروں گا، میں پوری شدت اور ہمت سے اس کا مقابلہ کروں گا۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا:

''یہ کام اس طرح سے تجھ پر طویل ہوتا جائے گا، اس کا حل یہ ہے کہ تو شیطان کے رب کی پناہ مانگ، وہ تجھ سے اس کو دور کر دے گا۔

144- کیا شیطان جماعت کے ساتھ ہوتا ہے؟

نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ﴾ [آل عمران: 103]

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَالشَّيْطَانُ مَعَ مَنْ يُخَالِفُ الْجَمَاعَةَ» [1]

---

[1] سنن النسائي الصغرى [93,92/7] المعجم الكبير للطبراني [145,144/17] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے۔ سنن النسائي، رقم الحديث [3753]

''جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے جو جماعت کی مخالفت کرے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ وَحْدَهُ بِلَيْلٍ أَبَدًا»[1]

''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اکیلا رہنے میں کیا (ضرر) ہے تو کبھی کوئی رات کو تنہا نہ چلے۔''

145- کیا شیطان ہمارے خواب میں آ سکتا ہے؟

بعض لوگوں کے پاس کبھی کبھار خواب میں آ جاتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا: میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا اور فرمایا:

«لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ»[2]

''شیطان کے خواب میں اپنے ساتھ کھیلنے کی خبر نہ دے۔''

146- کیا کفر کی بلندی شیطان سے ہے؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2998]

[2] صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، رقم الحديث [2268]

«رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ»[1]

''کفر کا سر اُدھر ہے، جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔''

اس سے آپ ﷺ کی مراد مشرق تھی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

«اَلْفِتْنَةُ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ»

''فتنہ وہاں سے برپا ہوگا، جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔''

147- کیا منافقین کی نماز کے ساتھ شیطان کا کوئی تعلق ہے؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا»[2]

''یہ منافقین کی نماز ہے کہ آدمی بیٹھا رہتا اور سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔''

148- شیطان اور سیاہ رنگ کا کیا تعلق ہے؟

جی ہاں! امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جن متعدد صورتیں اختیار کر سکتے ہیں اور سیاہ رنگ بہ نسبت دیگر

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [5170]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [622] موطأ الإمام مالك [ص: 65]

رنگوں کے شیطانی قوتوں کو زیادہ جمع کرنے والا ہے اور اس میں قوتِ حرارت موجود ہوتی ہے۔‘‘[1]

149- کیا شیطان کا کوئی گروہ بھی ہوتا ہے؟

جی ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ [الفاطر: 6]

’’بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔‘‘

یعنی وہ دشمنی میں تمھارے مدمقابل کھڑا ہے، اس لیے تم اس سے بڑھ کر اس سے عداوت رکھو اور جن چیزوں میں وہ تمھیں دھوکا دیتا ہے، ان میں تم اس کی مخالفت و تکذیب کرو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ یعنی بلاشبہہ تمھیں گمراہ کرنا اس کا مقصود ہے، یہاں تک کہ تم اس کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ پس تم اس آیت میں مذکور اللہ کے حکم:

﴿ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [الفاطر: 5]

’’تو کہیں دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ

---

[1] رسالة الجن [ص: 41]

دھوکے باز تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکا نہ دے جائے۔''

کی اتباع کو لازم پکڑو اور اس کے رسولوں کے راستے پر چل پڑو، بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر اور قبول کرنے کے لائق ہے۔

150- کیا معاصی شیطان کی طرف سے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

«إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ، فَاجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ عَنْ دِينِهِمْ»[1]

''بلاشبہ میں نے اپنے بندوں کو توحید والے پیدا کیا، پھر شیاطین نے انھیں ان کے دین سے پھیر دیا۔''

''فَاجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ'' کا معنی یہ ہے کہ شیاطین نے ان کو دین حق کے منہج سے روکا اور ان کے لیے کفر و معاصی کو مزین کیا۔

151- طاغوت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا﴾ [النسآء: 60]

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے

---

[1] صحیح مسلم [2197/4]

نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔"

مذکورہ آیت میں اللہ عزوجل کی طرف سے ایسے شخص کے ایمان کی نفی ہے، جو رسولِ کریم ﷺ اور سابقہ انبیا پر نازل شدہ شریعت پر ایماندار ہونے کے دعوے کے ساتھ ساتھ اپنا فیصلہ قرآن و سنت کے بجائے غیر کی طرف لے کر جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت عام ہے اور ہر اس شخص کی مذمت کرنے والی ہے، جو کتاب و سنت سے پھر گیا اور ان کے ماسوا یعنی باطل کی طرف فیصلہ لے گیا۔ یہاں طاغوت سے مراد یہی ہے، جو قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا، اسی لیے اللہ نے فرمایا:

﴿ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾

"چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔"

152- کیا رمضان میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ »[1]

[1] سنن الترمذي [682] سنن ابن ماجه [1642] صحيح ابن خزيمة [188/3] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحيح الجامع" رقم الحديث [759] میں حسن کہا ہے۔

''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ »[1]

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر لیا جاتا ہے۔''

153- اللہ کے فرمان: ﴿اَلَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ کی تفسیر کیا ہے؟

﴿ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴾

[حم، السجدة: 29]

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہیں گے اے ہمارے رب! تو ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ دونوں دکھا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم انھیں اپنے قدموں کے نیچے ڈالیں، تاکہ وہ سب سے نچلے لوگوں سے ہو جائیں۔''

سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کہا گیا: ﴿اَلَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا﴾ سے کون لوگ مراد ہیں تو انھوں نے جواب دیا ''ابلیس اور وہ ابن آدم جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3103] صحيح مسلم [1079]

پس ابلیس اس کے ساتھ ہر مشرک کو دعوت دیتا ہے اور آدم کا بیٹا کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو، پھر ابلیس شر اور شرک اور اس سے کم کی طرف دعوت دیتا ہے اور ابن آدم، زمین پر کوئی بھی ظلم سے قتل ہو تو آدم کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا بوجھ ہوتا ہے، کیوں کہ سب سے پہلے اسی نے قتل شروع کیا۔ ﴿نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا﴾ یعنی وہ ہم سے نیچے ہوں، تاکہ انھیں ہم سے زیادہ عذاب ہو۔ ﴿لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ یعنی آگ کے نچلے گڑھے میں ہوں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! تو نے نماز ادا کرلی ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھڑا ہو اور نماز پڑھ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اٹھا اور نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَا أَبَا ذَرٍّ! تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِيْنِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ»

''ابوذر رضی اللہ عنہ! انس و جن کے شیاطین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نماز کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُ مَوْضُوْعٍ مَنْ شَاءَ أَقَلَّ وَ مَنْ شَاءَ أَكْثَرَ»

''بہترین وضع کردہ امر ہے، جو چاہے اسے کم کرے اور جو چاہے زیادہ کرے۔''

میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روزہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ فَرْضٌ مُجْزِئٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَزِيْدٌ ﴾

''بہترین جزا والا فریضہ ہے اور اللہ کے ہاں مزید (اجر بھی) ہے۔''

میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! صدقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ ﴾ ''کئی گنا بڑھایا ہوا اجر۔''

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان میں سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ جُهْدٌ مِنْ مُّقِلٍّ أَوْ سِرٌّ إِلَى فَقِيْرٍ ﴾

''کم مال والے کا کوشش کرنا یا فقیر کی طرف جانا۔''

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! انبیا میں سب سے پہلے کون تھا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ آدَمُ ﴾ ''آدم علیہ السلام۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ نَعَمْ! نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ ﴾ ''ہاں وہ نبی تھے، ان سے کلام ہوتا تھا۔''

ابوذر کہتے ہیں: پھر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! رسولوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَ بِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا ﴾[1]

''تین سو دس سے کچھ اوپر، ایک بڑی جماعت۔''

154- کیا شیطان پانی میں بھی پایا جاتا ہے؟

﴿ وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴾ [الأنبياء: 82]

[1] مسند أحمد [179/5]

''اور کئی شیطان جو اس کے لیے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے علاوہ کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی حکومت اور جنات کا ان کے ماتحت ہونے کا ذکر کیا ہے کہ جنات ان کے لیے پانی سے ہیرے، جواہرات وغیرہ نکالتے تھے۔ ﴿وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ یعنی اللہ نے انھیں اس بات سے محفوظ رکھا تھا کہ شیاطین میں سے کوئی انھیں نقصان پہنچائے، بلکہ تمام ان کی مٹھی میں اور ان کے زیر تسلط تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب جانے کی جسارت نہ رکھتا تھا، بلکہ وہی ان کے تمام کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ جس کو چاہتے آزاد چھوڑ دیتے اور جسے چاہتے قید کر لیتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ [ص: 38,37]

''اور شیطانوں کو، جو ہر طرح کے ماہر معمار اور ماہر غوطہ خور تھے۔ اور کچھ اوروں کو بھی (تابع کر دیا) جو بیڑیوں میں اکٹھے جکڑے ہوئے تھے۔''

یعنی ان سے کچھ ایسے تھے جو حیران کن عمارتیں یعنی کمرے، مورتیاں، حوضوں کی طرح بڑے بڑے ٹب اور ایک جگہ رہنے والی بڑی دیگیں وغیرہ بناتے تھے اور ایسے مشکل کام بجا لاتے جن پر کوئی انسان قدرت نہ رکھتا تھا۔ ایک گروہ ایسا تھا جو سمندروں میں غوطے لگاتے اور اس سے ہیرے، جواہرات اور دیگر عمدہ چیزیں نکالتے تھے۔

155- شیطان کا قاضی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

شیطان لازمی طور پر ظلم کرنے والے قاضی کے ساتھ ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ» [1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے، پھر جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ اس سے علاحدہ ہو جاتا ہے اور شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادتی کرنا ظلم کی ایک شاخ ہے اور ظلم گناہوں کی شاخوں میں سے بڑی شاخ ہے۔ معاصی کا ارتکاب شیطان کے پسندیدہ امور میں سے ہے۔ ہر ساتھی اپنے ساتھی ہی سے ملتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں عدل کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ [المائدة: 8]

"اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

156- کیا صدقہ اور شیطان کے درمیان بھی کوئی تعلق ہے؟

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الأحكام، رقم الحديث [1330] المستدرك للحاكم [93/4] السنن الكبرىٰ للبيهقي [134/10]

«مَا يُخْرِجُ رَجُلٌ شَيْئًا مِنَ الصَّدَقَةِ حَتَّى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيَيْ سَبْعِينَ شَيْطَانًا»[1]

''آدمی جو بھی صدقہ نکالتا ہے، وہ اسے ستر شیاطین کے جبڑوں سے چھڑا کر ہی نکالتا ہے۔''

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے صدقہ کرتا ہے تو شیاطین کو شدید جھٹکا لگتا ہے اور انھیں اپنی تمام کوششیں رائیگاں ہوتی دکھائی دیتی ہیں، کیوں کہ ان کی حرص یہ ہوتی ہے کہ مسلمان بخیل ہو جائیں اور صدقہ نہ کریں۔

157- کیا شیطان روتا بھی ہے؟

ہاں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ»[2]

''جب ابن آدم آیتِ سجدہ تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم

---

[1] مسند أحمد [350/5] رقم الحديث [23021] صحيح ابن خزيمة [2/248/1] المعجم الأوسط للطبراني [1/90/1] المستدرك للحاكم، رقم الحديث [577/1] رقم الحديث [1521] البيهقي في شعب الإيمان، رقم الحديث [257/3] رقم الحديث [3474] علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''السلسلة الصحيحة'' [264/3] میں اسے صحیح کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، رقم الحديث [61]

ملا، اس نے سجدہ کیا، پس اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا، پس میرے لیے آگ ہے۔"

158- کیا کلمہ "لو" (اگر) کہنا شیطان کی طرف سے ہے؟

جی ہاں! ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《 اِسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّيْ فَعَلْتُ كَذَا لَمْ يُصِبْنِيْ كَذَا. وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ 》[1]

"اللہ سے مدد مانگ اور عاجز نہ آنا اور اگر تجھے کوئی نقصان پہنچے تو ایسے نہ کہہ: اگر میں ایسے کرتا تو مجھے ایسے نہ ہوتا، بلکہ کہہ: اللہ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا، کر دیا۔ پس بے شک "اگر" کا لفظ شیطان کا عمل کھول دیتا ہے۔"

159- کیا شیطان ایک جوتے میں چلتا ہے؟

جی ہاں! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《 لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا 》[2]

"تم میں سے کوئی ایک جوتے میں نہ چلے یا دونوں کو اتار دے یا دونوں کو پہن لے۔"

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2664]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [77]

امام ابن العربی نے کہا:

''اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایسے چلنا شیطان کا طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔''[1]

160- کیا سیاہ کتا شیطان ہے؟

جی ہاں! سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کے قتل کا حکم دیا۔ حتی کہ عورت دیہات سے بھی کتا اپنے ساتھ لاتی تو ہم اسے قتل کر دیتے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل سے منع کر دیا اور فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ»[2]

''خالص سیاہ دو نشانوں والے کو قتل کے لیے لازم پکڑو، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔''

دو نقطوں والے سے مراد یہ ہے کہ اس کی آنکھوں کے اوپر دو نشان ہوتے ہیں، جو عام مشاہدے میں آسکتے ہیں۔

161- شیطان کے سینگ کہاں طلوع ہوتے ہیں؟

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا:

« اَلْإِيمَانُ يمان هَاهُنَا، أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ

[1] فتح الباري [322/1]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [1572]

فِي رَبِيعَةَ وَ مُضَرَ »[1]

''ایمان یمن میں ہے، خبردار بلاشبہ دلوں کی سختی اونٹوں کی دُموں کے پاس چلانے والوں میں ہے، جہاں شیطان کے دو سینگ طلوع ہوتے ہیں، ربیعہ اور مضر میں۔''

نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف جو بات کہتے ہوئے اشارہ کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کی کان غالباً اہلِ یمن میں ہے۔ لیکن زرعی اراضی اور مال مویشی رکھنے والے وہ لوگ جنھوں نے زمین ہی کو جائے قرار ٹھہرایا اور اسے ہی دائمی خیال کیا، وہاں شیطان باطل کی طرف دعوت دینے کے لیے میدان بناتا اور اپنے جھنڈے گاڑتا ہے اور انھیں حق سے پھیرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ انھیں لوگوں میں سے جو اس کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، مضر اور ربیعہ قبیلے کے لوگ ہیں۔ إلا من رحم الله.

162- میرے گھر میں کوئی سانپ ہو، تو کیا وہ شیطان ہے اور میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ﴾ [النمل: 10]

''تو جب اس نے اسے دیکھا کہ حرکت کر رہی ہے، جیسے وہ ایک سانپ ہے۔''

حدیث میں آتا ہے:

[1] صحيح البخاري [59] رقم الحديث [3302]

«نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ»[1]

"اور بلاشبہہ نبی مکرم ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے۔"

گھریلو سانپوں کو تین بار وارننگ دی جائے، پھر اگر وہ نہ نکلیں تو قتل کر دیے جائیں۔

163- کیا شیطان نماز سے (خشوع) چھینتا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر جھانکنے کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ»[2]

"یہ چھین لینا ہے، جس کے ذریعے سے شیطان بندے کی نماز سے (خشوع) چھین لیتا ہے۔"

164- کیا شیطان صفوں کے درمیان داخل ہوتا ہے؟

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ»[3]

"صفیں سیدھی کرو، کندھوں کو برابر رکھو، خالی جگہیں پُر کرو، اپنے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3135] صحيح مسلم [2223]

[2] صحيح البخاري مع فتح الباري [2/365/652]

[3] **صحيح**. سنن أبي داود مع عون المعبود [2/652,365]

بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ۔ اور شیطان کے لیے خالی جگہیں نہ چھوڑو اور جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹ دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خِلَالِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ »[1]

''اپنی صفیں مضبوط کرو، انھیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو برابر کرو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں شیطان کو صف کے درمیان داخل ہوتے دیکھتا ہوں، گویا وہ بکری کا چھوٹا بچہ ہے۔''

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَأَبَسَّ بِهِ كَمَا يُبِسُّ الرَّجُلُ بِدَابَّتِهِ، فَإِذَا سَكَنَ لَهُ زَنَقَهُ أَوْ أَلْجَمَهُ »[2]

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہوتا ہے تو شیطان آتا اور اس کو ہانکتا ہے، جیسے آدمی اپنے چوپائے کو ہانکتا ہے۔ جب وہ بندہ اس کے لیے (نماز سے) رک جاتا ہے تو وہ اسے تسمہ یا لگام ڈال لیتا ہے۔''

پس ضروری ہے کہ تو اپنے ساتھ صف میں شامل ہونے والے بھائی کے لیے نرمی اختیار کرنے والا ہو، کیوں کہ نرم رویہ اختیار کرنا اور آسانی کرنا ہی ایک

---

[1] سنن أبي داود [366,653/2] سنن النسائي [92/2]

[2] مسند أحمد [330/2]

مسلمان کی شان ہے۔ مسجد میں تو اس کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے، تاکہ صف بندی صحیح طریقے سے ہو اور صف میں شیطان کو داخل ہونے کی جگہ نہ مل سکے۔

165- شیطان منافق کے ساتھ نماز میں کیا سلوک کرتا ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ» وَقَالَ ﷺ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا» [1]

"اللہ ایسے بندے کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتا، جو اپنے رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ منافقین کی نماز ہے، جو سورج کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے، پھر یہ کھڑا ہوتا اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں بہت کم اللہ کا ذکر کرتا ہے۔"

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ، خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ» [2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [622]

[2] مسند أحمد [274/4] رقم الحديث [18438] أبو عبيد في فضائل القرآن [37/2] رقم الحديث [425]

''یقیناً اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس نے اس کتاب سے دو آیتیں نازل کیں، جن سے اس نے سورۃ البقرۃ کا اختتام کیا۔ جس گھر میں بھی وہ آیات تین راتیں پڑھی جائیں شیطان اس گھر کے قریب نہیں جا سکتا۔''

166- شیطان اذان سن کر اور نماز کے وقت کیا کرتا ہے؟

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ بے شک سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

''إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ وَ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.''[1]

''میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو بکریوں اور جنگل سے بڑا پیار ہے، جب آپ بکریوں اور جنگل میں ہوں، نماز کے لیے اذان دیں تو اپنی آواز بلند کریں، اس لیے کہ جہاں تک موذن کی آواز کو کوئی جن یا کوئی انسان وغیرہ سنے گا تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دے گا۔''

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ

[1] صحيح البخاري [151/1]

التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى» [1]

''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتے ہوئے وہاں تک بھاگ جاتا ہے، جہاں اذان کی آواز سنائی نہ دے، پھر جب اذان مکمل ہو جائے تو لوٹ آتا ہے، پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے بھاگ جاتا ہے، پھر جب اقامت مکمل ہو جائے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر آدمی اور اس کے نفس کے درمیان حائل ہو کر کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں چیز یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں جو کبھی یاد نہ بھی آتی ہوں۔ (یاد کروا دیتا ہے) حتی کہ آدمی کی کیفیت ایسے ہو جاتی ہے کہ اسے علم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔''

167- مسیح ابن مریم علیہ السلام اور دجال کے خروج کے وقت شیطان کا کیا کردار ہوگا؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سُبُوا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ.

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [583] صحيح مسلم، رقم الحديث [389]

فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا، وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ هُمْ إِخْوَانُنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيُهْزَمُ الثُّلُثُ لَا يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثٌ هُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا، فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ. فَيَخْرُجُونَ، وَذٰلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاؤُوا الشَّامَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَعُدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ» [1]

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، حتی کہ اہلِ روم اعماق یا دابق میں اتریں گے، پھر اس زمانے کے سب سے بہترین لوگ مدینے سے ایک لشکر کی صورت میں ان کی طرف نکلیں گے، پھر جب وہ صف بستہ ہوں گے تو رومی کہیں گے: ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ، جو ہم میں سے قید ہوئے، تا کہ ہم ان سے لڑائی کریں، مسلمان کہیں گے: ایسے نہیں ہوگا، اللہ کی قسم ہم تمھارے اور ان لوگوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے، جو ہمارے بھائی ہیں۔ پھر وہ ان سے لڑیں گے، لشکر کا تیسرا حصہ شکست کھا کر بھاگے گا،

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2897]

اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا، تیسرا حصہ قتل کیا جائے گا، وہ اللہ کے ہاں سب سے افضل شہید ہونگے اور تہائی حصہ فتح پائے گا، جو پھر کبھی فتنے میں مبتلا نہ ہونگے۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے، وہ غنیمتیں تقسیم کر رہے ہوں گے اور انھوں نے اپنی تلواریں زیتون کے ساتھ لٹکا دی ہونگی کہ اچانک ان میں شیطان چیخ کر کہے گا: بلاشبہہ مسیح دجال تمھارے گھروں تک پہنچ گیا ہے۔ وہ وہاں سے نکل پڑیں گے، لیکن یہ بات جھوٹی ہوگی، پھر جب وہ شام آئیں گے تو اس (دجال) کا خروج ہوگا۔ پھر جب وہ قتال کی تیاری کر کے صفیں درست کریں گے، نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی، تو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور ان کی امامت کروائیں گے۔ پھر جب اللہ کا دشمن انھیں دیکھے گا تو نمک کے پانی میں گھلنے کی مانند گھل جائے گا، پھر اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اسی حالت پر بھی چھوڑ دیں تو پگھل کر ہی ہلاک ہو جائے۔ لیکن اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے اسے قتل کروائے گا، پھر وہ مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔"

168- ﴿ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴾ کی تفسیر کیا ہے؟

﴿ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴾ [الشعرآء: 222,221]

"کیا میں تمھیں بتاؤں شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر زبردست

جھوٹے، سخت گناہ گار پر اترتے ہیں۔"

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ﴾ "هَلْ أُخْبِرُكُمْ" (کیا میں تمھیں خبر دوں) کے معنی میں ہے۔ ﴿أَفَّاكٍ﴾ یعنی اپنی بات میں جھوٹا اور ﴿أَثِيمٍ﴾ اپنے افعال میں فاجر ہے۔

پھر جس شخص میں مذکورہ صفات وافر ہوں۔ اس پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے، اس لیے اس کی حالت شیطان کے مشابہ ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی صفات میں اس (شیاطین) کے قریب ہو جاتا ہے۔ بذات خود شیاطین کے لیے غلبہ نہیں ہے، وہ اللہ کے نیک بندوں پر غلبہ نہیں پا سکتے، بلکہ فسق و فجور میں مبتلا افراد پر ہی غالب آتے ہیں۔

مذکورہ آیت رب العالمین کی راہ سے دور ہونے والوں کے شیطان کے قریب ہونے کی دلیل ہے۔[1]

169- ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ کی کیا تفسیر ہے؟

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [الإسراء: 27,26]

"اور رشتے دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔"

[1] تفسیر القرآن العظیم [341/3]

﴿وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ میں فضول خرچی سے ممانعت ہے۔ ''تبذیر'' ناحق کاموں میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں، لہٰذا اگر وہ اپنا سارا مال خیر کے کام میں خرچ کرے تو اسے ''مبذر'' (فضول خرچ) نہیں کہیں گے۔[1]

اگر وہ حرام میں ایک درہم بھی خرچ کرے گا تو فضول خرچ ہوگا۔

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ میں فضول خرچوں کو شیاطین کے بھائی قرار دینے سے مراد ان لوگوں کے فضول خرچی، بیوقوفی، اللہ کی نافرمانی اور معاصی کے ارتکاب میں شیاطین کے مشابہ ہونا ہے، اسی لیے فرمایا: ''اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے'' یعنی انکاری ہے اس لیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی، لیکن اس نے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کیا۔

170- کیا کافروں نے یہ بھی کہا ہے کہ ''قرآن شیطان کی طرف سے ہے؟''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴾ [التکویر: 25]

''اور وہ ہرگز کسی مردود شیطان کا کلام نہیں۔''

یعنی یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں ہے، یعنی نہ تو وہ اس کا متحمل ہوسکتا ہے نہ اس کا ارادہ رکھتا اور نہ اس قابل ہے، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ﴾ [الشعرآء: 210-212]

[1] الجامع للأحكام القرآن [3975/5]

''اور اسے لے کر شیاطین نہیں اترے۔ اور نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ یہ کر سکتے ہیں۔ بلاشبہہ وہ تو سننے ہی سے الگ کیے ہوئے ہیں۔''

171- کیا شیطان فطرت میں خرابی کا سبب بنتا ہے؟

ہاں، عیاض بن حمار المجاشعی سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، جس کا کچھ اقتباس مندرجہ ذیل ہے:

«أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا»[1]

''خبردار! بلاشبہہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ باتیں سکھاؤں، جن سے تم ناواقف ہو جو اللہ نے مجھے آج سکھائی ہیں، وہ یہ ہیں کہ ہر مال جو میں بندے کو عطا کروں وہ حلال ہے اور بلاشبہہ ان کے پاس شیطان آتے ہیں، جو انھیں ان کے دین سے پھیرتے ہیں اور ان پر میری حلال کردہ چیزوں کو حرام کر دیتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک ٹھہرائیں، جس کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔''

[1] صحيح مسلم [2197/4] رقم الحديث [2865] سنن النسائي [26/5] صحيح ابن حبان [425/2]

172- میں کیسے اپنے آپ کو شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہوں؟

اللہ کے ذکر سے، سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ يَحْيىٰ بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَّعْمَلَ بِهَا، وَيَأْمُرَ بَنِي إِسَرَائِيلَ أَنْ يَّعْمَلُوا بِهَا» وَذَكَرَ مِنْهَا:

«وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِيْ أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِيْنٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ» [1]

"بلاشبہ اللہ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات سکھائے، تاکہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیں (پانچ میں سے) ایک بات یہ تھی:

"اور میں تمھیں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں اس (ذکر) کی مثال اس آدمی جیسی ہے، جس کے تعاقب میں دشمن بڑی تیزی سے نکلا، لیکن وہ ایک مضبوط قلعے میں آیا اور اپنی ذات کو ان سے محفوظ کرلیا۔ اسی طرح سے بندہ اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی کام کے ساتھ اپنے آپ کو شیطان سے نہیں بچا سکتا۔"

ذکر کے الٰہی فوائد بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً:

① ذکر شیطان کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

---

[1] مسند أحمد [202/4] سنن الترمذي، رقم الحديث [2872]

② اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
③ دل سے فکر و غم کو زائل کرتا اور اسے سرور اور چستی دلاتا ہے۔
④ قلب و بدن کو تقویت پہنچاتا ہے۔
⑤ چہرے کو منور کرتا ہے۔
⑥ رزق کی کشادگی کا ذریعہ ہے۔
⑦ ذکر کرنے والے کو اللہ رعب، مٹھاس اور تر و تازگی کا لباس پہناتا ہے۔
⑧ بندے کو اپنی محبت عطا کرتا ہے۔[1]

ذکر دل کے لیے ایسے ہی ہے، جیسے مچھلی کے لیے پانی۔ مچھلی کو جب پانی سے باہر نکال دیا جائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ ذکر دل کو پاکیزگی کا وارث بناتا ہے۔ غفلت کی وجہ سے زنگ آلود دل کی صفائی اس ذکر اور استغفار ہی سے ہوتی ہے۔

بندے اور اس کے رب کے درمیان وحشت کا معاملہ اس سے زائل ہو جاتا ہے۔ ذکر کی بدولت فرشتے اترتے ہیں اور یہ اللہ کی راہ میں تلوار چلانے کے برابر ہے۔ جو کثرت سے ذکر کرے گا، وہ نفاق سے بَری ہو جائے گا۔[2]

173- مجھے شیاطین سے ڈر لگتا ہے، مجھے کیا کرنا چاہیے؟

درج ذیل دعا بہ کثرت پڑھو، سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ»[3]

---

① الوابل الصيب لابن القيم [ص: 5]
② یہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام ہے۔
③ سنن أبي داود [89/2] رقم الحديث [1537] امام حاکم اور امام ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

''اے اللہ! ہم ان کے مقابلے میں تجھے ہی کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ فُلَانٍ وَ أَحْزَابِهِ وَأَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ، أَنْ يُّفْرِطُوْا عَلَيَّ وَأَنْ يَطْغَوْا، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ» [1]

''اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کے رب، تو فلاں اور اس کے لشکروں اور اس جیسے دیگر جن و انس کے مجھ پر زیادتی اور سرکشی کرنے سے میرا محافظ بن جا۔ تیری پناہ غالب ہے، تیری ثنا کا بڑا مقام ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ» [2]

''اے اللہ! اے کتاب کو نازل کرنے والے! جلد حساب لینے والے! لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! انھیں شکست دے اور انھیں تباہ کر دے۔''

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) الأدب المفرد [707] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''الأدب المفرد'' رقم الحديث [545] میں صحیح کہا ہے۔

(2) صحيح مسلم [1362/3] رقم الحديث [1742]

«اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ»[1]

''اے اللہ! مجھے ان کے مقابلے میں کافی ہو جا، جیسے تو چاہے۔''

174-وہ کون ہے جسے اللہ نے شیطان سے پناہ دی؟

وہ عمار بن یاسر ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا:

علقمہ رحمہ اللہ شام گئے۔ وہاں جب مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے دعا کی: اے اللہ مجھے نیک ہم مجلس نصیب فرما۔ پھر وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کن لوگوں سے ہیں؟ انھوں نے کہا: اہل کوفہ سے۔ انھوں نے کہا: کیا تم میں اُس راز والا موجود نہیں، جس راز کو اس کے بغیر کوئی نہیں جانتا؟ (وہ اس سے مراد حذیفہ رضی اللہ عنہ لے رہے تھے) علقمہ کہتے ہیں: میں نے کہا: کیوں نہیں، وہ ہم میں موجود ہیں، پھر انھوں نے پوچھا: کیا تم میں وہ جن کو اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے محفوظ رکھا، یعنی عمار رضی اللہ عنہ موجود نہیں؟ میں نے کہا: وہ بھی موجود ہیں، پھر انھوں نے پوچھا: کیا تم میں وہ موجود نہیں جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک، تکیے اور چارپائی کا انتظام کرنے والے تھے؟ علقمہ کہتے ہیں:

مَیں نے کہا: وہ بھی ہیں، پھر انھوں نے پوچھا: عبداللہ رضی اللہ عنہ ﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی﴾؟ کیسے پڑھتے تھے، میں نے کہا: ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰی﴾ انھوں نے کہا: یہ لوگ میرے ساتھ (اس معاملے میں) مشغول رہیں گے، حتی کہ مجھے اس چیز سے پھسلا دیں، جسے میں نے خود رسول اللہ سے سنا۔[2]

---

[1] صحیح مسلم [2300/3] رقم الحدیث [3005]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [62] کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عمار و حذیفة، رقم الحدیث [20]

175- کونسا عمل شیطان پر لوہے سے زیادہ شدید ہے؟

تشہد میں انگشتِ شہادت کو حرکت دینا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اس پر نظر رکھتے۔ پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ» [1]

''یہ شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔'' یعنی دورانِ تشہد انگشتِ شہادت کو حرکت دینا۔

176- شیطان مجھ سے کیسے دور ہو سکتا ہے؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ: بِاسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. يُقَالُ لَهُ: هُدِيتَ، وَكُفِيتَ، وَوُقِيتَ، وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ» [2]

''جس شخص نے گھر سے نکلتے ہوئے کہا: ''بِاسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' اللہ کے نام کے ساتھ (میں گھر سے نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسا کیا، نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اللہ کے سوا نہیں ہے) اسے کہا جاتا ہے: تو ہدایت دیا گیا، تو کفایت کیا گیا اور تو بچایا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔''

---

[1] صفة الصلاة [ص: 140]

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث [2419] سنن أبي داود مع عون المعبود [437,5073/13] سنن الترمذي، رقم الحديث [154,3486/5]

177- نماز کے سترے کے ساتھ شیطان کا کیا تعلق ہے؟

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ »[1]

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو۔ شیطان اس پر اس کی نماز کو نہیں کاٹے گا۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ »[2]

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے آگے سے کسی کو گزرنے نہ دے اور حسبِ طاقت اسے روکے، پھر اگر وہ انکار کرے تو وہ اس سے لڑائی کرے، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔''

ان دونوں روایتوں کی روشنی میں ثابت ہوا کہ سترہ رکھنا ضروری ہے، وگرنہ شیطان نماز کو کاٹ دیتا ہے۔

178- کیا زوجیت کے راز کو افشا کرنا شیطان کی طرف سے ہے؟

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں

[1] سنن النسائي، رقم الحديث [723] المستدرك للحاكم [251/1] سنن أبي داود، رقم الحديث [388,681]

[2] صحيح مسلم [505,362/1] مختصر صحيح مسلم، رقم الحديث [338]

اور دیگر مرد اور عورتیں بھی وہاں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَعَلَّ رَجُلًا يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُهُ بِأَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا » فَأَرَمَّ الْقَوْمُ (أَيْ سَكَتُوْا) فَقُلْتُ: إِيْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّهُنَّ لَيَفْعَلْنَ، وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُوْنَ، قَالَ: « فَلَا تَفْعَلُوْا، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِثْلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِيْ طَرِيْقٍ فَغَشِيَهَا، وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ »[1]

''شاید کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ کرنے والے معاملے کو بیان کرتا ہو؟ شاید کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ کرنے والے معاملے کو بیان کرتی ہو؟ سبھی لوگ خاموش رہے۔ میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول! یقیناً وہ ایسے کرتی ہیں اور یقیناً وہ مرد بھی ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو، بلاشبہہ اس کی مثال شیطان جیسی ہے، جو کسی راستے میں کسی شیطانہ کو ملتا اور لوگوں کے سامنے ہی اس کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے۔''

179- کیا شیطان آسمان میں فرشتوں کے درمیان گردش کرنے والی خبروں کی، نبی ﷺ کی بعثت کے بعد، کوئی پہچان رکھتا ہے؟

نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴾ [الحجر: 17]

''اور ہم نے اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔''

[1] صحيح. آداب الزفاف [ص: 72] الفتح الرباني [223,237/16]

یعنی اللہ نے آسمان کی حفاظت کے لیے شہابے پیدا کیے، جو سرکش شیاطین سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، تاکہ وہ ملأ اعلیٰ کی بات کی سماعت سے محروم رہیں۔ جو شیطان سرکشی اختیار کرے اور بات کو چرانے کے لیے ان سے آگے بڑھے، اس کے پاس واضح شہابیہ آتا اور اسے جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ کبھی کبھار وہ اپنے سے نچلے تک کوئی کلمہ القا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ دوسرا اسے لیتا اور اپنے دوست تک پہنچا دیتا ہے۔

180- بیعتِ عقبہ میں شیطان نے کیا کارنامہ کیا؟

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو شیطان نے گھاٹی کی بلندی سے نہایت بلند آواز کے ساتھ پکارا کہ خیمے والو! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نمٹو گے؟ اس وقت بے دین اس کے ساتھ ہیں اور وہ تم سے لڑنے کے لیے جمع ہیں۔ کعب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هٰذَا أَزَبُّ الْعَقَبَةِ، هٰذَا ابْنُ أَزْيَبٍ، قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ: ابْنُ أُزَيْبٍ: أَ تَسْمَعُ، أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ، أَمَا وَاللّٰهِ لأَفْرُغَنَّ لَكَ»[1]

”یہ اس گھاٹی کا زہریلا ہے، یہ سانپ کا بچہ ہے۔ ابن ہشام نے کہا (ابن اَزیب کو) ابن اُزیب کہا جاتا ہے۔ کیا تو سن رہا ہے؟ اللہ کی قسم! اللہ کے دشمن! میں تیرے لیے جلد ہی فارغ ہو رہا ہوں۔“

181- معرکہ بدر میں شیطان نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] مسند أحمد [362,361/3]

﴿ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴾ [الأنفال: 11]

''جب وہ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا، اپنی طرف سے خوف دور کرنے کے لیے اور تم پر آسمان سے پانی اتارتا تھا، تاکہ اس کے ساتھ تمھیں پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کرے اور تاکہ تمھارے دلوں پر مضبوط گرہ باندھے اور اس کے ساتھ قدموں کو جما دے۔''

مذکورہ آیت میں اللہ مسلمانوں کو وہ انعام یاد دلا رہے ہیں، جو اس نے ان پر اونگ ڈال کر کیا، جو ان کے لیے امان کا پروانہ ثابت ہوئی اور اُن پر دشمن کی کثرت کا خوف نہ رہا۔

﴿ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ﴾ یعنی معرکہ بدر میں مسلمانوں اور پانی کے درمیان ریت کے ڈھیر تھے اور مسلمانوں کو سخت کمزوری نے آلیا، شیطان نے ان کے دلوں میں غصہ ڈال دیا۔ وہ ان میں یہ وسوسہ ڈال رہا تھا کہ تم سمجھتے ہو کہ ہم اللہ کے ولی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول بھی ہے، پھر بھی مشرکین پانی کے حصول میں تم پر غالب آ گئے ہیں اور تم بغیر طہارت کے نماز پڑھو گے۔ پس اللہ نے ان پر شدید بارش برسائی، مسلمانوں نے پانی پیا اور پاکیزگی حاصل کی، اللہ نے ان سے شیطان کی گندگی کو دور کیا۔ ریت بارش کی وجہ سے جم گئی۔ لوگ اور جانور آسانی سے چلنے لگے۔[1]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

[1] تفسير الطبري [9/195]

﴿ وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [الأنفال: 48]

”اور جب شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے اور کہا آج تم پر لوگوں میں سے کوئی غالب آنے والا نہیں اور یقیناً میں تمھارا حمایتی ہوں، پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس پلٹا اور اس نے کہا: بے شک میں تم سے بَری ہوں، بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں، جو تم نہیں دیکھ رہے۔ بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔“

شیطان نے ان کے لیے وہ چیز خوبصورت بنا کر پیش کی، جسے وہ لائے تھے اور انھیں یہ لالچ دیا کہ آج انسانوں میں ان پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور اس نے ان سے خوف و ہراس کو ختم کیا اور کہا: میں تمھیں پناہ دینے والا ہوں۔

ابلیس بدر کے دن اپنے ساتھ شیاطین کے ایک لشکر میں، بنو مدلج کے ایک آدمی سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں آیا، اس نے مشرکین سے کہا: ﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ﴾ پھر جب لوگوں نے صفیں بنائیں تو ابوجہل نے کہا: اے اللہ! جو ہم میں سے حق کے زیادہ قریب ہے، اس کی مدد کر۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے میرے رب! اگر آج یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ مٹی کی ایک مٹھی لیں۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اسے

مشرکین کے چہروں پر پھینکا، کوئی مشرک ایسا نہ بچا کہ جس کی آنکھوں، نتھنے اور منہ میں اس مٹی کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑا ہو، پس وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے، حضرت جبریل علیہ السلام ابلیس کی طرف آئے، پھر جب ابلیس نے انھیں دیکھا، اس وقت اس کا ہاتھ ایک مشرک کے ہاتھ میں تھا، اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اپنے لشکر سے پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اسے ایک آدمی نے کہا: سراقہ! کیا تو نے اس بات کا اظہار نہ کیا تھا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں؟ اس نے کہا: میں یقیناً تم سے بَری ہوں، کیوں کہ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

182- کیا شیطان کے اولیا ہوتے ہیں؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [آل عمران: 175]

”یہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو۔“

یعنی وہ تمھیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے اور تمھیں یہ وہم دلاتا ہے کہ وہ بڑے طاقتور اور خطرناک ہیں۔

﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی جب وہ تمھارے لیے کسی چیز کو مزین کرے اور تمھیں وہم دلائے تو تم مجھ پر توکل کرو اور میری پناہ مانگو، کیوں کہ میں ہی تمھیں کفایت کرنے والا اور ان کے خلاف تمھاری مدد کرنے والا ہوں۔

183- کیا موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت ایک قبطی آدمی کو قتل کیا تو اس میں شیطان کا کوئی دخل تھا؟

اس کا جواب قرآن کی اس آیت میں ہے:

﴿وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [القصص: 15]

''اور وہ شہر میں اس کے رہنے والوں کی کسی قدر غفلت کے وقت داخل ہوا تو اس میں دو آدمیوں کو پایا کہ لڑ رہے ہیں، یہ اس کی قوم سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔ تو جو اس کی قوم سے تھا، اس نے اس سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا، تو موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔ کہا یہ شیطان کے کام سے ہے، یقیناً وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔''

یعنی موسیٰ دوپہر یا مغرب و عشا کے درمیانی وقت میں شہر میں داخل ہوئے۔ انھوں نے دو آدمیوں کو باہم لڑتے، مارتے اور جھگڑتے پایا۔ ﴿هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ پہلا اسرائیلی اور دوسرا قبطی تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے موقع دیکھا، جو لوگوں کی غفلت کا وقت تھا۔ ﴿فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ﴾ اسے مکا مارا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ شیطان کے عمل سے ہے، بلاشبہ وہ واضح گمراہ کن دشمن ہے۔

184- سلیمان علیہ السلام کے کون سے لشکر تھے؟ کیا ان میں سے جن بھی تھے؟

﴿ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴾ [النمل: 17]

''اور سلیمان کے لیے اس کے لشکر جمع کیے گئے، جو جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے تھے، پھر وہ الگ الگ تقسیم کیے جاتے تھے۔''

یعنی سلیمان علیہ السلام کے لیے جنوں، انسانوں اور پرندوں سے ان کے لشکر جمع کیے گئے۔ وہ ان میں ایک عظیم الشان اور بہت بڑے انسانوں کے لشکر میں سوار ہو کر آئے۔ انسان ہی ان کے زیادہ قریب ہوتے تھے، جن ان کے بعد والے مرتبے پر تھے اور پرندوں کا الگ ایک مقام تھا۔ گرمی کے موسم میں وہ پرندے ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے۔

﴿ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴾ وہ ایک ترتیب سے رہتے تھے، تاکہ چلنے میں وہ آگے پیچھے نہ ہوں، جیسا آج کے دور کے بادشاہ کرتے ہیں۔

185- سلیمان علیہ السلام کا جنات اور جادو کے ساتھ کیا واقعہ ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ

مِنْ اَحَدٍ حتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْھُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ وَ مَا ھُمْ بِضَآرِّیْنَ بِہٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّھُمْ وَ لَا یَنْفَعُھُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰہُ مَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِہٖٓ اَنْفُسَھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ: 102]

''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی، حالانکہ وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے، مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھی۔ حالانکہ بلاشبہہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے خریدا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

یعنی سلیمان علیہ السلام کے دور میں شیاطین آسمان کی طرف چڑھتے اور ایسی جگہوں میں بیٹھ جاتے، جہاں سے فرشتوں کی باتیں سن سکیں، پھر وہ فرشتوں کا

کلام سنتے اور جو زمین میں موت یا غیب یا کوئی اور معاملہ ہونا ہوتا سن لیتے، پھر کاہنوں کے پاس آتے اور انھیں خبر دیتے تھے، کاہنوں کو جب وہ بات بتائی جاتی تو وہ اس کے مطابق لوگوں کو خبر دیتے، جو سچ ثابت ہوتیں اور لوگوں کا ان پر اعتماد بڑھ جاتا، حتی کہ جب فرشتوں نے ان کی اس کارروائی کا سد باب کیا تو کاہنوں نے لوگوں سے جھوٹ بولنا شروع کر دیا اور ایک بات کی ستر بنا ڈالیں، پھر سلیمان علیہ السلام نے ان کی تمام کتابوں کو جمع کرنے کے بعد اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا۔ کسی شیطان میں کرسی تک پہنچنے کی قدرت نہ تھی، کیوں کہ اسے جل جانے کا خدشہ تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کہے گا کہ شیاطین غیب کا علم رکھتے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے۔ شیاطین نے کرسی کے نیچے زمین کو کھودا اور وہ کتابیں نکال لیں اور لوگوں سے کہنے لگے: سلیمان علیہ السلام انسانوں، جنوں اور پرندوں کو جادو کے ساتھ کنٹرول کیے ہوئے تھے۔ چناں چہ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر تھے۔ یہاں تک کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو شیاطین کے لیے آسمان کی طرف خبریں جاننے کے لیے چڑھنے کے راستے مسدود ہو گئے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''آصف'' سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا اور وہ اللہ کا اسم اعظم جانتا تھا۔ وہ سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق ہر چیز لکھتا اور اسے ان کی کرسی تلے دفن کر دیتا تھا، پھر جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے، شیاطین نے وہ سب کچھ نکال لیا، پھر انھوں نے دو سطروں کے درمیان سحر و کفر کی باتیں لکھیں اور کہنے لگے: یہ وہ چیز ہے، جسے وہ کام میں لاتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر جاہل لوگوں نے انھیں کفر کی طرف منسوب کیا اور گالیاں دیں، ان کے

مقابلے میں علما کھڑے ہو گئے، لیکن جاہل اپنے کام سے باز نہ آئے، حتی کہ اللہ نے محمد ﷺ پر قرآن کریم نازل کیا۔

186- کیا جن سلیمان علیہ السلام کی خدمت کیا کرتے تھے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ [سبأ: 12]

''اور سلیمان کے لیے ہوا کو (تابع کر دیا)، اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کا اور شام کا چلنا ایک ماہ کا تھا اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے کچھ وہ تھے، جو اس کے سامنے اس کے رب کے اذن سے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے کجی کرتا، ہم اسے بھڑکتی آگ کا کچھ عذاب چکھاتے تھے۔''

اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [سبأ: 14]

''پھر جب ہم نے اس پر موت کا فیصلہ کیا تو انھیں اس کی موت کا پتا نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اس کی لاٹھی کھاتا رہا، پھر جب وہ گرا تو جنوں کی حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے

ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں نہ رہتے۔“

جب اللہ نے داود علیہ السلام پر اپنے انعام کا ذکر کیا تو ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو عطا کردہ اپنے انعامات کا ساتھ ہی ذکر کیا۔ یعنی ہوا کو مسخر کرنے اور اس (ہوا کا) ان کے تخت کو اٹھانے کا اور اس کے ایک مہینے کی رفتار سے آنے جانے کا ذکر کیا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وہ اپنے تخت پر دمشق سے نکلتے اور اصطخر نامی جگہ پر اترتے تھے۔ وہاں صبح کا کھانا کھاتے اور ہوا ہی میں اصطخر سے جاتے اور رات کابل میں گزارتے، دمشق اور اصطخر کے درمیان تیز رفتار سوار کے لیے ایک مہینے کا فاصلہ ہے، اسی طرح سے اصطخر اور کابل کے درمیان بھی ایک مہینے کا فاصلہ ہے۔“

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [سبأ: 14]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں کہ کیسے سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے اور کیسے اللہ نے ان جنوں پر ان کی موت کو مخفی رکھا جو مشقت والے کاموں میں ان کے لیے مسخر و تابع کیے گئے تھے، کیوں کہ وہ ابن عباس، مجاہد، حسن اور قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ کے قول کے مطابق تقریباً ایک سال کی طویل مدت تک اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے (حالتِ موت میں بھی) قائم رہے۔ پھر جب اسے زمین کے کیڑے یعنی دیمک نے کھایا تو وہ کمزور ہوئی اور زمین کی طرف گر گئی۔ جن و انس پر یہ

بات بھی عیاں ہوگئی کہ جناب بھی غیب نہیں جانتے، جب کہ وہ اس کا دعویٰ کرتے اور لوگوں کو وہم دلاتے ہیں۔[1]

187- کیا یہ سچ ہے کہ انبیا کے بھی دشمن ہوتے تھے اور کیا وہ انسانوں سے تھے یا جنوں سے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ﴾ [الأنعام: 112]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا، ان کا بعض بعض کی طرف ملمع کی ہوئی بات دھوکا دینے کے لیے دل میں ڈالتا رہتا ہے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس چھوڑ انھیں اور جو وہ جھوٹ گھڑتے ہیں۔''

یعنی اے محمد ﷺ! جیسے ہم نے آپ کے کچھ دشمن بنائے، جو آپ کی مخالفت اور آپ ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں، بایں طور ہم نے آپ ﷺ سے قبل آنے والے ہر نبی کے لیے دشمن ٹھہرائے، اس لیے آپ ﷺ کو ان کی دشمنی پریشان نہ کرے، جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا﴾ [الفرقان: 31]

[1] تفسير القرآن العظيم لابن كثير، سورة سبأ [آيت: 14]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرموں میں سے کوئی نہ کوئی دشمن بنایا اور تیرا رب ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ﴾ سے معلوم ہوا کہ ان کے دشمن جنوں اور انسانوں دونوں ہی سے شیطان تھے۔

188- کیا ملکہ سبا کے لیے سورج کو سجدہ کرنے کو شیطان نے مزین کیا تھا؟

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾

[النمل: 24]

''میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال مزین کر دیے ہیں، پس انھیں اصل راستے سے روک دیا ہے، پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [سبأ: 20]

''اور بلاشبہ یقیناً ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچا کر دکھایا تو مومنوں کے ایک گروہ کے سوا وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے ملکۂ سبا کا قصہ ذکر کیا کہ وہ اور اس کے پیروکار خواہشات کے پجاری اور دعوتِ حق کے انکاری تھے تو ان لوگوں اور ان جیسی صفات کے حامل لوگوں کے بارے میں خبر دی کہ ان لوگوں پر ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔

189- کیا ابلیس ہی ابراہیم علیہ السلام اور ان کے باپ کے درمیان عناد کا باعث تھا؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۞ يَاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴾ [مریم: 45,44]

''اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر، بے شک شیطان ہمیشہ سے رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آ پڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔''

یعنی تو اپنے شرک اور اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے شیطان کا دوست بن جائے گا، پھر ابلیس کے سوا تیرا کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار اور نہ کوئی فریاد رس، جب کہ ابلیس کے پاس کسی معاملے کا کوئی اختیار ہے اور نہ اس کے علاوہ کسی کے پاس۔ (سوائے اللہ کے)

بلکہ تیرا اپنے رب کی اطاعت کرنا ہی اس کے عذاب سے تیرے لیے

بچاؤ کا موجب ہے تو اپنے ان بتوں کی عبادت کر کے ابلیس کی اطاعت نہ کر، بلاشبہہ ابلیس ہی اس کام کی طرف دعوت دیتا اور اس سے خوش ہوتا ہے۔

﴿ فَتَكُونَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴾ یعنی ابلیس کی ذات کے سوا نہ کوئی تیرا دوست ہوگا نہ مددگار اور نہ کوئی فریاد رس، جب کہ اس سے کچھ نہ بن پائے گا، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

190- کیا سیدنا ایوب علیہ السلام کی بیماری اور آزمائش میں شیطان کا کوئی دخل تھا؟

بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شیطان کا ایوب علیہ السلام کو چھونا ان کے بدن پر تسلط کے دوران تھا۔ جب ابلیس نے اللہ سے یہ کہتے ہوئے دعا کی: ''اے میرے رب! مجھے ان کے بدن پر مسلط کر'' اللہ نے فرمایا: تحقیق میں نے تجھے ان کے بدن پر سوائے زبان، دل اور نگاہ کے مسلط کر دیا ہے۔ پھر اس ملعون نے ان کے جسم پر کچھ جھاڑ پھونک کی، جس سے ان کے بدن میں کئی پھوڑے بن گئے۔ انھوں نے ان پر اپنے ناخنوں کے ساتھ خارش کی تو ان سے خون نکل آیا، پھر ٹھیکری یعنی پکی مٹی کے ساتھ خارش کی تو گوشت گرنے لگا۔ اس وقت انھوں نے کہا: ﴿ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ ﴾ مجھے شیطان نے چھوا ہے۔[1]

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

[1] جامع البيان للطبري [166/23] الجامع لأحكام القرآن للقرطبي [208/15] تفسير القرآن العظيم لابن كثير [40/4]

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴾ [ص: 41]

''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک شیطان نے مجھے بڑا دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول ایوب علیہ السلام اور ان کی آزمایش کا ذکر کر رہے ہیں۔ ان کی آزمایش اس قدر شدید تھی کہ پورے بدن سے صرف ان کا دل محفوظ تھا اور متاعِ دنیا سے صرف ان کی بیوی، جو ان کی خدمت گار تھی۔ جب مرض لمبا ہوگیا (تقریباً 18 سال) تو انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی: ﴿اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴾ ایک قول کے مطابق "بِنُصْبٍ فِي مَالِيْ" اور "عَذَابٍ فِيْ بَدَنِي"۔ پھر اسی وقت ارحم الراحمین نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اٹھیں اور غسل کریں۔ ان کے ایسا کرنے سے ظاہری بدن کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں، پھر اللہ نے انھیں حکم دیا، انھوں نے ایک دوسری جگہ زمین پر پاؤں مارا، اللہ نے وہاں سے ایک اور چشمہ جاری کیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اس سے پانی پئیں، اس سے ان کی (اندرونی) بیماری زائل ہوگئی۔

191- کیا شیطان ہی نے عاد و ثمود کے لیے معصیت کو مزین کیا تھا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾

[العنکبوت: 38]

''اور عاد اور ثمود کو (ہم نے ہلاک کیا) اور یقیناً ان کے رہنے کی کچھ جگہیں تمھارے سامنے آچکی ہیں اور شیطان نے ان کے لیے ان کے کام مزین کر دیے، پس انھیں اصل راستے سے روک دیا، حالانکہ وہ بہت سمجھ دار تھے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ رسولوں کی تکذیب کرنے والی امتوں کے بارے خبر دیتے ہیں کہ کیسے اس نے انھیں ہلاک کیا اور ان پر کئی قسموں کے عذاب مسلط کیے اور ان سے انتقام لیتے ہوئے ان کا مواخذاہ کیا۔ پس ہود علیہ السلام کی قوم عاد، یمن کے جنوب میں حضرموت کے قریب احقاف نامی بستی میں آباد تھی اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود، وادی قریٰ میں آباد تھی۔ عرب لوگ ان کے مسکن سے واقف ہیں۔ شیطان کے ان کے برے اعمال کو مزین کرنے ہی نے ان کو سیدھے راستے سے روکا تھا۔

192- کیا یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں میں واقع ہونے والے معاملے میں شیطان کا کوئی دخل تھا؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡيَاكَ عَلٰۤى اِخۡوَتِكَ فَيَكِيۡدُوۡا لَكَ كَيۡدًا ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴾ [یوسف: 5]

''اس نے کہا اے میرے چھوٹے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تیرے لیے تدبیر کریں گے، کوئی بری تدبیر۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

یعنی سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تو اسے اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، تاکہ وہ تیرے خلاف کوئی حیلہ نہ گھڑ لیں، جس میں وہ تجھے ہلاک کر دیں۔

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اپنے معاملات کو پورا کرنے میں ''چھپانے'' کے ساتھ مدد حاصل کرو، اس لیے کہ ہر نعمت سے حسد کیا جاتا ہے۔ دوسری آیت میں خود یوسف علیہ السلام اس معاملے کو شیطان کا کارنامہ قرار دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ [يوسف: 100]

''اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور اس نے کہا: اے میرے باپ! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے اسے سچا کر دیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا، جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمھیں صحرا سے لے آیا، اس کے بعد کہ شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ بے شک میرا رب جو چاہے اس کی باریک تدبیر کرنے والا ہے، بلاشبہہ وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

﴿اَبَوَيۡهِ﴾ کے مفہوم میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی ماں زندہ تھی اور دوسرے یعقوب علیہ السلام تھے۔ دوسرا یہ کہ ان کی ماں اس سے قبل فوت ہوگئی تھیں اور یعقوب علیہ السلام کے ساتھ یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں۔

عرش پر بٹھانے سے مراد تخت پر بٹھانا ہے۔ ﴿خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا﴾ یعنی یوسف کو اس کے والدین اور باقی بھائیوں نے تعظیمی سجدہ کیا اور وہ گیارہ بھائی تھے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کو بتایا کہ یہ ہے میرے بیان کردہ خواب کی تعبیر، ان لوگوں کی شریعت میں یہ مشہور تھا کہ جب وہ کسی بڑے کو سلام کہتے تو اسے سجدہ بھی کرتے تھے، یہ کام آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک تو جائز رہا، لیکن اس امت کے لیے اسے حرام کر دیا گیا اور سجدہ صرف اللہ کی ذات کے لیے خاص کر دیا گیا۔ ﴿قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّيۡ حَقًّا﴾ یعنی اللہ نے اسے صحیح اور سچا بنایا ﴿وَ جَآءَ بِكُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ﴾ یعنی دیہات سے اور وہ ارضِ فلسطین میں اقامت پذیر تھے۔ ﴿مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّيۡطٰنُ بَيۡنِيۡ وَ بَيۡنَ اِخۡوَتِيۡ﴾ یعنی جب اس نے کسی کام کا ارادہ کیا، اللہ نے اس کے اسباب مہیا کیے، اس پر قدرت دی اور اسے آسان بنایا۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ﴾ یعنی وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا اور اپنے اقوال و افعال اور فیصلوں میں بڑی حکمت والا ہے۔[1]

193- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کون سے نو معجزات تھے؟ کیا انھوں نے ان پر جادوگر ہونے کی تہمت بھی لگائی تھی؟

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ یوسف [آیت: 100]

﴿ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا﴾

[الإسرآء: 101]

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں دیں، سو بنی اسرائیل سے پوچھ، جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے اس سے کہا: یقیناً میں تو تجھے اے موسیٰ! جادو زدہ سمجھتا ہوں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح دلائل دے کر بھیجا، جو ان کی نبوت کی صداقت پر قطعی دلائل تھے اور انھیں فرعون کی طرف بھیجنے والی ہستی کی طرف سے دی جانے والی خبر کی صداقت پر بھی قطعی دلیل تھے اور وہ معجزات و دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

① لاٹھی ② ہاتھ ③ قحط سالی ④ سمندر ⑤ طوفان ⑥ ٹڈی ⑦ جوئیں ⑧ مینڈک ⑨ خون۔ یا علاحدہ علاحدہ آیات و نشانیاں تھیں۔ آیت میں مذکور لفظ ﴿مَسْحُوْرًا﴾ سے مراد ساحر ہے۔

194- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ کیا قصہ ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ مُوْسٰۤی اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ﴾ [یونس: 77]

”موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں (یہ) کہتے ہو، جب وہ تمھارے پاس آیا، کیا جادو ہے یہ؟ حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ قصہ یہ ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے ہر طرح سے چوکنا رہنے کی کوشش کی، پھر بھی وہ ان میں پلے بڑھے اور جوان ہوئے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ان کے پاس سے نکلنے کا سبب پیدا کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے نوازا، تاکہ وہ فرعون کی طرف جائیں اور اسے دعوت حق دیں۔ یہ سب کچھ فرعون کی حکومت اور بادشاہی کے باوجود محض قدرت خداوندی سے ہوا، پھر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کا تاج پہنے اس کے پاس آئے۔ جب کہ ان کے بھائی ہارون کے سوا ان کا کوئی وزیر نہ تھا۔ فرعون نے سرکشی اور تکبر کیا۔ اسے حمیت اور خبیث نفس نے پکڑ لیا، اس نے اپنے منہ کو موڑ لیا اور طاقت کے بل بوتے پر اعراض کیا، اس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا، جس کا وہ حقدار نہ تھا، اس نے سرکشی اور بغاوت کو اپنایا اور بنی اسرائیل کے اہلِ ایمان گروہ کی توہین کی۔

اللہ نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کی حفاظت کی۔ انھیں اپنی عنایت کے گھیرے میں رکھا اور ان کی ایسی آنکھ سے پہرے داری کی جو کبھی سوتی نہیں۔ حجت و دلیل کی پیشگی، بحث و تکرار اور نشانیوں کا ظہور یکے بعد دیگرے موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیے، جنھیں دیکھ کر عقلیں دنگ رہ گئیں اور ذوی الالباب پر دہشت چھا گئی۔ یہ تو ایسی چیزیں تھیں جنھیں اللہ کا تائید یافتہ ہی لا سکتا تھا، لیکن فرعون اور اس کے پیروکاروں نے انکار، عداوت اور تکبر کی بنا پر ان سب چیزوں کی تکذیب کا پختہ ارادہ کر لیا، پھر اللہ نے ان پر نہ ٹلنے والا عذاب مسلط کر دیا اور ایک ہی صبح ان سب کو غرق کر دیا۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

[الأنعام: 45]

''تو ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی، جنھوں نے ظلم کیا تھا اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔''

195- سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پہلی بار اپنی لاٹھی کے حرکت میں آنے پر کیا کیا؟

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ﴾

[النمل: 10]

''اور اپنی لاٹھی پھینک۔ تو جب اس نے اسے دیکھا کہ حرکت کر رہی ہے، جیسے وہ ایک سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر لوٹا اور واپس نہیں مڑا۔ اے موسیٰ! مت ڈر، بے شک میں، میرے پاس رسول نہیں ڈرتے۔''

اللہ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی ہاتھ سے زمین پر پھینکیں، تا کہ وہ ان کے لیے واضح دلیل بن جائے کہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ ہر کام کرنے والا مختار کل اور ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ﴾ ''اَلْجَانُ'' سانپوں کی ایک قسم ہے، جو حرکت میں سب سے تیز اور اضطراب میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔''

پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کا معاینہ کیا، ﴿وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ﴾ یعنی شدتِ خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! جو تو دیکھ رہا ہے، اس سے خوف نہ کھا، بلاشبہ میں تجھے اپنا رسول منتخب کرنا چاہتا ہوں اور تجھے قدر و منزلت والا نبی بنانا چاہتا ہوں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [النمل: 13]

”تو جب ان کے پاس ہماری نشانیاں آنکھیں کھول دینے والی پہنچیں تو انھوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔“

انھوں (فرعون اور اس کا لشکر) نے اپنے جادو کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہا، لیکن مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر لوٹے۔

196- فرعون نے جادوگروں کی مدد سے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا کیسے مقابلہ کیا؟

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ﴾ [الأعراف: 112,111]

”انھوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو موخر رکھ اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے۔ کہ وہ تیرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے آئیں۔“

﴿اَرْجِهْ﴾ یعنی اسے موخر کر یا روکے رکھ ﴿اَرْسِلْ﴾ یعنی بھیج دے۔

﴿فِی الْمَدَآئِنِ﴾ یعنی اپنی بادشاہی کے تمام علاقوں میں ﴿حٰشِرِیْنَ﴾ جو تیرے لیے تمام علاقوں سے جادوگروں کو جمع کریں گے۔

اس زمانے میں جادو بڑا عام تھا۔ اسی لیے ان میں سے بعض یہ عقیدہ اور بعض نے وہم کر لیا تھا کہ یقیناً جو چیز موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے ہیں، ان کے جادوگروں کی شعبدہ بازی کی طرح ہی ہے، اسی وجہ سے انھوں نے جادوگروں کو جمع کیا، تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مقابلہ کریں، جیسا کہ اللہ نے فرعون کے بارے میں اپنی مقدس کتاب میں خبر دی ہے:

﴿یٰمُوْسٰی ۝ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ۝ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی﴾ [طٰہٰ: 57-60]

”اے موسیٰ! تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔“

مزید فرمایا:

﴿ وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ﴾ [الأعراف: 113]

”اور جادوگر فرعون کے پاس آئے، انھوں نے کہا: یقیناً ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ فرعون اور ان جادوگروں نے جنھیں اس نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تھا، آپس میں یہ شرط طے کی کہ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو فرعون انھیں منہ مانگا انعام دے گا اور انھیں اپنے مقربین میں شامل کرے گا، پھر جب انھوں نے فرعون سے اس پر وثوق حاصل کرلیا تو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آکر بولے:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ﴾ [الأعراف: 115]

''انھوں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تو پھینکے، یا ہم ہی پھینکنے والے ہوں؟''

197- جادوگروں، جادو، فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا کیا قصہ ہے؟

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى﴾ [طٰہٰ: 57]

''کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دے اے موسیٰ؟''

اللہ تعالیٰ فرعون کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا، جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے بڑی نشانی دکھائی، وہ بڑی نشانی، ان کا لاٹھی پھینکنا تھا، جو ایک بڑا سانپ بن جاتی اور اپنے پہلو سے ہاتھ کو نکالنا جو سورج کی مانند چمکنے لگتا تھا۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا: یہ تو جادو ہے جو تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے لایا ہے۔ اس کے ذریعے تو لوگوں پر حکومت چاہتا ہے، تیرا یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔

﴿ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا

نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ [طٰهٰ: 58]

''تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔''

یعنی اے موسیٰ! ہمارے پاس بھی تیرے جادو جیسا جادو ہے، اس لیے تیرے پاس جو ہے، اس پر مغرور نہ ہو۔

﴿فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا﴾ یعنی ایک دن مقرر کرو، جس میں تم اور ہم اکٹھے ہوں اور کسی معین دن اور معین وقت میں ہم اس جادو کا مقابلہ کریں جو تو ہمارے پاس لایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ﴿يَوْمُ الزِّيْنَةِ﴾ یعنی تہوار کا دن تمھارے لیے مقرر کرتے ہیں۔

﴿قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾ [طٰهٰ: 63]

''کہا بے شک یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں، چاہتے ہیں کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دیں اور تمھارا وہ طریقہ لے جائیں جو سب سے اچھا ہے۔''

جادوگر آپس میں کہنے لگے: تم جانتے ہو کہ یہ آدمی اور اس کا بھائی یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جادو کے ماہر اور جادوگری سے پوری طرح باخبر ہیں۔ ان کا آج کے دن ارادہ یہ ہے کہ یہ تم پر اور تمھاری قوم پر غالب آ جائیں اور لوگوں پر حکومت کریں، عوام ان کی اطاعت کریں اور وہ فرعون اور اس کے لشکروں کے ساتھ لڑائی کریں، پھر وہ ایک دوسرے کے مددگار بن کر جادو کے

ذریعے تمھیں تمھاری زمین سے نکال دیں۔

﴿وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾ یعنی وہ دونوں تمھارے بہترین مذہب کو برباد کر دیں۔

198- کیا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر جادو اور جنون کی تہمت بھی لگائی تھی؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اس کی بات نقل فرمائی ہے:

﴿فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ [الذاریات: 39]

”تو اس نے اپنی قوت کے سبب منہ پھیر لیا اور اس نے کہا: یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔“

یعنی فرعون نے تکبر اور عناد کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے واضح حق سے انکار کیا اور اپنی تعداد پر فخر کیا۔ اللہ کا دشمن اپنی قوم پر غالب تھا، اس لیے اس نے تمام گروہوں کو اپنے ساتھ جمع کیا۔ ﴿وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ یعنی اے موسیٰ! تیرا معاملہ تیری لائی ہوئی دعوت میں دو طرح ہی کا ہو سکتا ہے، یا تو تُو جادوگر ہے یا پھر مجنون۔

199- کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ہامان اور قارون نے بھی جادوگر ہونے کی تہمت لگائی تھی؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾

[المؤمن: 24]

''فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو انھوں نے کہا: جادوگر ہے، بہت جھوٹا ہے۔''

فرعون، مصری علاقوں میں قبطیوں کا بادشاہ تھا اور ہامان اس کی مملکت میں اس کا وزیر تھا اور قارون اس زمانے میں تمام لوگوں سے زیادہ مالدار اور صاحبِ تجارت تھا۔ ﴿فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾ یعنی انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی، انھیں جادوگر، مجنون اور وہم پرست ٹھہرایا، اللہ نے اِن لوگوں کی تکذیب کی کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ درج ذیل فرمان ان کی تکذیب میں نازل کیا:

﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ [الذاریات: 52]

''اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے، کوئی رسول نہیں آیا مگر انھوں نے کہا: یہ جادوگر ہے، یا دیوانہ۔''

﴿اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴾ [الذاریات: 53]

''کیا انھوں نے ایک دوسرے کو اس (بات) کی وصیت کی ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ (خود ہی) سرکش لوگ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [یونس: 76]

''تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے بے شک یہ تو کھلا جادو ہے۔''

قطعی دلیل ہے، جو اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ اللہ ہی نے اسے ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

200- فرعون کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا تھا؟

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴾

[الأعراف: 109]

''فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا: یقیناً یہ تو ایک ماہرفن جادوگر ہے۔''

یعنی سرداروں نے کہا اور وہ جمہور اور فرعون کی قوم کے وہ سردار تھے، جو فرعون کی اس بات میں اس کے موافق تھے۔ جب فرعون اپنے تخت پر جاگزیں ہوا اور اس کی گھبراہٹ ختم ہوئی، اس وقت اس کے گرد بیٹھے سرداروں نے کہا: ﴿اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ﴾ پھر انھوں نے اس کی موافقت کی اور باہم مشورہ کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں کیا کریں اور موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے نور کو کیسے بجھائیں۔ اس کے کلمے کو کیسے مٹائیں، کیسے اسے جھوٹا اور مفتری قرار دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ لوگ اس کے جادو کی وجہ سے اس کی دعوت کو اپنا عقیدہ بنالیں گے۔ جب لوگ موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اپنائیں گے تو پھر موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آجائے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام انھیں جلا وطن کر دیں گے وغیرہ۔ اس طرح کی باتوں میں وہ مشغول ہوگئے۔

201- جادوگروں کا فرعون کے ساتھ کیا اتفاق تھا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴾ [الشعرآء: 40]

''شاید ہم ان جادوگروں کے پیروکار بن جائیں، اگر وہی غالب رہیں۔''

انھوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ حق کی اتباع کریں، خواہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو یا جادوگروں کی طرف سے، بلکہ رعایا اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴾ [الشعرآء: 41]

''پھر جب جادوگر آگئے تو انھوں نے فرعون سے کہا: کیا واقعی ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے؟''

یعنی جب جادوگر فرعون کی مجلس میں آئے، جس کے لیے انھوں نے ایک پردہ (خیمہ) لگا رکھا تھا اور اس نے اپنے نوکر چاکر، امرا، وزرا، اپنی حکومت کے بڑے اور اپنی مملکت کے لشکروں کو جمع کر رکھا تھا۔ پھر جادوگر فرعون کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس سے اپنے ساتھ احسان اور غالب آنے کی صورت میں تقرب کا مطالبہ کیا، یعنی یہ وہ چیز ہے جس کے لیے تو نے ہمیں جمع کیا ہے۔

202- موسیٰ علیہ السلام کی مبارزت کے بعد ایمان لانے والے جادوگروں کی کتنی تعداد تھی؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴾ [الشعرآء: 38]

''تو جادوگر ایک مقرر دن کے طے شدہ وقت کے لیے جمع کیے گئے۔''

جب جادوگروں نے اللہ کے نور کو بجھانے کا ارادہ کیا، اللہ نے ان کی چالوں کو ناکام کر دیا، وہ کافروں کے نا چاہنے کے باوجود اپنے نور کو مکمل کرنا چاہتا تھا، پھر اس نے کر دکھایا، موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کو آنے والے جادوگروں کی تعداد میں کافی اختلاف ہے۔ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ وہ اسی (80) ہزار تھے۔ سُدی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ اٹھارہ (18) ہزار تھے اور ابو امامہ سے انیس (19) ہزار مروی ہے۔ محمد بن اسحاق پندرہ (15) ہزار کے قائل ہیں۔ کعب الاحبار کے قول میں بارہ (12) ہزار تھے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ستر (70) آدمی تھے، جو صبح کو جادوگر اور شام کو کلمہ توحید کی گواہی دینے والے تھے۔

بڑے بڑے جادوگروں کے نام مندرجہ ذیل تھے:

① سابور ② عاذور ③ حطحط ④ یصفی۔

203- موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے درمیان (مبارزت) کیسے مکمل ہوئی؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَھُمْ مُّوْسٰٓی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ﴾ [یونس: 80,79]

”اور فرعون نے کہا: میرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے کر آؤ۔ تو جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: پھینکو جو کچھ تم پھینکنے والے ہو۔“

فرعون کا مقصد تھا کہ وہ حق کو ابھرنے نہ دے اور شعبدہ بازوں اور

جادوگروں کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرے، لیکن اس کا مقصد ناتمام رہا اور موسیٰ علیہ السلام دلائل و براہین کے ذریعے اس پر غالب آ گئے۔

جب جادوگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے تو بڑے فخر و غرور اور تکبر میں تھے، کیوں کہ فرعون کی طرف سے انھیں تقرب اور عنایتِ خاص کا وعدہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو آ کر کہنے لگے:

﴿ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى﴾

[طٰہٰ: 70]

”تو جادوگر گرا دیے گئے، اس حال میں کہ سجدہ کرنے والے تھے، انھوں نے کہا: ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔“

فرعون نے تو سمجھا تھا کہ وہ تمام راز جاننے والی ہستی (اللہ) کے رسول پر جادوگروں کی مدد سے غالب آئے گا، لیکن وہ مکمل طور پر ناکام ہوا اور جنت کا نقصان کر کے آگ کو اپنے اوپر واجب کر لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا: ڈالو (جو کچھ ڈالنا ہے) اس لیے کہ جب ان کا انتخاب ہوا تھا تو انھیں فرعون کے تقرب اور بڑے انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ ابتدا ان سے ہو، تاکہ لوگ ان کی کاریگری دیکھیں، پھر اس کے بعد حق آئے اور ان کے باطل کو کاری ضرب لگائے۔ اسی لیے جب انھوں نے اپنی رسیاں وغیرہ ڈالیں، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں خوف دلا دیا اور وہ ایک بڑا جادو لائے تھے۔

﴿ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ [طٰہٰ: 67,69]

”تو موسیٰ نے اپنے دل میں ایک خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کر، یقیناً تو ہی غالب ہے۔ اور پھینک جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، وہ نگل جائے گا جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بے شک انھوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگر کی چال ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں بھی آئے۔“

پھر جب انھوں نے رسیاں وغیرہ ڈالیں تو موسیٰ نے ان سے یہ بھی کہا:

﴿ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ [یونس: 81]

”تو جب انھوں نے پھینکا، موسیٰ نے کہا تو جو کچھ لائے ہو یہ تو جادو ہے، یقیناً اللہ اسے جلدی باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کا کام درست نہیں کرتا۔“

﴿ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴾ [الأعراف: 116]

”کہا تم پھینکو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں سخت خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے۔“

جادوگروں کا موسیٰ علیہ السلام کے لیے مبارزت کا اظہار ان کے اس قول میں ہے:

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴾ [الأعراف: 115]

”انھوں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تو پھینکے، یا ہم ہی پھینکنے والے ہوں۔“

یعنی ہم آپ سے پہلے ڈالیں، موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: تم پہلے ڈال لو، کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت یہ تھی کہ لوگ ان کے کارناموں کو دیکھیں اور اس پر غور کر لیں، پھر جب وہ ان کے مزین جھوٹ کو دیکھنے سے فارغ ہو جائیں تو انتظار و طلب کے بعد ان کے پاس واضح حق آ جائے، تاکہ وہ صحیح طرح سے ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور پھر ایسے ہی ہوا۔

﴿ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴾ [الأعراف: 116]

”کہا تم پھینکو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں سخت خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے۔“

یعنی انھوں نے لوگوں کی آنکھوں کو اس تخیل میں ڈال دیا کہ وہ سمجھیں حقیقت میں بھی ایسے ہی ہے۔ جادوگروں نے موٹی رسیاں اور لمبی لمبی لکڑیاں پھینکیں اور لوگوں کو اپنے جادو سے یہ دکھلایا کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ دونوں اطراف میں 15 ہزار جادوگر تھے اور ہر جادوگر کے پاس اس کی رسیاں اور لاٹھیاں تھیں اور وہ تمام لوگوں کے سامنے اپنا جادو دکھانے کے لیے تیار تھے۔

﴿ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴾ [الأعراف: 117,119]

”اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی پھینک، تو اچانک وہ ان چیزوں کو نگلنے لگی، جو وہ جھوٹ موٹ بنا رہے تھے۔ پس حق ثابت ہو گیا اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ تو اس موقع پر وہ مغلوب

ہو گئے اور ذلیل ہو کر واپس ہوئے۔''

یعنی اس عظیم موقعے پر جس نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا، اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی کی کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی لاٹھی کو پھینک دیں، پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پھینکی تو وہ ان تمام رسیوں اور لکڑیوں کو نگلنے لگی جنھیں انھوں نے بذریعہ جادو پھینکا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ کوئی آسمانی چیز ہے۔ پھر وہ سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے:

﴿ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴾

[الأعراف: 122،121]

''انھوں نے کہا: ہم جہانوں کے رب پر ایمان لائے۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔''

پھر اسی حالت میں انھوں نے جنت اور جہنم اور ان میں رہنے والوں کا اجر دیکھا، پھر سر اٹھایا۔

﴿ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴾ [طٰهٰ: 66]

''کہا بلکہ تم پھینکو، تو اچانک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں، اس کے خیال میں ڈالا جاتا تھا، ان کے جادو کی وجہ سے کہ واقعی وہ دوڑ رہی ہیں۔''

یعنی تم پہلے پھینکو، تاکہ ہم دیکھیں تم جادو کا کونسا کارنامہ کرتے ہو اور تاکہ لوگ بھی دیکھ لیں کہ ان کا معاملہ کتنا کچھ بڑا ہے۔ یہ اس طرح سے ہوا کہ انھوں نے ان رسیوں وغیرہ میں پارہ لگا دیا تھا، جس کی وجہ سے وہ اس انداز سے حرکت کرتیں اور بل کھاتیں تھیں کہ دیکھنے والے کو گمان ہوتا کہ وہ اپنے اختیار

سے دوڑ رہی ہیں۔ درحقیقت وہ صرف ایک حیلہ تھا اور ان کی بہت بڑی جماعت تھی۔ ہر ایک نے جب اپنی لاٹھی اور رسی پھینکی تو وادی سانپوں سے بھر گئی اور وہ سانپ ایک دوسرے پر سوار نظر آنے لگے۔

﴿ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴾ [طٰهٰ: 69]

''اور پھینک جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، وہ نگل جائے گا جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بے شک انھوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگر کی چال ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں بھی آئے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے ہاتھ میں موجود لاٹھی کو پھینک دو۔ اچانک وہ ان کے کیے کو اچکنے لگی اور یہ ایسے ہوا کہ وہ ایک بڑا اژدھا بن گئی، جس کی ٹانگیں، گردن، سر اور ڈاڑھیں بالکل عیاں تھے، اس نے ان رسیوں اور لاٹھیوں کا تعاقب کیا اور کوئی رسی اور لاٹھی نہ چھوڑی، جسے اس نے چبایا نہ ہو۔ جادوگر اور تمام لوگ دن چڑھے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے۔ پس اللہ کی طرف سے یہ ایک معجزہ تھا اور واضح دلیل تھی، چناں چہ جادوگروں کا کیا باطل ہوگیا۔

﴿ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی ﴾ [طٰهٰ: 70]

''تو جادوگر گرا دیے گئے، اس حال میں کہ سجدہ کرنے والے تھے، انھوں نے کہا: ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔''

پھر جب جادوگروں نے اس کا معاینہ و مشاہدہ کرلیا اور وہ جادو کے فنون

اور طور طریقوں سے باخبر بھی تھے تو انھیں یقینی علم حاصل ہوا کہ یہ کام جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے، جادو اور حیلوں کی قبیل سے نہیں ہے، بلکہ وہ ایسا حق ہے، جس میں کوئی شک نہیں اور اس پر اس ہستی کے بغیر کوئی دوسرا قدرت نہیں رکھتا، جو ”کُنْ“ کہتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس وقت وہ سارے اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ ﴿اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى﴾ اسی وجہ سے وہ دن کے آغاز میں جادوگر تھے اور دن کے آخر میں توحید کی گواہی دینے والے نیکوکار تھے۔

﴿ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى﴾ [طٰہٰ: 71]

”کہا تم اس پر اس سے پہلے ایمان لے آئے کہ میں تمھیں اجازت دوں، یقیناً یہ تو تمھارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے، پس یقیناً میں ہر صورت تمھارے ہاتھ اور تمھارے پاؤں مخالف سمت سے بری طرح سولی دوں گا اور یقیناً تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرعون اور اس کے عناد، بغاوت اور باطل پر اکڑنے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے اتنا واضح معجزہ اور اتنی بڑی نشانی دیکھ لی اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیا، جن سے اس نے مدد مانگی تھی کہ وہ تمام لوگوں کی موجودگی میں ایمان لے آئے تھے، پھر بھی اس نے حق کو قبول نہ کیا، الٹا ان لوگوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس کی تصدیق کر لی ہے، ﴿قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ﴾ یعنی اس سے پہلے کہ تمھیں اس کا حکم دیتا اور تم مجھ سے اس پر کوئی بات کرتے، تم ایمان لے

آئے اور اس نے ایسی بات کہی جسے وہ خود، جادوگر اور تمام لوگ جانتے تھے کہ یہ بات جھوٹی ہے (اور وہ بات یہ تھی کہ) تم نے یہ جادو موسیٰ سے سیکھا ہے اور میرے اور میری رعایا کے خلاف تمھارا اور موسیٰ کا پہلے ہی سے اتفاق تھا۔

﴿ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَلَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ [طٰہٰ: 73]

''بے شک ہم اپنے رب پر اس لیے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے لیے ہماری خطائیں بخش دے اور جادو کے وہ کام بھی جن پر تو نے ہمیں مجبور کیا ہے اور اللہ بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔''

یعنی ہم جن گناہوں میں مصروف تھے اور بالخصوص جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا، یعنی وہ جادو جس کے ساتھ ہم اللہ کی نشانی اور اس کے نبی کا مقابلہ کریں، ہم نے اس سے توبہ کی۔ کہا جاتا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس جوانوں کا انتخاب کیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ عوماء نامی جگہ پر جادو سیکھیں اور اس نے جادوگروں سے کہا کہ انھیں ایسی تعلیم دو، جس سے اہلِ ارض میں سے ان پر کوئی غالب نہ آ سکے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''وہی جوان تھے جنھوں نے کہا تھا: ﴿اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَلَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ﴾''

204- فرعون نے جادوگروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا، جب وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے؟

اللہ تعالیٰ نے فرعون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾

[الشعراء: 49]

''بلاشبہ یہ ضرور تمھارا بڑا ہے، جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے، سو یقیناً تم جلدی جان لو گے۔''

اس نے انھیں برا بھلا کہا، ڈرایا دھمکایا، لیکن یہ چیز سوائے ایمان و اسلام میں اضافے کے، کوئی رنگ نہ لائی، کیوں کہ حق نے ان کے دلوں سے کفر کے پردوں کو ہٹا دیا تھا۔ ان کے علم میں حق کا ظہور ایسے ہوا، جس سے ان کی قوم جاہل تھی، یعنی بلاشبہہ وہ چیز جسے موسیٰ علیہ السلام لائے ہیں، اس بشر کے علاوہ کسی سے صادر نہیں ہو سکتی، جسے اللہ کی حمایت حاصل ہو، اسی لیے جب فرعون نے ان سے کہا: ﴿ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ﴾ یعنی مناسب تو یہ تھا کہ تم یہ کام کرنے میں مجھ سے اجازت لیتے اور اس میں مجھ پر خود رائی سے کام نہ لیتے، پھر اگر میں تمھیں اس کی اجازت دیتا تو تم یہ کام کرتے اور اگر تمھیں روکتا تو رک جاتے، اس لیے کہ حاکم اور اطاعت کے لائق میں ہی ہوں۔ پس یہ وہ تکبر تھا جسے فرعون نے اپنایا، اس لیے کہ جادوگر تو اس سے پہلے نہ تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اکٹھے ہوئے نہ وہ انھیں جانتے تھے اور نہ انھوں نے سن رکھا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی جادوگر ہیں، پھر کیسے وہ ان کے بڑے ہو سکتے تھے، جو ان کو جادوگری کا فائدہ دیتے؟ عاقل آدمی تو ایسی بات نہیں کر سکتا، لیکن یہ معجزہ اللہ کی طرف سے حق تھا۔

205- کیا فرعون کی قوم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جادوگر ہونے کی تہمت لگائی تھی؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الأعراف: 132]

''اور انھوں نے کہا تو ہمارے پاس جو نشانی بھی لے آئے، تاکہ تو ہم پر اس کے ساتھ جادو کرے تو ہم تیری بات ہرگز ماننے والے نہیں۔''

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرعون کی قوم کی سرکشی اور بغاوت، ان کے حق سے عناد اور باطل پر اصرار کے بارے خبر دی گئی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ تم جو بھی نشانی ہمارے پاس لاؤ گے اور جونسی بھی دلیل و حجت پیش کرو گے، ہم اسے رد کر دیں گے، ہم اسے تم سے قبول نہیں کریں گے اور نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور ہم تیری لائی ہوئی بات پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

206- جادو کیا چیز ہے؟

''سحر'' لغت میں پکڑنے کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جس کا ماخذ لطیف و باریک ہو ''سحر'' یعنی جادو کہلاتی ہے۔

سحر کو اس چیز سے تعبیر کیا جاتا ہے، جس کا سبب چھوٹا، نرم اور باریک ہو۔ دھوکا دہی کو بھی سحر کہتے ہیں۔ جھوٹ کو سچ بنا کر دکھانا بھی سحر کہلاتا ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جان لو کہ لفظِ ''سحر'' شریعت کی اصطلاح میں ہر اس معاملے کو کہتے ہیں، جس کا سبب مخفی ہو اور اصل حقیقت کا تخیل نہ ہو۔ وہ ملاوٹ اور دھوکے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی فصاحت کو بھی جادو کا نام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا»[1] ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

207- کیا سحر حقیقت ہے یا خرافت ہے؟

جادو حقیقت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، کیوں کہ وہ قرآن و سنت میں وارد ہوا ہے اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا اس نے کفر کیا۔ قرآن کی پچاس سے زائد آیات میں اس کا ذکر ہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

جادو حقیقت ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے:

① ﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

[البقرة: 102]

''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے)

[1] المختار الصحاح مادہ سحر [ص: 288]

جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی، حالانکہ وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے، مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

② ﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾

[المائدة: 110]

"جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر میری نعمت یاد کر، جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی، تو گود

میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تو مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند میرے حکم سے بناتا تھا، پھر تو اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے ایک پرندہ بن جاتی تھی اور پیدائشی اندھے اور برص والے کو میرے حکم سے تندرست کرتا تھا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا، جب تو اس کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو ان میں سے ان لوگوں نے کہا: جنھوں نے کفر کیا، یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔''

③ ﴿ وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الأنعام: 7]

''اور اگر ہم ان پر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی چیز اتارتے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے تو یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، یہی کہتے کہ یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔''

④ ﴿ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ﴾

[الأعراف: 109]

''فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا: یقیناً یہ تو ایک ماہر فن جادوگر ہے۔''

⑤ ﴿ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ﴾ [الأعراف: 113,111]

''انھوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو موخر رکھ اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے۔ کہ وہ تیرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے آئیں۔ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے، انھوں نے کہا یقیناً ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے۔''

⑥ ﴿قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: 116]

''کہا تم پھینکو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں سخت خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے۔''

⑦ ﴿وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ﴾ [الأعراف: 120]

''اور جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے۔''

⑧ ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [يونس: 2]

''کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہوگئی کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈرا اور جو لوگ ایمان لائے انھیں بشارت دے کہ یقیناً ان کے لیے ان کے رب کے ہاں سچا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا بے شک یہ تو کھلا جادوگر ہے۔''

⑨ ﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ﴾ [يونس: 77,76]

''تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے بے شک یہ تو کھلا جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں (یہ) کہتے ہو، جب وہ تمھارے پاس آیا، کیا جادو ہے یہ؟ حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتے۔''

⑩ ﴿ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾ [یونس: 79-81]

''اور فرعون نے کہا میرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے کر آؤ۔ تو جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا پھینکو جو کچھ تم پھینکنے والے ہو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، موسیٰ نے کہا تم جو کچھ لائے ہو یہ تو جادو ہے، یقیناً اللہ اسے جلدی باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کا کام درست نہیں کرتا۔

⑪ ﴿ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ لَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴾ [هود: 7]

''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھے دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور یقیناً اگر تو کہے کہ بے شک تم موت

کے بعد اٹھائے جانے والے ہو تو وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ضرور ہی کہیں گے یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔"

⑫ ﴿لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ﴾

[الحجر: 15]

"تو یقیناً کہیں گے کہ بات یہی ہے کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں، بلکہ ہم جادو کیے ہوئے لوگ ہیں۔"

⑬ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾

[الإسرآء: 47]

"ہم اس (نیت) کو زیادہ جاننے والے ہیں جس کے ساتھ وہ اسے غور سے سنتے ہیں، جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں، جب وہ ظالم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تم پیروی نہیں کرتے مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔"

⑭ ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا﴾

[الإسرآء: 101]

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں دیں، سو بنی اسرائیل سے پوچھ، جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے اس سے کہا یقیناً میں تو تجھے اے موسیٰ! جادو زدہ سمجھتا ہوں۔"

⑮ ﴿قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ

نَحْنُ وَ لَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ [طٰهٰ: 58,57]

”کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دے اے موسیٰ!۔ تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔“

⑯ ﴿قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾ [طٰهٰ: 63]

”کہا بے شک یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں، چاہتے ہیں کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دیں اور تمھارا وہ طریقہ لے جائیں جو سب سے اچھا ہے۔“

⑰ ﴿قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: 66]

”کہا بلکہ تم پھینکو، تو اچانک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں، اس کے خیال میں ڈالا جاتا تھا، ان کے جادو کی وجہ سے کہ واقعی وہ دوڑ رہی ہیں۔“

⑱ ﴿فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ۞ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى﴾ [طٰهٰ: 71,70]

''تو جادوگر گرا دیے گئے، اس حال میں کہ سجدہ کرنے والے تھے، انھوں نے کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔ کہا تم اس پر اس سے پہلے ایمان لے آئے کہ میں تمھیں اجازت دوں، یقیناً یہ تو تمھارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے، پس یقیناً میں ہر صورت تمھارے ہاتھ اور تمھارے پاؤں مخالف سمت سے بری طرح کاٹوں گا اور ضرور ہر صورت تمھیں کھجور کے تنوں پر بری طرح سولی دوں گا اور یقیناً تم ضرور جان لوگے کہ ہم میں سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔''

⑲ ﴿ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَلَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴾ [طهٰ: 73]

''بے شک ہم اپنے رب پر اس لیے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے لیے ہماری خطائیں بخش دے اور جادو کے وہ کام بھی جن پر تو نے ہمیں مجبور کیا ہے اور اللہ بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔''

⑳ ﴿ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴾ [الأنبيآء: 3]

''اس حال میں کہ ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے خفیہ سرگوشی کی جنھوں نے ظلم کیا تھا، یہ تم جیسے ایک بشر کے سوا ہے کیا؟ تو کیا تم جادو کے پاس آتے ہو، حالانکہ تم دیکھ رہے ہو؟''

㉑ ﴿ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴾ [المؤمنون: 89]

''ضرور کہیں گے اللہ کے لیے ہے۔ کہہ پھر تم کہاں سے جادو کیے جاتے ہو؟''

(٢٢) ﴿ اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴾ [الفرقان: 8]

''یا اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا تم تو بس ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔''

(٢٣) ﴿ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۙ۝ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖۗ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ ابْعَثْ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ۙ۝ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴾

[الشعرآء: 34-38]

''اس نے ان سرداروں سے کہا جو اس کے ارد گرد تھے، یقیناً یہ تو ایک بہت ماہر فن جادوگر ہے۔ جو چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ساتھ تمھیں تمھاری سرزمین سے نکال دے، تو کیا حکم دیتے ہو؟ انھوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو موخر رکھ اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے۔ کہ وہ تیرے پاس ہر بڑا جادوگر لے آئیں، جو بہت ماہر فن ہو۔ تو جادوگر ایک مقرر دن کے طے شدہ وقت کے لیے جمع کر لیے گئے۔''

(٢٤) ﴿ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ﴾

[الشعرآء: 41,40]

”شاید ہم ان جادوگروں کے پیروکار بن جائیں، اگر وہی غالب رہیں۔ پھر جب جادوگر آ گئے تو انھوں نے فرعون سے کہا: کیا واقعی ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے؟“

㉕ ﴿فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ﴾ [الشعرآء: 46]

”تو جادوگر نیچے گرا دیے گئے، اس حال میں کہ سجدہ کرنے والے تھے۔“

㉖ ﴿قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ﴾ [الشعرآء: 153]

”انھوں نے کہا تو تو انھی لوگوں سے ہے، جن پر زبردست جادو کیا گیا ہے۔“

㉗ ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

[النمل: 13]

”تو جب ان کے پاس ہماری نشانیاں آنکھیں کھول دینے والی پہنچیں تو انھوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔“

㉘ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾

[القصص: 36]

”تو جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے کہا یہ تو ایک گھڑے ہوئے جادو کے سوا کچھ نہیں اور ہم نے یہ اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سنا۔“

㉙ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَآ اُوْتِيَ مِثْلَ

مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی اَوَ لَمْ یَکْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وَ قَالُوْٓا اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ﴾ [القصص: 48]

''پھر جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آ گیا تو انھوں نے کہا اسے اس جیسی چیزیں کیوں نہ دی گئیں جو موسیٰ کو دی گئیں؟ تو کیا انھوں نے اس سے پہلے ان چیزوں کا انکار نہیں کیا جو موسیٰ کو دی گئی تھیں۔ انھوں نے کہا یہ دونوں (مجسم) جادو ہیں، جو ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں اور کہنے لگے: ہم تو ان سب سے منکر ہیں۔''

۳۰ ﴿وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّکُمْ عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُکُمْ وَ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْکٌ مُّفْتَرًی وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ [سبأ: 43]

''اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر ایک آدمی، جو چاہتا ہے کہ تمھیں اس سے روک دے جس کی عبادت تمھارے باپ دادا کرتے تھے اور کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا جھوٹ۔ اور ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، حق کے بارے میں کہا، جب وہ ان کے پاس آیا، یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو۔''

۳۱ ﴿وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ [الصافات: 15]

''اور کہتے ہیں یہ صاف جادو کے سوا کچھ نہیں۔''

علاوہ ازیں یہود نے بھی محمد ﷺ پر جادو کیا تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے جادوگروں کے ساتھ قصہ مشہور ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ پھر جس

نے جادو کا انکار کیا، دلیل کے قائم ہونے کے بعد کہ وہ قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ میں واقع ہوا ہے، پس وہ کافر ہے اور اس پر توبہ لازم ہے۔

208- جادو کے متعلق علما کی کیا رائے ہے؟

① امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جادو خبیث ارواح کی تاثیرات اور ان کی طبعی قوتوں کے متحرک ہونے سے مرکب ہے۔''[1]

② امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''شریعت میں جادو ہر اس امر سے مختص ہے، جس کا سبب مخفی ہو اور اس کی حقیقت کے ماسوا کا تخیل ہو۔ وہ دھوکے اور خلافِ واقعہ امر کے قائم مقام ہوتا ہے۔''[2]

③ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ میں ﴿نَفّٰثٰتِ﴾ سے مراد وہ جادوگرنیاں ہیں، جو دم جھاڑ کرتے وقت دھاگوں کی گرہوں میں پھونک لگاتی ہیں۔''[3]

④ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جادو حقیقت ہے اور جمہور اس کے قائل ہیں۔''[4]

---

[1] زاد المعاد [126/4]

[2] مختار الصحاح، مادہ سحر [ص: 288]

[3] تفسیر القرطبي [257/20]

[4] فتح الباري [222/10]

⑤ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے کہا:

''جادو کی بھی حقیقت ہے، بعض جادو قتل کا اور بعض مرض کا باعث بن جاتے ہیں۔ بعض جادو مردوں پر ایسے اثر انداز ہوتے ہیں کہ اسے اس کی زوجہ کے پاس جانے سے روک دیتے ہیں۔ بعض میاں بیوی میں جدائی کا سبب بن جاتے ہیں۔ بعض ان کے درمیان نفرت پیدا کرتے اور بعض محبت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔''[1]

209- کیا جادو کبیرہ گناہوں سے ہے؟

ہاں، جادو کبیرہ گناہوں سے ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ » قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: « الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ »[2]

''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ انھوں نے کہا: وہ کون سی ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ① اللہ کے ساتھ شرک کرنا ② جادو ③ اللہ نے جس نفس کے قتل کو حرام کیا اسے ناحق قتل کرنا ④ سود کھانا ⑤ یتیم کا مال کھانا ⑥ لڑائی

---

[1] المغني [104/10]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [55] صحيح مسلم، رقم الحديث [89]

کے دن بھاگ جانا ⑦ اور پاک دامن اور غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔"

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« هِيَ تِسْعٌ: أَعْظَمُهُنَّ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ، وَالسِّحْرُ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ، قِبْلَتِكُمْ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا، لَا يَمُوتُ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، إِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا فِي بَحْبُوحَةِ جَنَّةٍ، أَبْوَابُهَا مَصَارِيعُ الذَّهَبِ »[1]

"وہ نو ہیں اور ان میں سب سے بڑا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن بھاگنا اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود خوری، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا جو زندہ و مردہ ہونے کی حالت میں تمھارا قبلہ ہے (یعنی تا قیامت وہی تمھارا قبلہ ہوگا) کوئی بھی شخص جو ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیے بغیر فوت ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نماز ادا کرتا اور زکات دیتا رہا تو وہ جنت کے درمیان میں محمد ﷺ کا دوست ہوگا، اس شخص کے دروازوں کے پٹ سونے کے ہیں۔"

[1] الطبراني في الكبير [430/11] اس کی سند حسن ہے۔

210- اسلام میں جادوگر کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب اللہ کے اس فرمان میں ہے:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: 102]

''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی، حالانکہ وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمایش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے، مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی

اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

بجالہ بن عبدہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خط لکھا:

''أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ''[1]

''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔''

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''أَنَّهَا أَمَرَتْ بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَهَا سَحَرَتْهَا فَقُتِلَتْ''[2]

''انھوں نے اپنی اس لونڈی کو جس نے ان پر جادو کیا تھا، قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کر دی گئی۔''

جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ))[3]

''جادوگر کی حد تلوار کی ضرب ہے۔''

---

[1] نيل الأوطار، كتاب الحدود، باب ما جاء في حد الساحر و ذم السحر و الكهانة [3201/7] احمد اور ابو داود نے اسے روایت کیا ہے۔

[2] نيل الأوطار [3202/7] رواه مالك في الموطأ عنه.

[3] نيل الأوطار [3200/7] اسے امام ترمذی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ صحیح بات سیدنا جندب رضی اللہ عنہ پر اس کا موقوف ہونا ہے۔

211- کیا میرے لیے کسی ساحر کے پاس اس غرض سے جانا درست ہے کہ وہ مجھ پر ہونے والے جادو کا علاج کرے؟

یہ درست نہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا، يُؤْمِنُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ ﷺ»[1]

”جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات پر یقین کیا، ایسے شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا کفر کیا۔“

212- اسلام میں تمیمہ (تعویذ) کا کیا حکم ہے؟

تعویذ جائز نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ»[2]

”جس نے کوئی گرہ لگائی، پھر اس میں پھونک لگائی، تحقیق اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا، اس نے شرک کیا اور جس نے کوئی چیز لٹکائی تو وہ اسی کے سپرد کر دیا گیا۔“

---

[1] امام طبرانی نے کبیر میں، امام ترمذی اور ابو یعلی نے اسے جید سند کے ساتھ موقوف بیان کیا ہے، جب کہ اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہ لفظ طبرانی کے ہیں۔

[2] امام نسائی [112/7] نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ دیکھیں: ”ضعیف الترغیب و الترهيب“، رقم الحديث [1788]

213- کیا اسلام جادو اور جادوگروں سے لڑائی کا حکم دیتا ہے؟

ہاں، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ حُجِبَتْ عَنْهُ التَّوْبَةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَإِنْ صَدَّقَهُ بِمَا قَالَ فَقَدْ كَفَرَ»[1]

''جو کسی نجومی (ساحر) کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، چالیس راتوں تک اس سے توبہ روک لی جاتی ہے اور اگر وہ اس کے کہے کی تصدیق کر دے تو بلاشبہہ اس نے کفر کیا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، وَمَنْ أَتَاهُ غَيْرَ مُصَدِّقٍ لَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»[2]

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، دراصل اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی سے براءت کر دی اور جو اس (کاہن) کے پاس آیا، اس کی تصدیق نہ بھی کرے (پھر بھی) اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

214- کیا جادو کا کسی نے انکار بھی کیا ہے؟

جی ہاں، معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل

---

[1] امام طبرانی نے اسے واثلہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔

[2] فتح الباري [10/217] سنن أبي داود، رقم الحديث [3904] یہ لفظ ابوداود کے ہیں۔

نہیں، بلکہ یہ محض دھوکا ہے، یہ صرف جھوٹ کو سچ کہنا، خیال دلانا اور کسی چیز کی غیر اصل کا وہم دلانا ہے۔ یہ ہلکے پن اور شعبدہ بازی کی ایک قسم ہے۔

215- کیا کوئی جادو اچھا اور کوئی بُرا بھی ہوتا ہے؟

نہیں، جادو کلی طور پر بُرا ہی ہوتا ہے اور جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ جادو کے ذریعے بعض جوڑوں میں محبت پیدا کر دے گا، وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، کیوں کہ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، جادوگروں کے ہاتھوں میں نہیں۔

اپنے ہاتھ کو جادوگروں کے رب اور تمام لوگوں کے رب کے سامنے پھیلا کر اس سے سوال کر کہ وہ مجھ میں اور میرے اہلِ خانہ میں محبت پیدا کرے، بجائے اس کے کہ تو ان ملعون جادوگروں کے دروازوں کی راہ لے۔ جو جادوگروں کی طرف گیا، اس پر توبہ کرنا لازم ہے۔

216- کیا جادو کا علاج جادو کے ساتھ جائز ہے؟

نہیں، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ»[1]

''بلاشبہہ اللہ نے تمھاری شفا ایسی چیزوں میں نہیں رکھی، جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔''

217- ہم جادوگروں، دجالوں اور قرآن کے ساتھ علاج کرنے والوں میں کیسے فرق کریں گے؟

جادوگر وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاري [247,248/6]

"ممکن ہے کہ ہم تیرے فائدے کے لیے کسی شخص کو تکلیف دیں اور اس میں عملی طور پر جادو آزمائیں۔ ممکن ہے کہ ہم اس شخص کو اس کی بیوی سے ملائیں، ممکن ہے کہ وہ اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگے، وغیرہ۔"

جادوگر گندے رہنے والے لوگ ہوتے ہیں، نہ وہ استنجا کرتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں، بلکہ حرمت والی چیزوں کی حرمت پامال کرتے ہیں، نہ وہ اسلام کے متعلق کچھ علم رکھتے ہیں اور نہ رسولِ اسلام ہی کے متعلق۔ اگر انھیں اسلام کی طرف دعوت دی جائے تو وہ بھڑک اٹھتے ہیں، افسوس کہ پھر بھی ان میں سے بعض اسلام کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

جادوگروں کے آلات:

مورتیاں، موم، دھونی دینے کا آلہ، دھنیا، زیرہ، جاوی، مِلے ہوئے لونگ، پتھر، لاٹھیاں، رسیاں، گوند، ایلوا، گندھک وغیرہ۔

دجال:

وہ ایسا مریض شخص ہوتا ہے، جسے جن معلومات فراہم کرتا ہو۔ جو مندرجہ ذیل کام کرے، وہ دجال ہوگا:

کتاب پڑھنا، ہتھیلی پڑھنا، پیالہ پڑھنا، سریانی طریقہ، برہنیہ طریقہ۔ جو کہے: تیرا نام، تیری ماں کا نام، دھاڑنا، ذبح کرنا، جو کہے: اس شکل کا پرندہ خرید، یا اُس شکل کا خرید، جو غیر عربی میں بات کرے، جو ایسا کلام کرے جسے کوئی سمجھ نہ پائے، جو کلام تو کرے، لیکن اس کی آواز کوئی بھی نہ سن سکے۔

معالج بالقرآن:

ایسا شخص ہوتا ہے جو تقوی، اصلاح اور پرہیزگاری میں معروف ہو، تو

اسے دیکھے تو سمجھے کہ اللہ کے ولی کو دیکھا ہے، تو اس میں سنت کی اتباع دیکھے گا، تو اسے جنوں کے حالات جاننے والا دیکھے گا، وہ آیت و حدیث کے بغیر کلام کرنے والا نہ ہوگا، وہ شخص شریعت کا پابند، متقی اور پرہیز گار ہوگا۔

218- کیا رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا؟ اس کی دلیل کیا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ آپ ﷺ کی حالت ایسے ہوگئی کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس نہ بھی گئے ہوتے تو سمجھ بیٹھتے کہ گئے ہیں (سفیان نے کہا کہ جب اس طرح کی کیفیت ہو تو یہ جادو کا سخت ترین حملہ ہوتا ہے) پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

« يَا عَائِشَةُ! أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلِيْ، فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِي لِلآخَرِ: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الأَعْصَمِ، رَجُلٌ مِّنْ بَنِي زُرَيْقٍ، حَلِيْفُ الْيَهُوْدِ، كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: وَفِيْمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، قَالَ: وَ أَيْنَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَان » قَالَتْ: فَأَتَى الْبِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ: « هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِيْنِ » قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ فَقُلْتُ: أَفَلَا تَنَشَّرْتَ؟ فَقَالَ: « أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا »[1]

[1] صحيح البخاري، كتاب الطب، باب هل يستخرج السحر [5432/5]

اے عائشہ! کیا تجھے علم ہے کہ میں نے اللہ سے جس بارے میں پوچھا، تھا اس نے مجھے بتا دیا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک ان میں سے میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ سر کے پاس بیٹھنے والے نے دوسرے سے کہا: اس آدمی کو کیا (مرض) ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا ہوا ہے، اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: یہود کے حلیف، بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی لبید بن اعصم نے، جو ایک منافق شخص تھا، پہلے نے پوچھا: کس چیز میں؟ (اس نے جادو کیا ہے) کھجور کے نر کھابے کے گچھے میں، ذروان کے کنویں میں، جس پتھر پر کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اس کے نیچے (وہ جادو پڑا ہوا ہے)۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر آئے اور اسے نکال لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی وہ کنواں تھا، جو مجھے دکھایا گیا اور اس کا پانی، منہدی ملے ہوئے پانی کی طرح تھا اور اس کی کھجوریں شیاطین کے سروں کی طرح تھیں۔ پس وہ (جادو والی چیزیں) نکال لی گئیں۔'' میں نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عام نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے جب شفا دے دی ہے تو میں کسی پر شر کو بھڑکانا نہیں چاہتا۔''

یہ بھی مروی ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ گرہوں اور کمان کی ایک تانت میں جادو کیا تھا، جسے اس نے کنویں میں دبا دیا تھا، جسے ذروان کہا جاتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور تین دن تک یہ بیماری کافی

شدید رہی، پھر جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو جادو کے متعلق خبر دی، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا طلحہ کو بھیجا، وہ اسے لے آئے۔ آپ ﷺ نے اس پر معوذتین پڑھیں، جوں جوں اس کی کوئی گرہ کھلتی جاتی تھی، آپ ﷺ اپنے جسم میں خفت اور راحت پاتے تھے۔

یہاں ہم کہتے ہیں کہ واقعی نبی اکرم ﷺ پر جادو ہوا، جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ جو بخاری میں آئے وہ صحیح ہے، صحیح ہے، صحیح ہے۔

ذیل میں امام بخاری کے بارے میں کچھ معروضات پیشِ خدمت ہیں، اللہ ان پر وسیع رحمت کرے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش 194ھ میں ہوئی۔ آپ نے قرآن مجید دس سال کی عمر سے قبل ہی حفظ کر لیا تھا، پھر آپ کی نظر چلی گئی۔ آپ کی والدہ اپنے رب سے مسلسل دعا مانگتی رہی، حتی کہ اسے خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نظر آئے اور انھوں نے اسے کہا: اللہ نے اس پر دوبارہ نظر کو لوٹا دیا ہے۔

امام بخاری نے دس سال کی عمر سے قبل قرآن حفظ کیا، پھر احادیث حفظ کرنے کا آغاز کیا۔

پھر آپ مکہ گئے، جہاں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے اور 18 سال کی عمر میں انھوں نے 15 ہزار احادیث اسانید کے ساتھ زبانی یاد کر لی تھیں۔ ان کو ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث ازبر تھیں۔

امام بخاری اس پہاڑ کی مانند ہیں، جسے پکی انیٹوں سے مارنے والا بھی حرکت نہیں دے سکتا۔ امام بخاری کو اگر ساقط کیا جائے تو سنت کلی طور پر ساقط

ہو جائے۔ امام بخاری سنت کے سر ہیں، جب سر ساقط ہو تو سارا جسم ساقط ہو جاتا ہے۔ امام بخاری تفسیر، فقہ اور حدیث کے امام تھے عابد اور زاہد شخصیت تھے اور جس نے امام بخاری کے بارے بدکلامی کی، وہ اللہ کے دین کا ذرا بھی فہم نہیں رکھتا، اگرچہ وہ کتنا بڑا عالم ہو۔

انھوں نے جس سے بھی حدیث لکھی، اسے وہ جانتے تھے کہ وہ کون ہے، اس کی کنیت کیا ہے۔ وہ اس کے متعلق ہر چیز کو جانتے تھے۔

ہر حدیث لکھنے سے قبل انھوں نے غسل کیا، پھر وضو کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر حدیث لکھی۔

انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے سے کوئی چیز ہٹا رہے ہیں یا وہ ہر قدم نبی ﷺ کے قدم مبارک کے نشان پر رکھتے ہیں۔

ایک ہزار سے زائد علما سے ملاقات کی اور ان سب سے علم حاصل کیا اور 1080 علما سے حدیث لکھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ ہفتے کے دن عید الفطر کی رات سنہ 256ھ میں اللہ سے دعا کرنے کے بعد فوت ہوئے اور ظہر کی نماز کے بعد دفن کیے گئے۔

صلحا میں سے کسی نے نبی ﷺ اور آپ کے تمام صحابہ کو ان کے جنازے کے ساتھ چلتے دیکھا۔ ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی اور سبھی لوگ اس خوشبو کو پا رہے تھے۔

جب آپ بغداد آئے تھے تو کچھ محدثین نے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے سو احادیث لیں اور ان کے متون اور اسانید کو باہم رد و بدل کرنے کے لیے

دس آدمیوں کے سپرد کیں اور ہر آدمی کو دس دس احادیث دے کر حکم دیا کہ ان میں رد و بدل کرو۔ پھر جب یہ کام ہو چکا تو ان میں سے ایک آدمی نے پہلی حدیث کے بارے امام بخاری سے پوچھا تو انھوں نے کہا: میں اسے نہیں جانتا، پھر اس نے ان سے دوسری حدیث کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں اسے نہیں جانتا۔ حتی کہ وہ دس احادیث سے فارغ ہو گیا اور امام بخاری کہتے رہے: میں اسے نہیں جانتا۔ پھر دوسرا آدمی اٹھا، اس نے اپنی دس احادیث پیش کیں، اس کے ساتھ بھی پہلے جیسا معاملہ ہوا، یہاں تک کہ وہ دس آدمی اپنی اپنی احادیث پیش کرتے رہے، لیکن امام بخاری نے اس سے زیادہ جواب نہ دیا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ لیکن علما کو اس کے باوجود پہچان تھی کہ وہ اس کا علم رکھتے ہیں۔ پھر امام بخاری نے ان میں سے پہلے کو کہا: تیری پہلی حدیث اس طرح سے ہے، دوسری اس طرح سے ہے، اسی طرح سے دس تک بیان کیں، ہر متن کو اس کی سند کے ساتھ اور ہر سند کو اس کے اپنے متن کے ساتھ ملایا۔ پھر باقی نو سے بھی یہی معاملہ کیا۔ سب لوگوں نے ان کے حافظے کا اقرار کیا اور ان کی فضیلت کا یقین کر لیا۔ یہ تھے امام بخاری رحمہ اللہ!

219- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے جادو کیا جا سکتا ہے، جب کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟

یہ معاملہ ساری امت کو یہ امر سکھانے کے لیے تھا کہ جادو حق ہے، وہ اللہ کے اذن سے باعثِ تکلیف ہوتا ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

220- وہ جادو جو نبی ﷺ پر کیا گیا، وہ آپ پر کیسے اثر انداز ہوا تھا؟

وہ جادو آپ ﷺ پر اس طرح اثر انداز ہوا تھا کہ آپ ایک کام نہ بھی کرتے تو ایسے محسوس ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔

221- کیا اس عرصے میں جس میں آپ ﷺ پر جادو کا اثر تھا، وحی کا نزول ہوا تھا؟

نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے مطلقاً اس عرصے میں وحی کا نزول نہیں ہوا تھا۔

222- ہم اس آیت کریمہ ﴿وَ اللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ اور رسول اللہ ﷺ پر جادو والی حدیث میں کیسے تطبیق دیں گے؟

﴿وَ اللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدة: 67]

''اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔''

اس آیت اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں، وہ اس طرح سے کہ یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے جادو سے شفا پالینے کے بعد نازل ہوئی ہے۔

223- نبی اکرم ﷺ کا جادو سے علاج کیسے کیا گیا؟

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ کو ان الفاظ میں دم کیا:

« بِاسۡمِ اللّٰهِ أَرۡقِيكَ مِنۡ كُلِّ شَيۡءٍ يُؤۡذِيكَ، مِنۡ شَرِّ كُلِّ نَفۡسٍ أَوۡ عَيۡنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشۡفِيكَ، بِاسۡمِ اللّٰهِ أَرۡقِيكَ » ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں جو آپ کے لیے باعث تکلیف ہے۔ ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے، اللہ آپ کو شفا دے گا۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔ تین بار پڑھ کر انھوں نے آپ کو اس کے ساتھ دم کیا۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا، وہ دونوں اس کنویں سے جادو کو لے آئے، جس میں وہ دفن تھا، پھر انھوں نے ایک ایک کر کے اس کی تمام گرہیں کھول دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جادو کی جگہ اگر معلوم ہو جائے اور اسے نکال لیا جائے تو اس کا اثر باطل ہو جاتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اس کی جگہ کا علم ہو جائے۔

لیکن زیادہ مناسب یہی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو مسنون دم کے ساتھ دم کرے اور رسول اللہ ﷺ سے منقول چیز کے ساتھ اپنی حفاظت کرے۔

224- کیا دورِ نبوی میں دم کیا جاتا تھا؟

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور ان کے پاس ایک عورت تھی جسے وہ دم کر رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«عَالِجِيهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ» [1] "اللہ کی کتاب کے ساتھ اس کا علاج کر۔"

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب الرقیٰ والتمائم [464/13] علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے! السلسلة الصحيحة، رقم الحديث [1931]

225- کیا روحانی امراض کا کوئی علاج ہے یا نہیں؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً أَوْ لَمْ يَخْلُقْ دَاءً إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَ أَوْ خَلَقَ لَهُ دَوَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِلَّا السَّامَ » قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: « اَلْمَوْتُ »[1]

''بلاشبہ اللہ نے جو بیماری بھی نازل کی، اس کے لیے اللہ نے دوا بھی نازل کی ہے، جس نے اسے سیکھ لیا، اس نے سیکھ لیا اور جس نے جہالت برتی، وہ جاہل ہی رہا۔ لیکن ''سام'' اس سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اس کا کوئی علاج نہیں۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ''سام'' کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت۔''

226- کیا کاہن جھوٹ بولتے ہیں؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

« إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ ». فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ

[1] مسند أحمد [413/1] المستدرك للحاكم [445/4]

الدَّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كِذْبَةٍ» [1]

''بلاشبہہ وہ کوئی چیز نہیں۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک وہ بسا اوقات ایسی بات بھی بیان کرتے ہیں، جو سچی ہوتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ حق وہ ہوتا ہے، جسے کوئی جن اچک لیتا ہے اور وہ مرغی کے بولنے کی طرح اپنے ولی (کاہن) کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ اس میں سو سے زائد جھوٹ ملا لیتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً» [2]

''جو کسی نجومی (کاہن) کے پاس آیا، پھر اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو ایسے شخص کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

نیز آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے:

«مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ» [3]

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے کہے کی تصدیق کی، بلاشبہہ وہ اس شریعت سے بَری ہے، جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل کی۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6213] صحيح مسلم [2228]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2230] صحيح الجامع، رقم الحديث [5940]

[3] مسند أحمد، رقم الحديث [9405] سنن الترمذي، رقم الحديث [135] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [239] سنن أبي داود، رقم الحديث [3904] حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسے اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ [فتح الباري: 10/217]

227- جنوں کے وجود کے متعلق شیخ الجزائری کی کیا رائے ہے؟

فضیلۃ الشیخ ابوبکر الجزائری نے جنوں کے متعلق فرمایا:

''بلاشبہہ جنوں کا انسانوں کو تکلیف دینا ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ وہ دلیل سمعی اور دلیل حسی دونوں کے ساتھ ثابت ہے۔ عقل اس کو محال نہیں کہتی، بلکہ اس کی اجازت دیتی اور اس کے وجود کو ثابت کرتی ہے۔ اگر وہ فرشتے حفاظت نہ کرتے جن کی اللہ نے ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ انسان کی حفاظت کریں۔ تو جن و شیاطین سے کوئی بھی نجات نہ پا سکتا تھا اور اس کی وجہ انسان کا ان کو نہ دیکھ پانا اور ان کا بڑی تیزی سے پھرنے کی قدرت رکھنا ہے، اس لیے کہ ان کے اجسام اتنے باریک ہیں کہ ہماری حِس و شعور ان کا ادراک نہیں کر سکتے اور اس بات میں بھی شک نہیں کہ بعض جن بعض انسانوں کو تکلیف بھی دیتے ہیں، اس کی وجہ انسان کا کسی طریقے سے ان کو تکلیف دینا ہوتا ہے، مثلاً یہ ان پر گرم پانی گرا دیتا ہے، یا ان پر پیشاب کر دیتا ہے یا لاشعوری میں ان کے کچھ گھروں کو روند ڈالتا ہے، پھر وہ انتقامی طور پر اسے تکلیف دیتے ہیں۔''[1]

228- الشیخ ابوبکر الجزائری کا جن کے ساتھ کیا قصہ ہے؟

فضیلۃ الشیخ ابوبکر الجزائری جن کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] ماخوذ از کتاب وقاية الإنسان من الجن والإنسان [ص: 54] للشيخ وحيد عبد السلام بالی.

''یہاں ہم اپنے گھر میں ہونے والے ایک وقوعہ کا ذکر کرتے ہیں، جس کے آلام و آثار کی تکلیف کو ہم نے برداشت کیا ہے۔ ہوا یوں کہ مجھ سے بڑی میری سعدیہ نامی بہن تھی۔ ہم ان دنوں چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ ہم گھر کے نچلے حصے سے بالائی حصے کی طرف ایک رسی کے واسطے سے چڑھ جاتے، جسے ہم نے کھجور کی ایک شاخ کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ کھجور کی شاخ کو کبھی ہم چھت سے رسی کے ذریعے کھینچ لیتے تھے۔ ایک دن یوں ہوا کہ میری بہن نے رسی کو کھینچا، لیکن وہ شاخ کو اپنی طرف کھینچنے میں ناکام رہی اور کھینچتے کھینچتے خود زمین پر کسی جن کے اوپر آ گری، گویا اس نے جن پر گر کر اسے شدید اذیت دی، پھر اس جن نے اس سے انتقام لیا۔ وہ ہر ہفتے میں دو یا تین یا زائد مرتبہ اس کے پاس سوتے وقت آتا تھا، پھر وہ اس کا گلہ گھوٹتا تھا۔ وہ مسکین بہن ہاتھ پاؤں مارتی اور ذبح کی ہوئی بکری کی طرح مضطرب ہو جاتی تھی۔ وہ اسے نیم مردہ ہونے کی حالت میں چھوڑتا تھا۔ ایک دن وہ اس کی زبان پر یہ صراحت کرتے ہوئے بولا کہ وہ اس کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کر رہا ہے کہ اس نے اسے تکلیف دی ہے، پھر وہ مسلسل اس کے پاس آتا رہا اور اسے عذاب دیتا رہا، حتی کہ ایک دن آیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کا یہ معاملہ تقریباً دس سال رہا، پھر وہ اپنی عادت کے مطابق آیا اور اس کی جان نہ چھوڑی، حتی کہ اس کو موت آ گئی۔ اللہ اس پر رحم کرے اور اسے معاف کرے۔ آمین

یہ وہ حادثہ تھا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دیکھنے والا سننے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ یعنی دیکھنے والا ہر قسم کے شک سے بَری ہو جاتا ہے۔[1]

229- اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر جادو کرے تو کیا وہ جادو لازماً اسے نقصان پہنچائے گا؟

جی نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: 102]

''اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔''

اس کے اثر انداز ہونے میں تصرف صرف اللہ کی ذات کا ہے، وہی اسے گھماتا اور جیسے چاہتا ہے حرکت میں لاتا ہے۔ پس کوئی جادوگر، کوئی انسان اور کوئی اور چیز، کوئی بھی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، پس ساری بادشاہی اسی کی بادشاہی ہے۔

مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ وہ ایک آدمی سے محبت کرتی ہے، جو اس کا پڑوسی بھی ہے اور آج کل اس کا دوست بھی ہے۔ ان دونوں کے درمیان غیر شرعی تعلقات بھی ہیں، پھر وہ اسے تنہائی میں ملا، اس کا معاملہ واضح ہونے کے بعد (یعنی عورت حاملہ ہوگئی) اس عورت نے اس کے ساتھ شادی کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن وہ اسے چھوڑ گیا۔ پھر اس معاملے میں اہم بات جو مطلوب ہے، وہ یہ ہے کہ کچھ بُرے لوگوں نے عورت

[1] حوالہ سابقہ.

سے کہا کہ تو اس پر جادو کروا دے، تا کہ وہ اسے تیرے سامنے جھکا دے، چناں چہ وہ ایک جادوگر کے پاس گئی، پھر دوسرے کے پاس، پھر کسی دجال کے پاس، کسی شعبدہ باز کے پاس، بالآخر وہ ایک جادوگر کے پاس گئی، جس نے اسے کہا: میں عمل کرنے سے قبل تیرے ساتھ زنا کروں گا اور پھر بالفعل اس جادوگر نے اس کے ساتھ کئی مرتبہ زنا کیا۔ المختصر اس کے پڑوسی دوست پر اس جادو کا اثر نہ ہوا اور یہ ہر ممکن کوشش کے باوجود بھی اس کو نہ پا سکی، اس نے کہیں اور شادی کر لی اور اِس عورت سے قطعی طور پر جدا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کے مقدر میں اس جادو کا اثر نہ لکھا تھا، اس لیے وہ بچ گیا۔ تو حکم صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔ پھر جب ہم نے اس عورت کو اس کے عمل کی حرمت سے آگاہ کیا اور اسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو اس نے سچے دل سے توبہ کر لی۔

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمان کو اچھے طریقے سے اس کے دین کی طرف پھیر دے۔

230- مشرکین نے نبی ﷺ کی دعوت کو کیسے ٹھکرایا؟

اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یوں فرمایا ہے:

﴿ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴾

[الحجر: 15,14]

”اور اگر ہم ان پر آسمان سے کوئی دروازہ کھول دیں، پس وہ دن بھر اس میں چڑھتے رہیں۔ تو یقیناً کہیں گے کہ بات یہی ہے کہ ہماری

آنکھیں باندھ دی گئی ہیں، بلکہ ہم جادو کیے ہوئے لوگ ہیں۔‘‘

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ ان کے کفر کی شدت، ان کے عناد اور ان کے حق سے تکبر کرنے کی خبر دیتے ہیں کہ بلاشبہہ اگر اللہ ان کے لیے آسمان میں دروازہ بھی کھول دیتے اور وہ اس میں چڑھ بھی جاتے، پھر بھی وہ اس کی تصدیق نہ کرتے، بلکہ کہتے: ﴿سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا﴾ یعنی ہماری آنکھیں ہی بند کر دی گئی تھیں، ہماری آنکھیں اندھی کر دی گئی تھیں، ہم پر تو جادو کر دیا گیا تھا۔ ’’سکران‘‘ اس کو کہتے ہیں جو عقل نہ رکھتا ہو۔

231- کیا یہ سچ ہے کہ تمام انبیا پر جنون اور جادو کی تہمت لگائی گئی تھی؟

ہاں یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ [الذاريات: 52]

’’اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے، کوئی رسول نہیں آیا، مگر انھوں نے کہا یہ جادوگر ہے، یا دیوانہ۔‘‘

اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسے یہ مشرک کہہ رہے ہیں، اسی طرح ان سے پہلے اپنے رسولوں کو جھٹلانے والے لوگوں نے بھی کہا تھا: ﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾

232- کیا چاند کا پھٹنا جادو سے تھا؟

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَيَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ﴾ [القمر:2]

''اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔''

ہجرت سے قبل چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ مشرکین کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر جادو کیا ہے۔ وہی جادو جو وہ تم پر کرتا ہے۔

﴿وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً﴾ یعنی اگر وہ کوئی دلیل، حجت اور برہان دیکھ لیں۔

﴿يُّعۡرِضُوۡا﴾ یعنی وہ اس کے سامنے سر نہ جھکائیں گے، بلکہ اس سے اعراض کریں گے اور اسے اپنی پشتوں کے پیچھے ڈالیں گے۔

﴿وَيَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ﴾ یعنی وہ کہتے ہیں، یہ چیز جس کا ہم نے مشاہدہ کیا، اس جادو کا حصہ ہے، جو اس نے ہم پر کیا ہے اور ﴿مُّسۡتَمِرٌّ﴾ کا معنی ''ذاهب''، یعنی باطل ہے، جسے کوئی دوام نہیں ہوتا۔

233- مجھے ایک جادوگر نے بتایا ہے کہ اس کا جادو سمندر میں ہے۔ پھر میں اسے کیسے زائل کروں؟

جادو کے دو کنارے ہوتے ہیں:

پہلا کنارہ: مسحور کے جسم میں ہوتا ہے۔ خواہ اس نے اس جادو شدہ چیز کو کھایا ہو یا پیا ہو یا اس پر چلا ہو یا کسی جن کے ذریعے ہو۔

دوسرا کنارہ: سمندر میں، فضا میں، خشکی میں، زمین میں، کسی درخت میں مدفون یا

مچھلی میں ہوتا ہے، پس یہ ساری چیزیں مجھے پریشان نہیں کر سکتیں۔

پہلا کنارہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر اس کا علاج ہو جائے تو سبھی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، لیکن دوسرا کنارہ مجھے غمزدہ نہیں کرتا اور نہ میں اس کے ساتھ مشغول ہوتا ہوں، اس لیے کہ یہ جادوگروں کے راستے ہیں، تاکہ وہ باطل کے ساتھ لوگوں کے مال حاصل کر سکیں۔

234- کیا یہ بات درست ہے کہ سب سے افضل دم سورۃ الفاتحہ ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ [الفاتحة: 1-7]

”سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، جن پر نہ غصہ کیا گیا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔“

صحیحین میں ہے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی کچھ نفری ایک سفر میں نکلی، یہاں تک کہ وہ

عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے ہاں ٹھہرے، پھر ان سے حق مہمانی کا مطالبہ کیا، لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ خدا کا کرنا کہ قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس دیا۔ قبیلے والوں نے لاکھ جتن کیے، مگر سردار کو آرام نہ آیا۔ پھر ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، جو یہاں اترے ہیں، شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو؟ پھر وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: قافلے والو! ہمارے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا ہے، ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس کو آرام آ جائے، لیکن بے سود، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ (جو اس پر موثر ہو) ان میں سے ایک نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم میں دَم کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! ہم نے تم سے حقِ ضیافت طلب کیا، لیکن تم نے ہماری ضیافت نہیں کی، اب میں تمھارے لیے اس وقت تک دم نہیں کروں گا، حتی کہ تم ہمارے لیے کوئی عوضانہ مقرر کرو۔ انھوں نے ان سے بکریوں کے ایک ریوڑ پر مصالحت کی۔

پھر وہ صحابی گئے اور اس پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھ کر تھتکارا، تو وہ ایسے ہو گیا، جیسے رسیوں سے آزاد کیا گیا ہو اور ایسے چلنے لگا، جیسے اسے کوئی بیماری ہے ہی نہیں۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: انھوں نے وہ عوضانہ پورا ادا کیا، جس پر انھوں نے مصالحت کی تھی۔ کچھ لوگوں نے کہا: اسے تقسیم کر لو، لیکن دم کرنے والے نے کہا: ایسے نہ کرو۔ ہم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس معاملے کا ذکر کریں گے، پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات

چیت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ » ثُمَّ قَالَ: « قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا » فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.[1]

”تجھے کیسے پتا چلا کہ وہ دم ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے درست کیا ہے، ان بکریوں کو تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہنسے۔“

ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے وہ سورت سات بار یا تین بار پڑھی تھی۔ دم میں تھوکنے کا محل قراءت کے بعد ہے، تاکہ ان اعضا میں قراءت کی برکت حاصل ہو جائے، جن پر وہ گزرتا ہے۔[2]

فاتحہ درج ذیل مضامین کو متضمن ہے، عبادت کا خالص کرنا، اللہ کی تعریف کرنا، تمام کام اس کے سپرد کرنا، اس پر توکل کرنا، اس سے جامع کلمات میں سوال کرنا اور ان تمام باتوں کا مجموعہ وہ ہدایت ہے، جو تمام نعمتوں کے حصول اور تمام بیماریوں سے دوری کا سبب ہے۔ سورۃ الفاتحہ تمام ادویات میں سے بڑی دوا، شفا کا موجب اور کفایت کرنے والی ہے۔

235- کیا جادو کی تمام انواع کو باطل کرنے کے لیے، قرآن کی کوئی سورت ہے؟

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2156] كتاب الإجاره، رقم الحديث [16] صحيح مسلم، رقم الحديث [2201]

[2] نيل الأوطار [290/5/2]

«اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِّأَصْحَابِهِ، اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَ تَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ»[1]

''قرآن پڑھا کرو، بلاشبہہ وہ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔ سورۃ البقرہ اور سورت آل عمران دو روشنیوں کو پڑھا کرو، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں، یا دو پردوں، یا صف بستہ پرندوں کے دو گروہوں کی صورت میں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی۔ بلاشبہہ اس کا پکڑنا (عمل کرنا) برکت اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے اور باطل پرست اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

معاویہ نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ''بَطَلَةُ'' سے مراد جادوگر ہیں۔ مفسرین نے کہا: سورۃ البقرہ اور آل عمران کا نام ''زَهْرَاوَيْنِ'' ان کے نور، ان کی ہدایت اور ان کے عظیم اجر کی وجہ سے ہے۔

236- کھجور اور جادو میں کیا تعلق ہے؟

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ»[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [1337]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5130]

''جس نے صبح کے وقت (نہار منہ) سات کھجوریں کھالیں، اسے اس دن کوئی زہر اور کوئی جادو نقصان نہ دے گا۔''

صحیح بخاری کی ایک روایت میں «إِلَى اللَّيْلِ» ''رات تک'' کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ »[1]

''جس نے مدینے کی دو پہاڑیوں کے درمیان کی سات کھجوریں صبح کے وقت کھالیں، اسے شام تک کوئی زہر نقصان نہ دے گا۔''

ان احادیث میں مدینے کی عجوہ کھجور اور دوسری کھجور کو مخصوص کیا گیا ہے۔ مدینے کے علاوہ نہیں۔ بعض علما نے کہا ہے: ''کوئی بھی کھجور ہو۔'' واللہ أعلم.

237- میں جادو کا مریض ہوں، ایک عرصے سے علاج کروا رہا ہوں، لیکن ابھی تک شفا نہیں ہوئی، مجھے کیا کرنا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾ [العنكبوت: 1]

''کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی چیز پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2047]

یہ ایک اللہ تعالیٰ کی آزمایش ہے، اس پر صبر کرنا چاہیے، مگر ساتھ ساتھ علاج بھی جاری رکھیں، یہاں تک کہ علاج کا کوئی فائدہ حاصل ہو۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة: 155]

''اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔''

تجھے درج ذیل کام کرنے چاہییں:

① قضائے الٰہی کے ساتھ راضی ہونا ضروری ہے۔ کئی مریض ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں، میں ہوں ہی اسی لائق جب کہ یہ درست نہیں۔

آزمایش ہٹائی نہیں جاتی حتی کہ بندہ اس سے راضی ہو جائے۔

② صبر کرنا، اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ آزمایش میں کیا بھلائی ہے تو اللہ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [آل عمران: 146]

''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

③ اکلِ حلال، اپنی غذا حلال کر لو تمھاری دعا قبول ہوگی۔

④ لوگوں کے حقوق و اموال ان کی طرف لوٹانا۔

⑤ سود سے دور رہنا۔

⑥ تمام گناہوں سے توبہ کرنا۔

238- آیاتِ شفا کون سی ہیں؟

وہ آیات درج ذیل ہیں:

① ﴿قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [التوبة: 14]

''ان سے لڑو، اللہ انھیں تمھارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور انھیں رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمھاری مدد کرے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا دے گا۔''

② ﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ [الشعرآء: 80]

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔''

③ ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [يونس: 57]

''اے لوگو! بے شک تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔''

④ ﴿ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: 69]

''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھا، پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو مسخر کیے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے، جس کے رنگ مختلف ہیں، اس میں لوگوں کے لیے ایک قسم کی

شفا ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

⑤ ﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ [الإسرآء: 82]

''اور ہم قرآن میں سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں، جو ایمان والوں کے لیے سراسر شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو خسارے کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔''

⑥ ﴿ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ [حٰم السجدة: 44]

''اور اگر ہم اسے عجمی قرآن بنا دیتے تو یقیناً وہ کہتے اس کی آیات کھول کر کیوں نہ بیان کی گئیں؟ کیا عجمی زبان اور عربی (رسول)؟ کہہ دے، یہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھا ہونے کا باعث ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں بہت دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔''

239- جادو کو باطل کرنے والی آیات کون سی ہیں؟

① بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ [الفاتحة: 1-7]

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، جن پر نہ غصہ کیا گیا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔''

② ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرة: 255]

''اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے، نہ اسے کچھ اونگھ پکڑتی ہے اور نہ کوئی نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے وہ جو ان کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے، جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سمائے ہوئے

ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہی سب سے بلند، سب سے بڑا ہے۔''

③ ﴿وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾

[الأعراف: 113-122]

''اور جادوگر فرعون کے پاس آئے، انھوں نے کہا یقیناً ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے۔ کہا ہاں! اور یقیناً تم ضرور مقرب لوگوں سے ہو گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تو پھینکے، یا ہم ہی پھینکنے والے ہوں۔ کہا تم پھینکو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں سخت خوف زدہ کر دیا اور وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی پھینک، تو اچانک وہ ان چیزوں کو نگلنے لگی جو وہ جھوٹ موٹ بنا رہے تھے۔ پس حق ثابت ہوگیا اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ تو اس موقع پر وہ مغلوب ہوگئے اور ذلیل ہو کر واپس

ہوئے۔ اور جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے۔ انھوں نے کہا ہم جہانوں کے رب پر ایمان لائے۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔''

④ ﴿ قَالَ مُوسَى أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴾ [یونس: 77-82]

''موسیٰ نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں (یہ) کہتے ہو، جب وہ تمھارے پاس آیا، کیا جادو ہے یہ؟ حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتے۔ انھوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اس راہ سے پھیر دے، جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور اس سرزمین میں تم دونوں ہی کو بڑائی مل جائے؟ اور ہم تم دونوں کو ہرگز ماننے والے نہیں۔ اور فرعون نے کہا میرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے کر آؤ۔ تو جب جادوگر آگئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: پھینکو جو کچھ تم پھینکنے والے ہو۔ تو جب انھوں نے پھینکا، موسیٰ نے کہا تم جو کچھ لائے ہو یہ تو جادو ہے، یقیناً اللہ اسے جلدی باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کا کام درست نہیں کرتا۔ اور اللہ حق کو اپنی

باتوں کے ساتھ سچا کر دیتا ہے، خواہ مجرم برا ہی جانیں۔"

۵ ﴿ وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ

اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ۝ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَلَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ۝ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴾ [طٰہٰ: 56-72]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اسے اپنی نشانیاں سب کی سب دکھلائیں، پس اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا۔ کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دے اے موسیٰ!۔ تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔ کہا تمھارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں۔ پس فرعون لوٹا، پس اس نے اپنے داؤ پیچ جمع کیے، پھر آ گیا۔ موسیٰ نے ان سے کہا تمھاری بربادی ہو! اللہ پر کوئی جھوٹ نہ باندھنا، ورنہ وہ تمھیں عذاب سے ہلاک کر دے گا اور یقیناً ناکام ہوا جس نے جھوٹ باندھا۔ تو وہ اپنے

معاملے میں آپس میں جھگڑ پڑے اور انھوں نے پوشیدہ سرگوشی کی۔کہا بے شک یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں، چاہتے ہیں کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دیں اور تمھارا وہ طریقہ لے جائیں جو سب سے اچھا ہے۔سو تم اپنی تدبیر پختہ کرو، پھر صف باندھ کر آ جاؤ اور یقیناً آج وہ کامیاب ہوگا جس نے غلبہ حاصل کر لیا۔انھوں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تو پھینکے، یا ہم ہی پھینکنے والے ہوں۔ کہا بلکہ تم پھینکو، تو اچانک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں، اس کے خیال میں ڈالا جاتا تھا، ان کے جادو کی وجہ سے کہ واقعی وہ دوڑ رہی ہیں۔تو موسیٰ نے اپنے دل میں ایک خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کر، یقیناً تو ہی غالب ہے۔ اور پھینک جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، وہ نگل جائے گا جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بے شک انھوں نے جو کچھ بنایا ہے، وہ جادوگر کی چال ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں بھی آئے۔تو جادوگر گرا دیے گئے، اس حال میں کہ سجدہ کرنے والے تھے، انھوں نے کہا: ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔ کہا تم اس پر اس سے پہلے ایمان لے آئے کہ میں تمھیں اجازت دوں، یقیناً یہ تو تمھارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے، پس یقیناً میں ہر صورت تمھارے ہاتھ اور تمھارے پاؤں مخالف سمت سے بری طرح کاٹوں گا اور ضرور ہر صورت تمھیں کھجور کے تنوں پر بُری طرح سولی دوں گا اور یقیناً تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ انھوں نے کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں

گے ان واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آئے ہیں اور اس پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، سو فیصلہ کر جو تو فیصلہ کرنے والا ہے، اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو اس دنیا کی زندگی کا فیصلہ کرے گا۔ بے شک ہم اپنے رب پر اس لیے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے لیے ہماری خطائیں بخش دے اور جادو کے وہ کام بھی جن پر تو نے ہمیں مجبور کیا ہے اور اللہ بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو اپنے رب کے پاس مجرم بن کر آئے گا تو یقیناً اسی کے لیے جہنم ہے، نہ وہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔ اور جو اس کے پاس مومن بن کر آئے گا کہ اس نے اچھے اعمال کیے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب سے بلند درجے ہیں۔ ہمیشگی کے باغات، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا۔“

٦ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ [الإخلاص: 1-4]

”کہہ دے وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کبھی کوئی ایک اس کے برابر کا ہے۔“

٧ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ [الفلق: 1-5]

”تو کہہ میں مخلوق کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے

جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔“

⑧ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾ [الناس: 1-5]

”تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔“

240- ولید بن مغیرہ نے نبی ﷺ کے متعلق کیا کہا تھا؟

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴾ [المدثر: 24]

”پھر اس نے کہا یہ جادو کے سوا کچھ نہیں، جو نقل کیا جاتا ہے۔“

یعنی یہ ایسا جادو ہے، جسے محمد ﷺ اپنے سے قبل کے کسی بندے سے نقل کرتا اور اسے بیان کرتا ہے۔ اسی لیے اس نے کہا: ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾

”یہ انسان کے قول کے سوا کچھ نہیں۔“

یعنی یہ اللہ کا کلام نہیں، کسی بشر کا کلام ہے۔ مذکورہ آیت کے سیاق میں ولید بن مغیرہ مخزومی ہی کا تذکرہ ہے، جو لوگوں کے سامنے آیا اور کہنے لگا،

محمد ﷺ جو بات کرتے ہیں وہ بڑی تعجب آمیز ہے۔ پس اللہ کی قسم نہ وہ شعر ہے نہ جادو اور نہ جنون کی غیر معقول باتیں، اس کا قول اللہ کا کلام ہے۔

پھر ابو جہل آیا اور اس نے ولید بن مغیرہ پر سختی کی کہ وہ اپنی بات کو بدلے، پھر ولید نے کہا کہ ﴿فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ﴾ یہ کلام دوسروں سے نقل کیا جاتا ہے۔

241- کیا مشرکین نے نبی ﷺ پر جادو کی تہمت لگائی تھی؟

جی ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾

[الإسراء: 47]

''ہم اس (نیت) کو زیادہ جاننے والے ہیں جس کے ساتھ وہ اسے غور سے سنتے ہیں، جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں، جب وہ ظالم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تم پیروی نہیں کرتے مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔''

آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو سردارانِ قریش کے درمیان ہونے والی سرگوشیوں کی خبر دے رہے ہیں، جب وہ اپنی قوم سے چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی قراءت سننے آئے تھے۔ کہنے لگے کہ یہ آدمی تو جادو زدہ ہے۔ اگر ﴿مَّسْحُوْرًا﴾ کو ''سحر'' سے ماخوذ سمجھیں تو پھر مطلب ہوگا کہ تم محمد ﷺ کی اتباع کرو گے جو ایسا آدمی ہے جو غذا کھاتا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا: کاہن ہے، کسی نے کہا: مجنون ہے اور کچھ کہنے والوں نے کہا: جادوگر ہے۔

ظالموں کی اس بات: ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا﴾ [الفرقان: 9]

''دیکھ انھوں نے تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کیں، سو گمراہ ہو گئے، پس وہ کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔''

یعنی یہ لوگ آپ کو ساحر، مسحور، مجنون، کذاب اور شاعر کہہ کر آپ ﷺ پر تہمت لگاتے اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں اور وہ شخص جو اَدنا سا فہم و عقل بھی رکھتا ہو، وہ ان کے جھوٹ اور بہتان بازی کو فوراً جان لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الأنعام: 7]

''اور اگر ہم ان پر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی چیز اتارتے، پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے تو یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، یہی کہتے کہ یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں خبر دی ہے کہ انھوں نے حق کے نزول کو دیکھ لینے اور معاینہ کر لینے کے بعد بھی تکبر و عناد کی بنیاد پر اس کا انکار کیا اور کہا کہ ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ اور اس میں اللہ نے محسوسات کے بارے میں ان کے تکبر کی اطلاع دی ہے، اسی طرح اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ﴾ [سبأ: 8]

''کیا اس نے اللہ پر ایک جھوٹ باندھا ہے، یا اسے کچھ جنون ہے؟ بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ عذاب اور بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔''

اس آیت میں اللہ نے مشرکین کا رد کرتے ہوئے فرمایا: معاملہ ایسے نہیں ہے، جیسے انھوں نے سمجھا ہے اور نہ ویسے ہے جس کی طرف وہ گئے ہیں، بلکہ محمد ﷺ اس حق میں جسے وہ لائے، سچ بولنے والے، نیکوکار اور رشد و ہدایت پانے والے ہیں، جب کہ کافر لوگ جھوٹے، جاہل، غبی اور حق سے دور ہیں۔

242- اس بات کی دلیل کیا ہے کہ نبی ﷺ پر کیا جانے والا جادو صرف ان کی ازواج ہی کے خلاف تھا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

« سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي نِسَاءَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِنَّ » [1]

''رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا، حتی کہ آپ کو اپنی ازواج کے پاس جائے بغیر یہ خیال آتا کہ آپ ﷺ ان کے پاس گئے ہیں۔''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5765] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب السحر، رقم الحديث [2189]

243- جب میں کسی کو جادو یا کسی اور مرض میں مبتلا دیکھوں تو کیا کہوں؟

جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا »[1]

''جو کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو وہ کہے: سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت بخشی، جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا اور اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر مجھے فضیلت بخشی۔''

244- جادو زدہ کے لیے کیا دعا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ. إِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ »[2]

''جس نے کسی مریض کی عیادت کی اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ

---

[1] سنن الترمذي [493,494/5] رقم الحديث [3432]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [974] سنن أبي داود، رقم الحديث [3106] سنن الترمذي، رقم الحديث [2083] صحيح الجامع، رقم الحديث [6388]

کہا: ”أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ“ (میں اس عظیم اللہ سے سوال کرتا ہوں، جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے) اللہ اس کو اس مرض سے عافیت بخشیں گے، اگر اس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔“

245- کیا پچھنے لگوانا بھی جادو کا علاج ہے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ» [1]

”بہترین چیز جس کو تم بطور دوا استعمال کرتے ہو، سینگی لگوانا ہے۔“

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے:

«اِحْتَجَمَ عَلَى رَأْسِهِ بِقَرْنٍ حِينَ طُبَّ» [2]

”بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر سینگ کے ساتھ پچھنے لگوائے، جب آپ پر جادو کیا گیا۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والے جادو کا مادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر تک پہنچ گیا تھا اور دماغی قوتوں میں سے ایک قوت کو اس طرح متاثر کیا کہ آپ کو خیال گزرتا کہ آپ نے ایک کام کر لیا ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ ہوتا تھا۔ یہ طبیعت اور خونی مادے میں جادوگر کی طرف سے تصرف ہوتا ہے وہ مادہ اس کے اگلے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5696] كتاب الطب، باب الحجامة من الداء، صحيح مسلم، رقم الحديث [1577] كتاب المساقاة.

[2] ابو عبید القاسم بن سلام نے اسے ”غریب الحدیث“ [43/2] میں ذکر کیا اور حافظ ابن حجر نے ”الفتح“ [228/10] میں اس پر مرسل ہونے کا حکم لگایا ہے۔

اندرونی حصے تک پہنچ جاتا ہے اور انسان اس کے مزاج کو تبدیل کر دیتا ہے۔

246- پچھنے لگوانے کے بہترین دن کون سے ہیں؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

« مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَةَ عَشْرَةَ مِنَ الشَّهْرِ، وَتِسْعَةَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ، كَانَ لَهُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ »[1]

"جس نے مہینے کی سترہ اور انیس اور اکیس کو سینگی لگوائی، وہ اس کے لیے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔"

247- کوئی ایسا جادوگر جو مختلف حرکتیں کرتا ہو، پھر کوئی بچہ ذبح کیا جاتا ہو اور اس کی طرف دوبارہ لوٹتا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا، جو اپنی تلوار کے ساتھ کسی لڑکے کو مارتا، پھر اس کی گردن توڑ دیتا، پھر اسے اس کی طرف لوٹا دیتا تھا، یا وہ کوئی بچہ لاتا اور اسے گدھے کے منہ میں داخل کرتا اور اسی گدھے کی دبر سے نکال لیتا، حتی کہ انصار کا ایک آدمی آیا اور جادوگر کے سر پر ضرب لگائی تو وہ اسی وقت مر گیا، پھر انصاری نے اسے کہا: اب اپنے آپ کو زندہ کرو![2]

یہ سب شیطانی عمل ہیں، کیوں کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا

---

[1] **حسن**. سنن أبي داود، رقم الحديث [3861] كتاب الطب، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: "صحيح الجامع"، رقم الحديث [5968]

[2] البداية و النهاية لابن كثير

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ [الأعراف: 27]

''بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں، جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔''

یعنی ہمیں نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ایسی حرکتیں کس طرح کر لیتے ہیں۔ جب کہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ ایک شعبدہ بازی ہی ہوتی ہے۔

248- کیا جادوگر کے لیے توبہ ہے؟

علما نے اس کی توبہ میں اختلاف کیا ہے اور راجح بات یہ ہے کہ چند شرائط کے ساتھ اس کے لیے توبہ کا جواز ہے۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

1. گناہ پر ندامت اختیار کرنا اور اسے دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔
2. ظلم کا بدلہ دینا۔
3. کثرت سے اطاعت کے کام کرنا اور ان بُرے لوگوں سے دوری اختیار کرنا، جنھیں اس کے جادوگر ہونے کا علم ہے۔

249- جادو، کرامت اور معجزے کے درمیان کیا فرق ہے؟

جادو: ایسا علم ہے، جو معاینے سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا کرنے والا ساحر (جادوگر) ہے۔

کرامت: اللہ تعالیٰ کی ہبہ کردہ چیز ہے، اس میں معاینہ نہیں ہوتا، اللہ کی طرف سے نیک، پاکیزہ اور متقی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

معجزہ: خرقِ عادت معاملہ ہوتا ہے اور صرف انبیا و رسل کو من جانب اللہ ملتا ہے۔

250- کیا صحابہ رضی اللہ عنہم یا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی پر جادو ہوا تھا؟

ہاں، سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا، حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بن الخطاب اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر جادو ہوا تھا۔

251- کیا علمِ نجوم کا جادو کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا:

« مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، زَادَ مَا زَادَ »[1]

”جس نے نجوم کا کوئی علم حاصل کیا، اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا، جتنا زیادہ کرے گا اتنا زیادہ (جادو حاصل) کرے گا۔“

252- کیا اہلِ کتاب جادوگر کو مسلمان جادوگر کی طرح قتل کیا جائے گا؟

امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

”اگر وہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔“[2]

---

[1] **صحیح**. مسند أحمد [227/1] سنن أبي داود، رقم الحديث [3905] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحيح الجامع، رقم الحديث [6074]

[2] أحكام القرآن للجصاص [42/1]

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اس کے جادو کی بنا پر اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وہ اپنے جادو کی وجہ سے کافر قرار دیا جائے گا، قتل کیا جائے یا نہ قتل کیا جائے، لیکن کافر قرار دیا جائے گا۔''

253- کیا خوبصورت کلام کا القا جادو ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

« إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرِ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا » [1]

''بلاشبہ آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبے کا چھوٹا ہونا اس کی فقاہت کی علامت ہے، پس تم نماز لمبی کیا کرو اور خطبہ چھوٹا دیا کرو اور بلاشبہ بعض بیان جادو ہیں۔''

یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے عمر بن عبد العزیز کے پاس بلیغ کلام کی تو عمر رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم یہ حلال جادو ہے۔

254- اس آیت ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ﴾ کا سببِ نزول کیا ہے؟

﴿ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث [2100] الإرواء، رقم الحديث [618] صحيح مسلم [2/594,869] مسند أحمد [4/263] سنن الدارمي [1556]

سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: 102]

''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی، حالانکہ وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

سببِ نزول: یہودی نبی اکرم ﷺ سے تورات کی کسی بھی چیز کے بارے

پوچھتے تو آپ ﷺ جواب دے دیتے، پھر انھوں نے آپ ﷺ سے جادو کے بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

ایک دوسرا قول یہ ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کا قرآن میں ذکر ہوا تو مدینے کے یہودی کہنے لگے: کیا تمھیں محمد ﷺ پر تعجب نہیں ہوتا، جو یہ گمان کرتے ہیں کہ داود علیہ السلام کا بیٹا نبی تھا؟ اللہ کی قسم وہ تو صرف جادوگر تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔[2]

255- جادو سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جادو سیکھنا حرام ہے۔ جمہور علما اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جادو کبیرہ اور موجبِ ہلاکت گناہ ہے اور اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے، کیوں کہ قرآنِ کریم نے کئی مقامات پر اس کی مذمت کی ہے اور واضح بیان کیا ہے کہ وہ کفر ہے۔ اس لیے اس کی تعلیم حرام ہے۔ اسی طرح سے نبی اکرم ﷺ کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے:

« اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ » قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: « الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ »[3]

---

1. یہ امام ابو العالیہ کا قول ہے۔
2. یہ امام ابن اسحاق سے "الجامع لأحكام القرآن" میں منقول ہے۔ زاد المسير [122/1]
3. صحيح البخاري كتاب الوصايا [294/5] صحيح مسلم كتاب الإيمان، رقم الحديث [89] سنن أبي داود، رقم الحديث [2874] سنن النسائي [257/6]

''سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو! صحابہ نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن بھاگ جانا اور پاکدامن، غافل، مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

256- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہونے والے جادو کا کیا قصہ ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان پر ہونے والے جادو کے بارے میں منقول اثر کا ایک قوی شاہد ہے۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے بھی ثابت ہے کہ انھوں نے کہا:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں اور ان کی بیماری طول پکڑ گئی۔ مدینے میں ایک آدمی آیا جو علاج کیا کرتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا انھیں اس کے پاس لے گیا، تاکہ ان کی بیماری کے بارے اس سے پوچھیں تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم ایسی عورت کی بات کر رہے ہو جو جادو زدہ ہے، اس پر اس کی لونڈی نے جادو کیا ہوا ہے۔ (اس سے پوچھا گیا تو) اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ فوت ہوجائے اور میں آزاد ہو جاؤں (راوی نے کہا) وہ لونڈی مدبرہ (مالک کی وفات کے بعد آزاد ہونے والی) تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسے عرب کے سب سے بُرے مالکوں کو بیچ دو اور اس کی قیمت سے ایک اور لونڈی خرید لو۔''[1]

---

[1] صحیح. مسند أحمد [40/4] رقم الحديث [24172] موطأ الإمام مالك [422/2] مصنف عبد الرزاق [183/10]

257- ربط کیا ہوتا ہے؟

وہ جادو کی ایک قسم ہے۔

ربط کی تعریف:

ربط صحیح وتندرست آدمی کا اپنی اہلیہ کے پاس جانے کی طاقت نہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ یہ اس جادو کا نتیجہ ہوتا ہے، جو کسی جادوگر نے اس پر کیا ہو اور یہ کام بڑا عام ہے، خصوصاً بستیوں اور سبزہ زاروں میں۔ یہ کام قبیح وحرام اور منکر و شنیع ہے۔

ربط سے جذبات کا مرکز معطل ہو جاتا ہے، جس سے ان رگوں کی طرف پیغام رسانی کرنے والے اشارات میں جمود آ جاتا ہے، جو قضیب میں خون کو گراتی ہیں، چناں چہ وہ لٹک جاتا ہے اور سکڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ ﴾

[البقرة: 102]

”پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے۔“

اس کا علاج وہی ہے جو ہم نے جادو کے باب میں بیان کیا ہے، کیوں کہ یہ بھی جادو کی ایک نوع ہے۔

258- میں جادو کی مصیبت میں گرفتار ہوں، کیا مجھے دعا کرنا کوئی فائدہ دے گا؟

جی ہاں! دعا کرنا آپ کو نفع دے گا، کیونکہ آپ مظلوم ہیں۔ نبی اکرم ﷺ

سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ»[1]

''مظلوم کی بددعا سے بچو، اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔''

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی بنا پر ہم اور دیگر مسلمان بھی آپ کے لیے دعا گو ہیں:

«دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِمَنْ دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ»[2]

''مسلمان کا اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنا اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پاتا ہے۔ جو اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور ساتھ ہی اسے کہتا ہے: تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔''

259- اسلام جادوگروں کے پاس جانے سے کیوں روکتا ہے؟

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے۔ جادوگروں کی پناہ کو مباح قرار دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جادوگر کی قدرت (نعوذ باللہ) اللہ کی قدرت پر غالب ہے، جب کہ مخلوق کی قدرت کو اللہ کی قدرت کے قریب کہنا بھی درست نہیں۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1496]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2733]

بلاشبہ جو اسے مباح قرار دیتا ہے، اس نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا، يُؤْمِنُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ» [1]

''جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کے کہے پر یقین کیا، بلاشبہ اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔''

260- غیلان کیا ہے؟

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے غیلان کے بارے میں سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هُمْ سَحَرَةُ الْجِنِّ» [2] ''وہ جادوگر جن ہیں۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«وَإِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيلَانُ، فَبَادِرُوا بِالأَذَانِ»

''اَلْغِيلَانُ'' وہ جادوگر جن ہیں، جو لوگوں کو سیدھے راستے سے گمراہ کر کے فتنے میں ڈالتے ہیں۔ ''تَغَوَّلَتْ'' کا معنی یہ ہے کہ وہ تمھارے لیے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ''فَبَادِرُوا بِالأَذَانِ'' یعنی با آواز بلند اذان کہنے میں جلدی کرو، اس لیے کہ وہ بھاگ جائے گا اور تم اس کے شر سے بچ جاؤ گے، کیوں کہ شیاطین اذان سننے کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔''

---

[1] المعجم الكبير للطبراني [76/10] امام ترمذی، ابو یعلی نے اسے جید سند کے ساتھ موقوفاً روایت کیا ہے اور اس کے روات ثقہ ہیں۔

[2] دیکھیں! السلسلة الضعيفة للألباني، رقم الحديث [1809]

261- کیا کوئی شخص جادو یا حسد کا علاج بذات خود کر سکتا ہے؟

ہاں، اس مسئلے میں یہی تو ہمارا بنیادی ہدف ہے، کیوں کہ اسلام ثالثوں کا روادار نہیں۔ مریض اپنے آپ سے بذات خود جادو کو دور کر سکتا ہے اور اس میں اسے کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت ہی نہیں۔ پس علاج بھی تو مریض کے یقین کا محتاج ہے، پھر اس کی رضا کا، بالآخر صبر کا۔ اپنے جسم کے جس حصے پر تو درد محسوس کرتا ہے، وہاں اپنا ہاتھ رکھ اور کہہ:

«أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيُ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا» [1]

پھر تو تین بار "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ، پھر سات بار:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ» [2]

پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان میں پھونک لگا اور (الاخلاص، الفلق اور الناس) تین سورتیں پڑھ، پھر تو اپنے سر، چہرے اور جسم کے جس حصے تک ہاتھ پھیر سکتا ہے پھیر اور ایسا تین بار کر۔[3] سورۃ البقرہ مکمل پڑھنا بھی جادو کا علاج ہے۔

262- نبی اکرم ﷺ کو سینگی کے ساتھ علاج کا حکم کب دیا گیا؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [5351] صحيح مسلم، رقم الحديث [2191]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [2202] مسند أحمد [217/4]

(3) صحيح البخاري [125/11]

«مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ إِلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ»[1]

''جس رات مجھے معراج نصیب ہوئی میں فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرا، انھوں نے مجھے یہ ضرور کہا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیں۔''

263- جادو زدہ شخص کو دورانِ قراءت کون کون سے عوارض لاحق ہو سکتے ہیں؟

شدید تنگی محسوس کر گا، قراءت سے بے قراری کا اظہار کرے گا، مریض رونے کے لیے فوراً تیار ہو جائے گا اور بذات خود وہ اس رونے سے تعجب کرے گا۔ خصوصاً جادو کی آیات کی تلاوت کے وقت اس پر چلانے کی کیفیت ہو جائے گی۔ نیند کی طرف میلان بڑھے گا۔ کبھی جسم کا پھولنا ظاہر ہوگا، جو پیٹ یا چہرے پر دکھائی دے گا اور کبھی جسم کا سکڑنا ظاہر ہوگا، خصوصاً اطرافِ بدن میں۔ نہ وہ قراءت کا جواب دے گا اور نہ علاج ہی میں جلدی چاہے گا۔

264- میں دجال اور شعبدہ باز کی پہچان کیسے کروں؟

① وہ مریض سے اس کا اور اس کی ماں کے نام کا سوال کرے گا۔

② مریض کے آثار میں سے کوئی اثر (کپڑا، رومال یا ٹوپی) پکڑے گا۔

③ بسا اوقات وہ ذبح کرنے کے لیے مخصوص صفات کا حامل جانور طلب

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3479] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

کرے گا اور اس پر اللہ کا نام ذکر نہ کرے گا۔

④ کئی طرح کے طلاسم لکھے گا اور سمجھ سے بالا تر وظائف پڑھے گا۔

⑤ مریض کو چند تہوں میں لپٹا ہوا کپڑا دے گا، جس کے اندر کچھ حروف یا نمبر ہوں گے۔

⑥ وہ مریض کو حکم دے گا کہ وہ ایک معین مدت تک لوگوں سے ایسے کمرے میں الگ تھلگ رہے، جہاں دھوپ داخل نہیں ہو سکتی، جسے عام طور پر لوگ تہہ خانہ کہتے ہیں۔

⑦ کبھی وہ مریض سے ایک معین مدت تک پانی کو نہ چھونے کا مطالبہ کرے گا۔

⑧ مریض کو زمین میں دفن کرنے کے لیے کچھ چیزیں دے گا۔

⑨ وہ مریض کو جلانے اور سمندر میں ڈالنے کے لیے کچھ اوراق دے گا۔

⑩ کبھی کبھار وہ مریض کا نام، اس کی ماں کا نام اور اس کے شہر اور مشکل کا نام بتا دے گا۔

⑪ کسی برے کام کا مطالبہ کرے گا، مثلاً کہے گا: قرآن کو چھونا نہیں ہے۔ قرآن کو پڑھنا نہیں ہے یا تم نے نماز نہیں پڑھنی یا موسیقی سنا کر وغیرہ۔

اس لیے ان کی طرف جانے سے بچنا ضروری ہے۔

265- کیا حسد کوئی حقیقت ہے یا کوئی من گھڑت چیز؟

حسد ایک حقیقت ہے اور جو احادیث جان لینے کے باوجود اس کا اعتراف نہ کرے، وہ کافر ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ

اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا﴾
[النسآء: 54]

''یا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے، تو ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے انھیں بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ [الفلق: 1-5]

''تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَيْنُ حَقٌّ»[1] ''نظر حق ہے۔''

266- کیا کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی ہے؟

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا بیٹا جعفر نظر کا شکار ہو گیا ہے، کیا میں اسے دم کر سکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري [10/319] صحيح مسلم، رقم الحديث [2187]

«نَعَمْ، فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يَسْبِقُ الْقَضَاءَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ» [1]

''ہاں، اگر کوئی چیز قضا پر سبقت لینے والی تو وہ نظر ہوتی۔''

نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

«إِنَّ الْعَيْنَ لَتُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ» [2]

''بلاشبہہ نظر آدمی کو قبر میں داخل کر دیتی ہے اور اونٹ کو ہنڈیا میں (داخل کر دیتی ہے)۔''

کچھ نظریں ایسی ہوتی ہیں، جو صرف دیکھنے ہی سے انسان پر اثر انداز ہو جاتی ہیں، کیوں کہ ایسا شخص انتہائی خبیث النفس ہوتا ہے۔ جونہی وہ کسی کو دیکھتا ہے، فوراً اس کی نظر اثر انداز ہو جاتی ہے۔

267- حسد کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو ایک نعمت سے نوازا ہے تو دوسرا شخص تمنا کرتا ہے کہ اس سے نعمت چھن جائے اور مجھے مل جائے، اس کو حسد کہتے ہیں۔

ابلیس نے ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے جو حسد کیا، وہ پہلا حسد تھا اور انسانوں کے درمیان پہلا معصیت کا کام قابیل کا اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الطب، باب الرقية من العين، رقم الحديث [2059] مسند أحمد [438/6]

[2] **حسن.** الحلية [90/7] مسند شهاب، رقم الحديث [1057] علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم الحديث [1249]

مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ [المائدة: 27]

''اور ان پر آدم کے دو بیٹوں کی خبر کی تلاوت حق کے ساتھ کر، جب ان دونوں نے کچھ قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور ہی قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا بے شک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَكْثَرُ مَن يَّمُوْتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ بِالأَنْفُسِ» [1]

''اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے بعد کثرت اموات نظر سے ہوں گی۔''

حسد قیامت کے قائم ہونے تک امتوں کی بیماری ہے۔ حسد اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا» [2]

''تم قطع رحمی کرو نہ ایک دوسرے سے بغض کرو اور نہ حسد کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُ النَّاسِ ذُو الْقَلْبِ الْمَخْمُوْمِ، وَاللِّسَانِ الصَّادِقِ» قِيْلَ: مَا

---

[1] امام بخاری نے اسے "التاریخ الکبیر" [360/4] میں روایت کیا ہے اور امام ہیثمی نے "کشف الأستار" [403/3] رقم الحدیث [3052] میں نقل کیا ہے۔

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2559]

الْقَلْبُ الْمَخْمُومِ؟ قَالَ: « هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا حَسَدَ » قِيلَ: فَمَنْ عَلَىٰ أَثَرِهِ؟ قَالَ: « الَّذِي يَشْنَأُ الدُّنْيَا وَيُحِبُّ الْآخِرَةَ » قِيلَ: فَمَنْ عَلَى أَثَرِهِ؟ قَالَ: « مُؤْمِنٌ فِي خُلُقٍ حَسَنٍ »[1]

''لوگوں میں سب سے بہتر مخموم دل اور سچی زبان والا ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: قلب مخموم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا پرہیزگار اور پاکیزہ دل ہے جس میں کوئی گناہ، بغاوت اور حسد نہیں ہوتا۔ کہا گیا: کون اس کے اثر پر ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جو دنیا کو برا جانتا اور آخرت کو پسند کرتا ہے۔ کہا گیا: اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حسن اخلاق والا مومن۔''

ابو عبید نے ذکر کیا ہے کہ ''النقي'' سے مراد وہ ہے جس کے دل میں حسد اور کینہ نہ ہو۔[2]

268- کیا حسد کے علاج کی کوئی دلیل ہے؟

ہاں، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

« أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ نَّسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ »[3]

''مجھے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، یا نبی کریم ﷺ نے ہمیں نظر سے دم کروانے کا حکم دیا۔''

---

[1] دیکھیں! صحیح الجامع، رقم الحدیث [3291]

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [4306] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[3] صحيح البخاري، كتاب الطب، باب رقية العين، رقم الحديث [5738] صحيح مسلم، رقم الحديث [2195]

269- کیا نظر کا دَم کروانا جائز ہے؟

ہاں، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ»[1]

"نہیں ہے دم مگر نظر یا بخار سے۔"

صحیح مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

«رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ، وَالْحُمَةِ، وَالنَّمْلَةِ»[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگنے، بخار اور چیونٹی کے کاٹنے سے دم کروانے کی رخصت دی ہے۔"

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

«إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: اسْتَرْقُوا لَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ»[3]

"بلاشبہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ سیاہی مائل سرخ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دم کرواؤ، کیونکہ یہ نظر کا شکار ہے۔"

---

(1) **صحيح**. سنن أبي داود، رقم الحديث [3884] كتاب الطب، مسند أحمد [436/4]

(2) **صحيح**. موطأ الإمام مالك، رقم الحديث [2707] باب الوضوء من العين، مسند أحمد [4/6/3] وغيرهما.

(3) صحيح البخاري، رقم الحديث [5739] كتاب الطب، باب رقية العين، صحيح مسلم، رقم الحديث [2197]

270- سب سے پہلا حاسد کون ہے؟

سب سے پہلا حاسد شیطان تھا اور کائنات میں پہلی نافرمانی کی بنیاد بھی حسد تھی، جب ابلیس نے اللہ کے ہاں آدم علیہ السلام کے عظیم المرتبہ ہونے پر ان سے حسد کیا تھا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ [الأعراف: 12]

''فرمایا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا، جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

﴿ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [الإسراء: 62]

''اس نے کہا کیا تو نے دیکھا، یہ شخص جسے تو نے مجھ پر عزت بخشی، یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی اولاد ہر صورت جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔''

271- حسد کا علاج کیا ہے؟

درج ذیل طریقوں سے حسد کا علاج کیا جا سکتا ہے:

① اللہ نے جو تیری قسمت میں کر دیا اس پر راضی ہو جاؤ۔

② حاسد کے ساتھ احسان کرنا۔

③ حاسد کی اذیت پر صبر کرنا۔

④ مخفی رکھنا، اپنی ضرورتوں کی تکمیل پر کتمان کے ساتھ مدد حاصل کرو، اس لیے کہ ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔

⑤ اللہ کی پناہ مانگتے رہنا اور دم وغیرہ کروانا۔

اس کے دلائل یہ ہیں:

1 اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ﴾ [القلم: 51]

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، یقیناً قریب ہیں کہ تجھے اپنی نظروں سے (گھور گھور کر) ضرور ہی پھسلا دیں، جب وہ ذکر کو سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقیناً یہ تو دیوانہ ہے۔''

2 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعَيْنُ حَقٌّ))[1] ''نظر حق ہے۔''

3 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ))[2]

''اللہ کی پناہ مانگا کرو، پس بے شک نظر حق ہے۔''

4 اُنھیں سے روایت ہے:

((أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ نَّسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ))[3]

---

[1] صحيح البخاري [319/10] صحيح مسلم [78/2]

[2] **صحيح**. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3508]

[3] صحيح البخاري مع الفتح [199/1] صحيح مسلم [183/14]

''مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا، یا نبی مکرم ﷺ نے ہمیں نظر سے دم کروانے کا حکم دیا۔''

272- قرآن کریم کے ساتھ حسد کا علاج کیسے کیا جا سکتا ہے؟

درج ذیل سورتوں کی تلاوت کرنے سے حسد کا علاج کیا جاتا ہے:

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴾ [الکافرون: 1-6]

''کہہ دے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم نے کی۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ [الإخلاص: 1-4]

''کہہ دے وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کبھی کوئی ایک اس کے برابر کا ہے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ

حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: 1-5]

”تو کہہ میں مخلوق کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔“

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ [الناس: 1-5]

”تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔“

273- جو نظرِ بد کا مرتکب ہو جائے، اسے کیا کرنا چاہیے؟

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُعْجِبُهُ فِي نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ فَلْيُبَرِّكْ عَلَيْهِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ» [1]

”جب تم میں سے کوئی اس چیز کو دیکھے جو اسے اس کی ذات یا مال

[1] مسند أحمد [447/3] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3509] المستدرك للحاكم [215/4] علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم الحديث [556]

میں خوش کرتی ہو تو اس کے لیے برکت مانگے، بلاشبہہ نظر حق ہے۔"

وہ کہے: بسم اللہ، ما شاء اللہ، بارک اللہ۔

274- کیا نبی اکرم ﷺ نے نظر سے دم کروانے کا حکم دیا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں:

«أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ» [1]

"مجھے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، یا نبی کریم ﷺ نے ہمیں نظر سے دم کروانے کا حکم دیا۔"

انھیں سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:

«كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ» [2]

"نظر لگانے والے کو حکم دیا جاتا کہ وہ وضو کرے، پھر اس سے وہ غسل کرے جسے نظر لگی ہے۔"

یعنی حاسد کسی برتن میں وضو کرے، پھر وہ پانی یک بارگی حسد زدہ پر ڈال دیا جائے۔

275- کیا کوئی قابلِ تعریف حسد بھی ہے؟

ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَتْلُوهُ

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [3880] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ رقم الحديث [2522]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5738]

آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ»[1]

''نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں، ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن دیا، پس وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔''

حسد کی اس نوع کو ''رشک'' کا نام دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے پاس موجود نعمت جیسی نعمت کی تمنا کرے۔ مذموم حسد یہ ہے کہ آدمی دوسرے سے نعمت کے زوال کی خواہش کرے۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

276- نظر کا خطرہ کیا ہے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ»[2]

''نظر حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے نکل سکتی تو ضرور نظر اس پر سبقت لے جاتی۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ»[3]

''نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کر دیتی ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري كتاب التوحيد، رقم الحديث [97]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2188]

[3] حسن. اسے قضاعی نے ''مسند الشهاب''، رقم الحديث [1057] میں روایت کیا ہے ←

277- جس کی نظرِ بد لگی ہے، اسے کیا کرنا چاہیے؟

نظر لگانے والے کو حکم دیا جائے گا کہ وہ ایک برتن لے اور اس میں اپنا ہاتھ ڈالے، پھر کلی کرے اور کلی والا پانی اس برتن میں ڈالے اور غسل کرے، پھر اپنا بایاں ہاتھ داخل کرے اور اپنا دایاں گھٹنا برتن میں رکھ کر اس پر پانی ڈالے، پھر دایاں ہاتھ داخل کرے اور برتن میں اپنے بائیں گھٹنے کو رکھ کر اس پر پانی ڈالے، پھر اپنی قمیص کے اندرونی حصے کو دھوئے، اس دوران میں برتن زمین پر نہ رکھا جائے، پھر جس آدمی کو نظر لگی ہے، اس کے پیچھے کھڑے ہو، یک بارگی وہ سارا پانی اس کے سر پر ڈال دیا جائے۔[1]

278- جب مجھے کوئی چیز اچھی لگے تو میں کیا کہوں؟

آپ "بِسمِ اللّٰہِ"، "مَا شَاءَ اللّٰہ"، "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُ" اور "اَللّٰھُمَّ زِدْهُ" کہیں۔

279- حسد کی علامات کیا ہیں؟

نیند کی کمی یا کثرت، پسینہ یا تری، پیشاب کثرت سے آنا، شہوت کی کمزوری پورے جسم یا بعض اعضا کا سُن ہو جانا۔

280- کیا جن بھی انسان سے حسد کرتا ہے؟

ہاں، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی، جن کے چہرے پر "سفعة" تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

← اور ابو نعیم نے "الحلیة" [90/7] میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "السلسلة الصحیحة"، رقم الحدیث [1249] میں حسن کہا ہے۔

[1] سنن البیهقي [352/9]

«اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ»[1]

''اس کو دم کرواؤ، کیوں کہ اسے نظر لگی ہے۔''

''سَفْعَةٌ'' یعنی اس کے چہرے میں کسی جگہ ایسی رنگت تھی جو اصلی نہ تھی۔

''اَلنَّظْرَةُ'' جن کی طرف سے نظر لگنے کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کی طرف سے نظر لگنے پر بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ جب کہ حق بات یہ ہے کہ یہ لفظ عام ہے اور ہر ایک کو شامل ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ کے بارے میں فرمایا ہے:

''اس میں لفظ حاسد عام ہے اور جن و انس کو شامل ہے، اس لیے کہ شیطان اور اس کا گروہ مومنین سے اس پر جو اللہ نے انھیں عطا کیا ہے، حسد کرتے ہیں، جیسے ابلیس نے ہمارے باپ آدم سے حسد کیا تھا۔ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد کا بھی دشمن ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ [الفاطر: 6]

''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، پس تم اس کو دشمن ہی بناؤ۔''

لیکن وسواس جن شیاطین کے ساتھ خاص ہیں اور حسد انسان شیاطین کے ساتھ خاص ہے، لیکن عرف عام میں وسواس اور حسد ان دونوں ہی کو شامل ہیں۔''[2]

281- ہم بچوں کو نظرِ بد سے کیسے دم کریں؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [76]

[2] تفسير المعوذتين لابن القيم [ص: 62]

« كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ أَعْيُنِ الْجَانِّ وَأَعْيُنِ الإِنْسَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا »[1]

''رسول اللہ ﷺ جنوں کی نظروں سے اور انسانوں کی نظروں سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے، پھر جب معوذتین کا نزول ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو پکڑ لیا (یعنی اس کے ساتھ دم کرتے) اور دیگر کو ترک کر دیا۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تو کہتے:

« أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ »[2]

''میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور ہر زہریلے کیڑے سے اور ہر نظر بد سے۔''

282- لوگوں میں سب سے بڑھ کر حسد کا نشانہ کون لوگ بنتے ہیں؟

ہر نعمت والا جو بیدار رہنے سے اعراض کرنے والا ہو، حسد کا نشانہ بنتا ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک نبی اکرم ﷺ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (جو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں) سے کہا:

« مَا لِي أَرَى أَجْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً (أَيْ نَحِيفَةً) تُصِيبُهُمْ حَاجَةٌ؟ » قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ، قَالَ: « ارْقِيهِمْ »

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2058] سنن النسائي، رقم الحديث [8271] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3511] امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

[2] صحيح البخاري، الكبائر للذهبي [ص: 16]

قَالَتْ: فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ كَلَامًا لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ: ((نَعَمْ ارْقِيهِمْ)) [1]

''کیا بات ہے کہ مجھے میرے بھتیجے بھتیجیاں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ کیا انھیں کوئی پریشانی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن نظر انھیں بہت جلد لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو دم کر۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کچھ کلمات پیش کیے جن میں کوئی گناہ نہ تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، ان کو دم کیا کر۔''

283- کیا حسد حاسد کے دل میں نفرت بھی پیدا کر سکتا ہے؟

جی ہاں، حاسد لوگوں سے نفرت کرنے لگتا ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ فَارِسُ وَالرُّومُ، أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللّٰهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ تَتَنَافَسُونَ، ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلَى رِقَابِ بَعْضٍ)) [2]

''جب تمھیں روم و فارس کی فتح نصیب ہوگی، تم (اس وقت) کون لوگ ہو گے؟ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم وہی کہیں گے جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2198]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2962] سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [3996]

کے سوا تو نہیں؟ تم ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے، پھر حسد کرنے لگو گے، پھر ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو گے، پھر باہم بغض کرنے لگو گے وغیرہ، پھر تم مسکین مہاجرین کی طرف جاؤ گے اور ان کے بعض کو بعض کی گردنوں پر رکھو گے۔"

284- کیا قلبِ سلیم میں بھی حسد پیدا ہوسکتا ہے؟

نہیں! عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟

قَالَ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ» قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ» [1]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مخموم القلب اور زبان کا سچا، انھوں نے کہا: زبان کے سچے کی ہمیں پہچان ہے، مخموم القلب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پرہیزگار اور پاکیزہ شخص ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ بغاوت اور نہ کینہ اور نہ حسد ہی۔"

285- لوگوں کے درمیان سے حسد کب ختم ہوگا؟

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا نزول ہوگا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ

---

[1] سنن ابن ماجه [1409/2] رقم الحديث [42/6] حافظ عراقی نے "تخريج الإحياء" رقم الحديث [1364] میں کہا ہے: اس کی سند صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالْبَغْضَاءُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلَيُدْعَوُنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ» (1)

"اللہ کی قسم! ابن مریم عادل حکمران بن کر لازماً اتریں گے، پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ عائد کر دیں گے اور (اس وقت) اونٹنی کو (آزاد) چھوڑا جائے گا تو کوئی اس پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا اور باہمی عداوت، بغض اور حسد بہر حال ختم ہو جائے گا۔ اور انھیں مال کی طرف بلایا جائے گا تو کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔"

288- کیا حسد قطع تعلقی کا باعث بنتا ہے؟

جی ہاں! حسد قطع تعلقی کا باعث بن جاتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَ كُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ» (2)

"آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور تم اللہ کے بندے، بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ لاتعلق رہے۔"

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [155,643]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [5718] صحيح مسلم، رقم الحديث [2559]

287- حسد اور آگ کے درمیان کیا مناسبت ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

« إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ: اَلْعُشْبَ »[1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے: حسد سے بچو! پس بے شک حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسے آگ ''گھاس'' کو کھا جاتی ہے۔''

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حسد حاسد کے نیک اعمال کو ضائع اور اس کی حسنات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے حاسد کو توبہ و استغفار کرنی چاہیے اور کثرتِ ذکر کو لازم پکڑنا چاہیے، تاکہ وہ اس موذی مرض سے نجات حاصل کر سکے۔

288- کیا بغض و عداوت رکھنے والے کی معافی ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا »[2]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [4903] ابراہیم بن ابی اسید راوی کا دادا غیر معروف ہے۔ لہٰذا یہ ضعیف ہے۔

[2] مسند أحمد [400/2] رقم الحديث [9188] صحيح مسلم [1987/4] رقم الحديث [2565] سنن أبي داود [279/4] رقم الحديث [4916] البخاري في الأدب المفرد [ص: 148] رقم الحديث [411]

"جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں، پھر ہر اس شخص کو معاف کیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اس آدمی کے جس کی اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہو، پھر کہا جاتا ہے ان دونوں کو مہلت دو، حتی کہ آپس میں صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دو، حتی کہ باہم صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دو حتی کہ باہم صلح کر لیں۔"

مفہومِ حدیث یہ ہے کہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ اپنے مطیع و فرماں بردار بندوں کو معاف کرتے ہیں اور ان سب کو اپنی درگزر میں شامل کرتے ہیں، مگر وہ لوگ اس سے محروم رہتے ہیں، جن کے درمیان خصومت اور نزاع شدت پکڑ جائے، جب تک وہ آپس میں صلح کر کے پہلے جیسا برتاؤ شروع نہیں کر دیتے، ان کی معافی کو موخر ہی رکھا جاتا ہے۔

289- جسے اپنی نظر لگنے کا خدشہ ہو، وہ کیا کرے؟

جب نظر لگانے والے کو اپنی نظر کے ضرر کا خدشہ ہو تو وہ اس کے شر کو یہ کہہ کر ختم کرے: "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ" جیسے نبی اکرم ﷺ نے عامر بن ربیعہ سے کہا، جب انھوں نے سہل بن حنیف کو نظر لگائی: ((أَلَا بَرَّكْتَ؟)) تو نے اسے برکت کی دعا کیوں نہ دی؟ یعنی یہ کیوں نہ کہا:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُ" یا "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ"، "بِاسْمِ اللّٰهِ"، "مَاشَاءَ اللّٰهُ"، "تَبَارَكَ اللّٰهُ"[1]

[1] حسن. قضاعی نے اسے "مسند الشهاب" رقم الحدیث [1057] میں اور ابو نعیم نے "الحلیة" [91/7] میں روایت کیا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ "السلسلة الصحيحة" رقم الحدیث [1249]

''اے اللہ! اس کے لیے برکت کر۔ اے اللہ! اس پر برکت کر، اللہ کے نام کے ساتھ جو اللہ نے چاہا، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بابرکت عطا کرے۔''

290- حسد، رشک اور حرص میں کیا فرق ہے؟

حسد:

یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی پر کوئی نعمت دیکھے اور یہ تمنا کرے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے یا کم از کم وہ اس نعمت سے محروم ہو جائے۔

رشک:

رشک یہ ہے کہ انسان کسی پر کوئی نعمت دیکھے تو تمنا کرے کہ مجھے بھی اس جیسی نعمت مل جائے۔ رشک میں انعام یافتہ سے نعمت کے چھننے کی خواہش نہیں ہوتی۔ پہلی چیز (حسد) مذموم اور دوسری چیز (رشک) محمود ہے۔ اسی پر نبی کریم ﷺ کا فرمان دلالت کرتا ہے:

«لَا حَسَدَ إِلَّا فِيُ اثْنَتَيْنِ»[1]

''حسد (رشک) صرف دو آدمیوں سے ہو سکتا ہے۔''

حرص:

یہ ارادے کی شدت اور مطلوب کو پانے کی جستجو ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

① حرص فاجع۔ ② حرص نافع۔

حرصِ فاجع: (باعثِ حسرت حرص) یہ ہے کہ آدمی دنیا کی حرص کرے۔ اس میں مشغول ہو اور اس کے لیے مصائب برداشت کرے، اس کی محبت سے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [73] صحيح مسلم، رقم الحديث [816]

اسے فراغت نہ ملے۔

حرصِ نافع: حرص نافع اللہ تعالیٰ کی محبت کی حرص اور اس کے ختم ہو جانے کا خوف۔ اس کو حرص نافع کہتے ہیں۔

291- میں حسد میں مبتلا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں، مگر قبول نہیں ہوتی؟

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

《يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ》[1]

"تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک وہ جلدی نہ کرے۔"

آپ کے لیے اللہ کی تقسیم پر راضی ہونا، صبر کرنا اور دعا میں اصرار ضروری ہے، دعا میں جلدی یہ ہے کہ آدمی کہے: "میں نے بڑی دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی۔"

گناہوں سے دور رہیں، مثلاً سود وغیرہ سے، اگر کسی پر زیادتی کی ہے تو اس سے معافی مانگیں۔ اگر اس کا حق مارا ہے تو وہ حق واپس لوٹائیں۔

292- کیا شرعی دم کی کوئی شرائط بھی ہیں؟

کتاب اللہ اور مسنون دعاؤں سے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[2]

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ (مندرجہ ذیل) تین شرائط کی

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5981] صحيح مسلم، رقم الحديث [2735] سنن الترمذي، رقم الحديث [4434]

[2] الفتوىٰ، رقم [3189] [ص: 207]

موجودگی میں دم کرنا جائز ہے:

① وہ دم اللہ کے کلام یا اس کے اسما وصفات کے ساتھ ہو۔

② وہ دم کا مفہوم جانتا ہو، خواہ کسی زبان میں کرے۔

③ وہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دم بذات خود اثر نہیں کرتا، بلکہ وہ اللہ کی ذات کی مدد سے موثر ہے۔"

293- گھریلو سانپوں کے نام اور نقصان کیا ہیں؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

«اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ»[1]

"سانپوں کو مار ڈالو اور مارو دو نشانوں والے سانپ اور ابتر (چھوٹے زہریلے سانپ) کو، کیوں کہ وہ دونوں بینائی کو ختم کر دیتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک دفعہ میں ایک سانپ کو قتل کرنے کے لیے اس پر حملہ آور ہوا (اسی دوران) مجھے ابولبابہ نے آواز دی کہ اسے قتل نہ کرنا۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تو سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، انھوں نے کہا کہ بلاشبہہ آپ ﷺ نے اس کے بعد گھروں میں ٹھہرنے والے کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا۔[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3123] صحيح مسلم، رقم الحديث [2233]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3123]

294- جن و انس میں رشتہ ازدواج ممکن ہے؟

نہیں، شادی کے لیے کئی شرائط ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

① ولی کا ہونا ② شادی کا اظہار کرنا ③ مہر ④ گواہ۔

جنات سے ازدواج ممکن نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں:

① زوج ہے کہاں؟ ﴿إِنَّهُ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾

② گناہ میں واقع ہونے والی ہر عورت کے لیے شر کا دروازہ کھل جائے گا، وہ کہے گی میں نے جن سے شادی کی ہوئی ہے۔ اسی طرح حمل کو گرانے والی کہہ سکتی ہے، میں جن سے حاملہ ہوئی ہوں، وغیرہ۔ لہٰذا اس کام میں کوئی فائدہ ہے ہی نہیں، اس لیے یہ جائز نہیں۔

295- کیا کھجور اور جادو کے علاج کے درمیان کوئی تعلق ہے؟

ہاں، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ»[1]

”جس نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے اس دن کوئی زہر اور کوئی جادو نقصان نہ دے سکے گا۔“

صحیح بخاری کی ایک روایت میں «إِلَى اللَّيْلِ» ”رات تک“ کے لفظ ہیں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے، عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [76]

کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ»[1]

''جس نے مدینے کے دو پہاڑوں کے درمیان کی سات کھجوریں صبح کے وقت کھالیں، اسے شام ہونے تک کوئی زہر نقصان نہ دے گا۔''

ان احادیث میں مدینے کی کھجور اور عجوہ کھجور کو خاص کیا گیا ہے، عام کھجور مذکورہ فائدہ نہیں دے گی۔ لیکن بعض علما کہتے ہیں کہ کوئی بھی کھجور ہو، وہ درج بالا فائدہ دے گی۔ واللہ أعلم.

296- کتاب اللہ کے ساتھ علاج کرنے کے دلائل کیا ہیں؟

خارجہ بن صامت تمیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹے تو ان کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، جو ایک مجنون آدمی کو لوہے (کی زنجیر) میں باندھے ہوئے تھے۔ اس کے اہلِ خانہ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمھارے یہ صاحب (محمد ﷺ) بھلائی لائے ہیں، کیا تمھارے پاس کوئی چیز ہے، جو اس کے لیے دوا کا کام کرے؟ پھر میں نے اسے سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دم کیا تو وہ درست ہو گیا، انھوں نے مجھے سو بکریاں دے دیں، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«هَلْ إِلَّا هَذَا؟» وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «هَلْ قُلْتَ غَيْرَ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2047]

هَذَا؟ » قُلْتُ: لَا. قَالَ: ((خُذْهَا فَلَعُمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ » [1]

''کیا اس کے علاوہ بھی (مسدد نے ایک دوسری جگہ فرمایا:) کیا تو نے اس کے علاوہ بھی پڑھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان (بکریوں) کو پکڑ لو، اللہ کی قسم! کتنے ہی باطل دم کر کے کھاتے ہیں تو نے حق کے دم کے ساتھ کھایا ہے۔''

297- کیا مریض کا علاج کرنا افضل ہے یا اسے چھوڑنا افضل ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ » [2]

''جو تم میں سے اپنے بھائی کو فائدہ دینے کی طاقت رکھتا ہے، وہ ایسا کرے۔''

مریض کا علاج کرنا کبھی مستحب اور کبھی واجب ہو جاتا ہے، کیوں کہ وہ مظلوم ہوتا ہے اور مظلوم کا دفاع اور مدد لازم ہے، کیوں کہ مظلوم کی مدد کا حکم رسولِ کریم ﷺ نے دیا ہے۔

مصیبت زدہ کے لیے مناسب ہے کہ وہ دعا و ذکر کا اہتمام کرے، لیکن جن کو حکم کرنا، ان کو قید کرنا اور ان کو ڈانٹنا، ان کو گالی گلوچ اور لعن طعن کرنا وغیرہ کسی طرح جائز نہیں، ایسا کرنے والے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، اس لیے کہ

[1] سنن أبي داود، كتاب الطب [19] امام نووی نے اسے ''الأذكار'' رقم الحديث [87] میں صحیح کہا ہے اور دارقطنی نے اسے اپنی سنن [297/4] میں روایت کیا ہے۔

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2199]

جب دم کرنے والا معالج ان پر اس طرح سے زیادتی نہیں کرے گا، جیسے کچھ شدت پسند کرتے ہیں کہ جن کو وہ قتل کی دھمکی دیتے ہیں، حالاں کہ اس کا قتل جائز نہیں، اسے قید کرنے کا حکم دیتے ہیں جسے قید کرنے کی ضرورت نہیں، جب وہ یہ رویہ اپناتے ہیں تو جن ان کے مقابلے میں کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر کسی کو وہ قتل کر دیتے اور کسی کو بیمار اور کسی کے اہل و عیال میں ضرر کا باعث بنتے ہیں، لیکن جو ان کی عداوت ختم کرنے میں اس عدل پر چلے گا، جس کا اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، وہ ان پر ظلم نہیں کرے گا، بلکہ وہ مظلوم کی مدد اور بے آسرا لوگوں کے ساتھ تعاون اور مصیبت زدہ سے مصیبت دور کرنے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار ہوگا اور وہ شرعی طریقہ اپنائے گا جس میں خالق کے ساتھ کوئی شرک نہ ہو اور مخلوق کے ساتھ ظلم نہ ہو۔ ایسے شخص کو جن کوئی تکلیف نہیں دے سکتے۔ یا تو اس وجہ سے کہ انھیں علم ہے کہ یہ شخص حق پر ہے یا پھر وہ اس کے مقابلے سے عاجز ہیں۔

298- کون سی نشانیاں ہیں، جن سے پتا چلے گا کہ جن انسان میں داخل ہے؟

وہ علامات درج ذیل ہیں:

① قرآن کی تلاوت کے دوران وہ سخت دردِ سر پائے گا۔

② کبھی وہ اطرافِ بدن میں پاؤں میں یا ہاتھوں میں سُن ہو جانے کی کیفیت پائے گا۔

③ کبھی اس پر غنودگی طاری ہوگی اور پھر وہ افاقہ پائے گا۔

④ کبھی وہ اپنے جسم میں متعدد جگہوں پر درد محسوس کرے گا۔

299- نماز میں خلل ڈالنے والے شیطان سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟ نیز اس کا نام کیا ہے؟

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک شیطان میرے درمیان اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قراءت مجھ پر خلط ملط کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ: خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا » قَالَ: "فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي"[1]

"یہ شیطان ہے جسے "خنزب" کہا جاتا ہے۔ جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک عثمان کہتے ہیں: میں نے ایسا کیا تو اللہ اس کو مجھ سے (دور) لے گیا۔"

جن کے انسان کو پچھاڑنے اور دواؤں کے بارے میں آرا:

① امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"نہیں وہ کھڑے ہوں گے، مگر جیسے کشتی میں پچھاڑا ہوا کھڑا ہوتا ہے اور شیطان نے اسے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔"

② امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اس آیت میں اس شخص کے خلاف دلیل ہے جو جن کی طرف

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسة فی الصلاة، رقم الحدیث [2203]

سے پچھاڑنے کا انکاری ہے اور اس نے اسے طبعی فعل قرار دیا ہے اور اس کا نظریہ ہے کہ شیطان انسان میں گردش نہیں کرتا اور نہ اسے چھو سکتا ہے۔"

۳ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مسئلے میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

۱ کچھ لوگ جن کے انسان میں دخول کی تکذیب کرتے ہیں۔

۲ کچھ لوگ مذموم عزائم کے ساتھ اس کا دفاع کرتے ہیں، پس وہ لوگ موجود ہونے کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ لوگ رب معبود کا کفر کرتے ہیں۔

۳ افضل امت ثابت و موجود حق کی تصدیق کرتی ہے۔ وہ عبادت کے لائق ایک ہی الہ پر ایمان رکھتی اور اس کی عبادت، ذکر و دعا اور اس کے اسما کے ساتھ جن و اِنس کے شیاطین کا دفاع کرتی ہے۔

۴ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"رہی بات ارواح کے پچھاڑنے کی، تو ان کے امام اور عقلا اس کا اعتراف تو کرتے ہیں، لیکن اس کا دفاع نہیں کرتے اور وہ اس بات کے معترف ہیں کہ اس کا علاج عالی مرتبہ شرف و خیر والی ارواح کا اُن خبیث ارواح سے مقابلہ ہے۔"

300- کتاب اللہ کے علاوہ کسی دم سے علاج جائز ہے؟

نہیں! اس کی دلیل درج ذیل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو ایک عورت ان کا علاج کر رہی تھی اور انھیں

دم کر رہی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«عَالِجِيهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ» [1] ”اس کا علاج اللہ کی کتاب کے ساتھ کر۔“

301- شرعی دم کی کیا شرائط ہیں؟

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شرعی دم کی تین شرائط ہیں:

① وہ اللہ کی کلام یا اس کے اسما و صفات کے ساتھ ہو۔

② وہ عربی زبان یا ایسی زبان میں ہو جس کا معنی معروف ہو۔

③ عقیدہ یہ ہو کہ دم بذات خود موثر نہیں، بلکہ اس میں اثر اللہ کی طرف سے ہے۔

امام ابن التین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معوذات اور ان کے علاوہ اللہ کے اسما کے ساتھ دم کرنا روحانی علاج ہے۔

302- کیا کوئی غیر شرعی دم بھی ہے؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا:

”شیاطین کے خلاف استعانت غیر معروف المعنی کلام یا تحریر کے ساتھ کرنا غیر شرعی امر ہے۔“

اسی طرح سے جو کام دجال لوگ جو کہتے ہیں تیرا نام، تیری ماں کا نام، اثر، لباس اور کتاب وغیرہ کھولنا، کرتے ہیں غیر شرعی دم ہے۔

---

[1] اسے امام ابن حبان نے روایت کیا ہے، جیسا کہ ”موارد الظمآن“، رقم الحدیث [1419] میں ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیں: ”السلسلة الصحيحة“، رقم الحديث [1931]

303- قرآن کو ترک کرنے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

قرآن کو ترک کرنے کی کئی صورتیں ہیں:

① اس کے سماع و ایمان اور اس کی طرف میلان کو چھوڑ دینا۔

② اسے پڑھنے اور اس پر ایمان لانے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنا اور اس کے حلال و حرام سے واقفیت حاصل نہ کرنا۔

③ اصولِ دین میں اس کو حاکم ماننے اور اس کی طرف فیصلہ لے جانے کو چھوڑنا۔

④ اس کی سمجھ اور تدبر کو چھوڑنا۔

⑤ دل کی جملہ امراض اور اس کی ادویات میں اس کے ساتھ دوا و شفا حاصل کرنے کو چھوڑنا۔

304- کیا ابلیس جہنم میں داخل ہوگا؟

روزِ قیامت ابلیس کہے گا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [إبراهيم: 22]

''اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ

نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا، اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ اکبر! یہ وہ انجام ہے جسے شیطان پہنچا ہے۔

305- جن کے لمس سے بچنے کے لیے آپ کیا وصیتیں فرمائیں گے؟

① دن رات باوضو رہنے کی کوشش کریں، وضو ٹوٹتے ہی اٹھ کھڑے ہوں اور نیا وضو کریں۔

② تمام اوقات میں ہر ہیئت اور حالت میں اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کر تر رکھیں۔

③ موسیقی سے بچیں۔ اپنی نظر، زبان اور جوارح کی حفاظت کریں۔ خیر کی بات کریں یا پھر خاموش رہیں۔ اختلاط سے اجتناب کریں، قرآن کو لازم پکڑیں، اس کے ساتھ اپنی زبان کو تر اور دل کو کشادہ رکھیں۔

④ اندھیری جگھوں، سوراخوں اور شیاطین کے مساکن میں بول و براز سے پرہیز کریں، گرم پانی وغیرہ کو اللہ کا ذکر کیے بغیر نہ بہائیں۔ حمامات سے پرہیز کریں اور بوقت ضرورت ادب کی رعایت رکھتے ہوئے جائیں اور وہ دعائیں پڑھ کر جائیں جو قضائے حاجت سے متعلقہ ہیں۔

⑤ کسی بھاری چیز کو اللہ کے ذکر کے بغیر نہ پھینکیں۔

⑥ سورج کے غروب ہونے کے وقت بچوں کو باہر نہ جانے دیں۔

⑦ اندھیری جگہوں اور ویران جگہوں کی طرف رات کے وقت نہ جائیں، ان سے لازماً دور رہیں، نہ رونے کے لیے جائیں نہ چیخنے اور نہ غم کھانے نہ سخت غصے کی وجہ سے۔ ہر تین دنوں میں سورت بقرہ کا پڑھنا یا سننا اپنے اوپر لازم کرلیں۔

⑧ اپنے گھر کو مورتیوں، تصویروں اور کتوں سے پاک رکھیں۔

306- دجال کون لوگ ہیں؟

جو یہ کام کرتے ہوں:

① لباس کا اثر۔ ② نجوم کا علم۔ ③ ہتھیلی پڑھنا۔ ④ سریانی طریقے۔

⑤ مقناطیسی تنویم۔ ⑥ کتاب کھولنا۔ ⑦ پیالہ پڑھنا۔

307- کیا رسول اللہ ﷺ سے جنات سے متاثرہ شخص کا علاج ثابت ہے؟

ہاں، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل بنایا، مجھے میری نماز میں کوئی چیز (وسوسہ) پیش آئی، یہاں تک کہ مجھے اتنا بھی علم نہ ہوتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ پھر جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف رختِ سفر باندھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ابو العاص کے بیٹے؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: تم کیسے آئے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے

رسول ﷺ! مجھے میری نمازوں میں کوئی چیز لاحق ہوتی ہے اور مجھے پتا نہیں چلتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« ذَاكَ الشَّيْطَانُ، اُدْنُهْ » فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيَّ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِ وَتَفَلَ فِيْ فَمِيْ وَقَالَ: « اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ » فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: « اِلْحَقْ بِعَمَلِكَ »[1]

”یہ شیطان ہے، تم میرے قریب ہو جاؤ، پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور اپنے قدموں پر ہی بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ میں تھتکارا اور کہا نکل جا! اللہ کے دشمن۔ آپ ﷺ نے یہ کام تین بار کیا، پھر فرمایا: جاؤ اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کے بعد مجھے اس چیز کا احساس تک نہ ہوا۔“

308- جن کے انسان کو پچھاڑنے (تکلیف دینے) کے اسباب کیا ہیں؟

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسبابِ صرع یہ ہیں:

① یہ شہوت، خواہشات اور عشق کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے انسان کے لیے جن کے ساتھ اتفاق ہو اور کبھی انس و جن باہم مباشرت کرتے ہیں اور ان کے درمیان اولاد پیدا ہوتی ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الطب، رقم الحديث [46] باب الفزع والدرق و ما يتعوذ منه. بوصیری نے ”الزوائد“ میں کہا: اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ امام حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے۔

② بغض رکھنا اور حد سے تجاوز کرنا، مثلاً یہ کہ کوئی انسان ان کو تکلیف دے یا جن یہ سمجھ بیٹھیں کہ انسانوں نے قصداً انھیں تکلیف دی ہے۔ یا ان پر پیشاب کر کے یا ان پر گرم پانی ڈال کر یا ان کے کسی فرد کو قتل کر کے۔ اگرچہ انسان اس سے ناواقف ہوتا ہے، لیکن جن میں ظلم و جہالت ہوتی ہے اور وہ بدلے میں حق سے زیادہ سزا دیتے ہیں۔

③ ان کے ساتھ فضول حرکتیں اور شرارتیں کرنا، جیسے بعض بے وقوف انسان کرتے ہیں۔

309- جب مجھے کوئی چیز اچھی لگے تو میں کیا کہوں؟

آپ کہیں: ”بِسْمِ اللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ زِدْهُ“

”اللہ کے نام کے ساتھ، جو اللہ نے چاہا۔ اے اللہ! اس کے لیے برکت کر۔ اے اللہ! اس کو زیادہ دے۔“

310- جادو کی علامات کیا ہیں؟

نیند کی کمی یا کثرت، پسینہ یا تری، پیشاب کثرت سے آنا، شہوت کی کمزوری پورے جسم یا بعض اعضا کا سن ہو جانا۔

311- جادو کا علاج کیسے کیا جائے؟

پانی پر درج ذیل سورتیں پڑھی جائیں اور اسے پینے اور غسل کے لیے استعمال کیا جائے:

① سورۃ الکافرون، ② سورۃ الاخلاص، ③ سورۃ الفلق ④ سورۃ الناس۔

312- وسوسے کا علاج کیا ہے؟

تکبیر یعنی اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا، کیونکہ یہ شیطان کو کمزور کرتا ہے۔
ہر روز کثرت کے ساتھ "أعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنا، کثرت سے اللہ کے لیے سجدے کرنا، کیوں کہ شیطان سجدے سے دور بھاگتا ہے۔ کثرت سے استغفار پڑھنا، ہر چیز کو لکھ لینا، کیوں کہ لکھنے سے بھولتا نہیں اور یہ وسوسے کا سب سے بہتر علاج ہے۔

313- کلمہ "السحر" کا کیا مطلب ہے؟

کلمہ "سحر" سَحَر سے مشتق ہے، جو فجر سے کچھ وقت قبل پر بولتا جاتا ہے۔

314- جادو کا قرآن پاک سے مختصر اور قوی علاج کیا ہے؟

سورۃ البقرۃ اور سورت آلِ عمران کی بہ کثرت تلاوت۔ ابو سلام سے روایت ہے، وہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ شَافِعٌ لِأَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ (الْبَقَرَةَ وَ سُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ) فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، يُحَاجَّانِ عَنْ أَهْلِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ » ثُمَّ قَالَ:

«اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَ تَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ» [1]

''قرآن پڑھا کرو! بلاشبہہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا، دو روشنیوں (سورۃ البقرۃ اور سورت آل عمران) کو پڑھو، بلاشبہہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں یا دو چھتریوں یا پر کھولے ہوئے پرندوں کے دو گروہوں میں سے کسی صورت میں آئیں گی اور اپنے اہل (پڑھنے والوں) کی طرف سے جھگڑا کریں گی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ البقرہ پڑھا کرو، بلاشبہہ اس کا پکڑنا برکت اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر) اسے (رد کرنے کی) طاقت نہیں رکھتے۔''

315- مَیں اپنے گھر میں عجیب وغریب آوازیں سنتا ہوں، اس کا کیا حل ہے؟

- اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہا کرو (اگرچہ وہاں کوئی نہ بھی ہو)۔
- کھانا، پینا اور جماع شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھا کرو۔
- گھر سے کتوں اور تصویروں کو نکال دو، ہمیشگی کے ساتھ سورۃ البقرہ پڑھو۔
- سورۃ الاخلاص، فلق اور ناس پانی پر پڑھو اور اسے گھر میں چھڑکو۔
- گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھو اور سلام کہو۔
- تسلسل کے ساتھ اگر تو یہ کام کرے تو ممکن ہے کہ تجھے بہ ذات خود کچھ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [314]

مشکل پیش آئے، شیطان کی طرف سے تجھے لمس یا وسوسہ محسوس ہو، لیکن اس سے گھبرانا نہیں، بلکہ عمل جاری رکھنا۔

✿ گھر میں داخل ہوتے وقت کہے: میں تمھیں اس عہد کے ساتھ قسم دیتا ہوں جو سلیمان بن داود علیہ السلام نے تم سے لیا تھا کہ تم ہم پر چڑھائی نہ کرو۔ تین بار یہ کہے۔

316- اسکندریہ میں رشدی کی عمارت کا کیا قصہ ہے؟

رشدی کی عمارت کا قصہ یوں ہے کہ کچھ بُرے لوگ (جن و شیاطین) عمارت کے مالک کے پاس آئے اور اسے کہا: اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تجھ پر فراخی کرے اور تیرے لیے اس عمارت سے رزق کے دروازے کھلیں تو تُو بنیاد کے نیچے مصاحف (قرآن) رکھ اور ان مصاحف پر بنیاد رکھ۔ پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ عمارت مصاحف پر بنائی گئی، لیکن مسلمان جن اس عمارت میں ہر داخل ہونے والے کو روکتا ہے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام اس کے نیچے مدفون ہے اور جن اللہ کے نام پر غیرت کھاتے ہوئے روکتا ہے۔

317- مجھے مرگی ہے اور جب بھی میں ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہوں وہ مجھے کہتے ہیں: تجھے کچھ نہیں۔ (بتائیں) میں کیا کروں؟

بے ہوش ہو کر گرنے کی دو قسمیں ہیں:

① یہ گودے میں خون کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کا علاج ڈاکٹر کرتے ہیں۔

② جنوں کی ناپاک روحوں کی وجہ سے ہے اور اس کا علاج قسطلانی نے اپنی کتاب "المواهب اللدنية بالمنح المحمدية" میں یوں فرمایا ہے:

① کثرت سے سورۃ الزلزال کی تلاوت کرنا۔

② اذان، جو مرگی والے کے کان میں افاقہ ہونے تک کہی جائے۔

③ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ پڑھنا۔

④ ہر تین دنوں میں ایک بار سورۃ البقرہ پڑھنا۔

318- کیا ایسے علما بھی ہیں جو انسان میں جن کے دخول کے انکاری ہیں؟ کیا تائید کرنے والے بھی ہیں؟

وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا، وہ معتزلہ اور امام رازی ہیں۔

اس موقف کی تائید کرنے والے علما میں سے امام احمد بن حنبل، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور ائمہ میں سے امام قرطبی، نووی، شوکانی، البانی، الشعراوی، ابن باز، ابن عثیمین، احمد محمد شاکر، ابوبکر الجزائری، جاد الحق، طنطاوی، عطیہ صقر اور ان کے علاوہ کثیر تعداد ہے، جو اس کے قائل ہیں۔

319- کیا جمائی لیتے وقت انسان کے بدن میں جن کا داخل ہونا ممکن ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اگر جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ نہ رکھا جائے تو شیطان داخل ہوجاتا ہے۔ بعض نے اس کو حقیقی معنیٰ سے پھیر دیا ہے، لیکن بدن انسان میں جن کا داخل ہونا حقیقتاً بھی مراد ہونے کا احتمال ہے،

اس لیے کہ شیطان ابن آدم میں خون کے چلنے کی طرح چلتا ہے، لیکن انسان جب تک اللہ کے ذکر میں رہے، وہ اس پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ جمائی لینے والا اس حالت میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتا، اس لیے شیطان کا اس کے منہ میں داخلہ حقیقی ہو سکتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ دخول بول کر ''تمکن'' مراد ہو، اس لیے کسی چیز میں داخل ہونے والے کی یہ شان مسلم ہے کہ وہ اس پر غالب ہے۔[1]

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی کو روکنے، کنٹرول کرنے اور منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا ہے، تاکہ شیطان اپنی مراد نہ پا سکے، اس کی مراد انسان کی صورت کی بدشکلی ظاہر کرنا، اس کے منہ میں داخل ہونا اور اس پر ہنسنا ہے۔''[2]

امام بخاری نے ''التاریخ'' میں یزید بن الاصم سے مرسل روایت بیان کی ہے:

« مَا تَثَاءَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَطُّ »[3] ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔''

320- کیا شیطان ابن آدم کے پاس موت کے وقت بھی آتا ہے؟

ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ دعا کیا کرتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي

[1] فتح الباري [612/10]

[2] فتح الباري [612/10]

[3] فتح الباري [613/10]

الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا»[1]

''اے اللہ! میں بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں گرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں ڈوبنے، جلنے اور کمزوری سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے خبطی بنا دے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر مرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں کسی چیز کے ڈسنے سے موت کے واقع ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

321- کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جنات نکالنے کا کوئی طریقہ منقول ہے؟

جی ہاں، ان سے یہ چیز تکرار سے ملتی ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ کو دیکھا کہ وہ جسے جن تنگ کرتا، اس کی طرف اس کو بھیجتے جو روح کو مخاطب ہوکر کہتا: شیخ نے تجھے کہا ہے کہ تو نکل جا، یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ پھر مصروع (دورے والے) کو افاقہ ہو جاتا۔ بسا اوقات وہ خود اسے مخاطب کرتے تھے اور کبھی وہ سرکش روح ہوتی تو اسے مار کر نکالتے تھے، پھر مصروع صحت یاب ہوتا اور زیادہ تر وہ مریض کے کان میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے تھے:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1552] سنن النسائي [8/677] المستدرك للحاكم [1/531] علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾

[المؤمنون: 115]

''تو کیا تم نے گمان کر لیا کہ ہم نے تمھیں بے مقصد ہی پیدا کیا ہے اور یہ کہ بے شک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟''

322- کیا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جنات نکالنے کا کوئی طریقہ منقول ہے؟

قاضی ابوالحسن ابن القاضی (طبقات اصحاب الامام احمد) نے کہا: متوکل (عباسی خلیفہ) نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف ایک لڑکی کے بارے پیغام بھیجا، جسے مرگی تھی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے لیے عافیت کی دعا کریں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے لیے لکڑی کے دو جوتے کھجور کے پتے کے تسمے والے نکالے، جن میں وہ وضو کرتے تھے، پھر وہ اپنے ایک ساتھی کے سپرد کیے اور اسے کہا تو امیر المومنین کے پاس جا اور اس لڑکی کے سر کے پاس بیٹھ کر اسے کہہ (یعنی جن کو) تجھے احمد کہتا ہے: کون سا کام تجھے پسند ہے، اس لڑکی سے نکلنا یا پھر ستر جوتے کھانا؟ پس وہ امیر المومنین کی طرف گیا اور اس کو امام احمد کی بات سنائی۔ وہ سرکش جن لڑکی کی زبان سے بولا اور اس نے کہا: میں سن کر اطاعت کرتا ہوں، اگر امام احمد ہمیں حکم دیں کہ ہم عراق میں نہ رہیں تو ہم اس میں نہ رہیں گے۔ بلاشبہہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو اللہ کی اطاعت کرے، ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ وہ اس لڑکی سے نکل گیا، وہ تندرست ہو گئی اور اسے اولاد کی نعمت بھی عطا ہوئی۔ پھر جب امام احمد رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو

وہ سرکش جن پھر لوٹ آیا، متوکل نے ان کے ساتھی ابوبکر المروزی سے رابطہ کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا، مروزی نے جوتا پکڑا اور لڑکی کی طرف گیا، جن لڑکی کی زبان پر دوبارہ گویا ہوا اور اس نے کہا: میں اس لڑکی سے نہیں نکلوں گا اور نہ تیری اطاعت کروں گا نہ تجھ سے یہ قبول کروں گا۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اللہ کی اطاعت کی، ہمیں ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا تھا۔[1]

323- بدنِ انسانی میں جن کے داخل ہونے کے بارے میں علما کی کیا آرا ہیں؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنْضِي شَيْطَانَهُ كَمَا يُنْضِي أَحَدُكُمْ بَعِيرَهُ فِي السَّفَرِ»[2]

”بے شک مومن لاغر کرتا ہے اپنے شیطان کو، جیسے تم میں سے کوئی سفر میں اپنے اونٹ کو لاغر کرتا ہے۔“

جن کے انسان میں داخل ہونے کے عقلی دلائل:

① شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جن کا وجود قرآن و سنت اور اسلافِ امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ اسی طرح سے جن کے انسانی بدن میں دخول پر بھی اہلِ سنت ائمہ کا اتفاق ہے اور یہ معاملہ غور کرنے والے ہر شخص کو نظر آ سکتا ہے اور محسوس ہو سکتا ہے۔ جن متاثرہ شخص میں داخل ہوتا اور غیر معروف

---

[1] آكام المرجان [ص: 115]

[2] مسند أحمد، مجمع الزوائد [114/1]

کلام میں بولتا ہے، بلکہ دورے والا شخص تو اسے سمجھ ہی نہیں پاتا، بلکہ اسے مارا بھی جائے تو محسوس نہیں کرتا۔"[1]

② قاضی عبدالجبار ہمدانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ان کے جسم ہوا کی طرح نرم ہوتے ہیں اور انھیں ہمارے بدنوں میں داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، جس طرح سے ہوا (سانس) ہمارے بدن میں داخل ہوتی ہے اور اس سے متعدد جواہر کا ایک ہی چیز میں مجتمع ہونا بھی لازم نہیں آتا۔ اسی طرح سے جن بھی صرف مجاورت کے طریقے پر ہی جمع ہوتے ہیں، حلول کے طریقے پر نہیں۔ وہ ہمارے اجسام میں ایسے ہی داخل ہوتے ہیں، جیسے کوئی نرم جسم برتنوں میں داخل ہوتا ہے۔"[2]

③ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"میں نے اپنے باپ سے کہا: بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل نہیں ہوسکتا تو امام صاحب نے کہا: یہ لوگ جھوٹے ہیں، جن تو متاثرہ شخص کی زبان سے گفتگو بھی کرتا ہے۔"

324- انسان میں جن کے داخل ہونے کے بارے میں علما کی کیا رائے ہے؟

الشیخ محمد الحامد کہتے ہیں:

---

① رسالة الجن [ص: 8]

② آكام المرجان [ص: 108]

’’جب جن بہت باریک اجسام والے ہیں تو ان کا بنی آدم کے ابدان میں داخل ہونا عقلاً اور نقلاً ممتنع نہیں ہے، کیوں کہ لطیف کثیف میں چل سکتا ہے، مثلاً ہوا ہے جو بلاشبہہ ہمارے ابدان میں داخل ہوتی ہے، جیسے آگ لوہے میں چل سکتی ہے اور جیسے بجلی تاروں میں چل سکتی ہے اور پانی، مٹی، ریت اور کپڑوں میں، باوجودیکہ وہ لطافت میں ہوا اور بجلی کی طرح نہیں ہوتا۔ انسانی اجساد میں جن کے دخول کے بارے وارد ہونے والی نصوص اتنی کثرت کو پہنچ چکی ہیں کہ منکرین کے انکار اور نامعقول اقوال کی طرف اس سے انصراف کرنا درست نہیں، اس لیے کہ سچی وحی نے ہمیں اس کی خبر دی ہے، انسانی اجسام میں دخول کے بہ کثرت مشاہدات کا کوئی شمار ہی نہیں، پھر اس کا انکاری عقلاً ونقلاً ثابت شدہ چیز سے اِعراض کر کے اپنے بطلان کا خود ہی پتا دے رہا ہے۔‘‘ [1]

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’یہ بات درست ہے کہ شیطان اس انسان کو چھوتا ہے جس پر اللہ نے اسے مسلط کیا ہے، جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ وہ (شیطان) اس (مس) کے ساتھ اس کے حواس کو اور دماغ کی طرف چڑھنے والے بخارات کو روکتا ہے، جیسا کہ اس کیفیت کی ہر مصروع شخص خبر بھی دے دیتا ہے اور اس معاملے میں ان کا کوئی اختلاف بھی نہیں۔

[1] ردود علي أباطيل [135/2]

پھر اللہ اس کے لیے مرگی اور بدحواسی کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے، یہ قرآن کی نص (کا خلاصہ) ہے اور مشاہدہ بھی اس کا متقاضی ہے۔"[1]

325- کیا شیطان موت کے وقت بھی آتا ہے؟

جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ فَيَقُولُ: مُتْ يَهُودِيًّا، مُتْ نَصْرَانِيًّا »

"بلاشبہ شیطان موت کے وقت تمھارے پاس آتا اور اسے کہتا ہے: "یہودی ہو کر مر یا عیسائی ہو کر مر۔"

326- کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟

جی ہاں! سیدنا ابو سلام سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بلاشبہ ہم شر پر تھے، اللہ نے ہمیں وہ خیر عطا کی جس میں ہم ہیں (یعنی اسلام) کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ہے۔ میں نے پوچھا: کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ ». قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ

[1] آکام المرجان [ص: 109]

ذٰلِكَ؟ قَالَ: «تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلأَمِيرِ، وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ»[1]

''میرے بعد کچھ ایسے ائمہ ہوں گے جو میری سیرت سے ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں گے اور عنقریب ان میں کچھ ایسے آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل شیاطین کے دل ہونگے اور ان کا جسم انسانوں کا ہوگا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں یہ (لوگ) پالوں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امیر کی اطاعت کر اور اس کی بات سُن، اگرچہ وہ تیری پشت پر مارے اور تیرا مال چھین لے تو اس کی بات سُن اور اس کی اطاعت کر۔''

ابلیس نے کہا تھا:

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴾

[الأعراف: 16]

''اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔''

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ یعنی میں انھیں سیدھے راستے سے روکنے اور باطل کو مزین کرنے کے لیے ان کے راستے میں بیٹھوں گا، تا کہ وہ میری طرح ہلاک ہو جائیں۔ صراط مستقیم جنت کا راستہ ہے۔

﴿مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ﴾ یعنی دنیا سے ﴿وَ مِنْ خَلْفِهِمْ﴾ یعنی ان کی

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [3435]

پیچھے سے ﴿وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ﴾ یعنی ان کی نیکیوں سے ﴿وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾ یعنی ان کی برائیوں سے، یعنی وہ خواہشات کی اتباع کریں گے، کیونکہ شیطان نے اس کے لیے انھیں مزین کیا ہے۔ ﴿وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ یعنی تو ان کو توحید والے، فرماں بردار اور شکر گزار نہیں پائے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ شیطان نے "مِنْ فَوْقِهِمْ" نہیں کہا، کیونکہ اس کو علم ہے کہ ان کے اوپر اللہ ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: اے ابن آدم! شیطان تیرے پاس ہر جانب سے آئے گا سوائے اوپر کی جانب کے، کیوں کہ وہ تیرے اور اللہ کی رحمت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتا۔[1]

327- شیطان سے کون نجات پاتا ہے؟

اس کا جواب خود شیطان کی زبانی سنیے! ارشادِ ربانی ہے:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ [الحجر: 39-40]

"اس نے کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔"

شیطان نے مخلص بندوں کے اغوا سے عاجزی کا اعتراف کیا۔ مخلص وہ شخص ہے جو عمل کرتا ہو اور یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، سیئات

[1] إغاثة اللهفان [103/1]

کو چھپانے کی مانند وہ اپنی نیکیوں کو بھی چھپا کے رکھتا ہے، اللہ کے ساتھ اس کی نیت میں سچائی ہوتی ہے۔

اخلاص:

خالق کی طرف دائمی نظر کے ساتھ مخلوق کو دیکھنا بھول جانا۔ اخلاص اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا کا نام ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَاكَانَ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ»[1]

''بلاشبہہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص ہو اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کی تلاش ہو۔''

328- میں نماز میں کیسے اپنے آپ کو شیطان سے محفوظ رکھوں؟

درج ذیل دعا پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرما لے گا۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز میں یہ کہتے ہوئے سنا:

«اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا هَمْزُهُ وَنَفْثُهُ وَنَفْخُهُ؟ قَالَ: «أَمَّا هَمْزُهُ فَالْمُوتَةُ الَّتِي تَأْخُذُ ابْنَ آدَمَ، وَ أَمَا نَفْخُهُ فَالْكِبْرُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ»[2]

---

[1] صحیح الترغیب والترهیب [56/2]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [401] سنن أبي داود، رقم الحدیث [764]

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا تین بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا تین بار، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا تین بار، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَ نَفْثِهِ وِ نَفُخِهِ" میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ "هَمْزِهِ وَ نَفْثِهِ وَ نَفُخِهِ" کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "همزه" مرگی کی وہ کیفیت ہے جو ابن آدم کو پکڑ لیتی ہے، "نفخه" سے مراد اس کا تکبر اور "نفثه" سے مراد اس کا شعر ہے۔"

329- کیا گالی دینا شیطان کی طرف سے ہے؟

جی ہاں، سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے گالی گلوچ کی۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان میں ایک غصے کی حالت میں دوسرے کو گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ » فَقَالُوا لَهُ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: « إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ »[1]

"مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے، اگر یہ (غصے والا) وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ اگر یہ "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھ لے۔ پھر انھوں نے اس آدمی کو کہا: کیا تو وہ بات نہیں سن رہا جو نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں کوئی پاگل تو نہیں ہوں۔"

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5764] صحيح مسلم [2610]

اس سے معلوم ہوا کہ غصہ شیطان ہی کی طرف سے ہوتا ہے، جو "أَعُوذُ بِاللّٰهِ" پڑھنے سے ختم ہو جاتا ہے۔

330- کیا سورۃ البقرہ کی اختتامی دو آیات کا شیطان پر کوئی اثر ہوتا ہے؟

جی ہاں! سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خُتِمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَلَا يُقْرَأَانِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ»[1]

"بلاشبہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل ایک کتاب لکھی، اس کتاب سے اللہ نے دو آیتیں نازل کیں جن کے ساتھ سورۃ البقرہ کا اختتام کیا، وہ جس گھر میں بھی تین راتیں پڑھی جاتی ہیں، شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔"

331- میں کیسے شیطان سے سارا دن اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہوں؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے (انھوں نے کہا) کہ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2882] في فضائل القرآن، صحيح ابن حبان، رقم الحديث [1726] المستدرك للحاكم [562/1] علامہ البانی نے اسے "صحیح الترغیب"، رقم الحديث [1467] میں صحیح کہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» [1]

''میں پناہ مانگتا ہوں عظمت والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے عزت والے چہرے کے ساتھ اور اس کی قدیم بادشاہت کے ساتھ، شیطان مردود سے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حَفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ» [2]

''جب بندہ یہ بات کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے: وہ مجھ سے بقیہ دن محفوظ ہو گیا۔''

332- علاج بالقرآن کی کیا خوبیاں ہیں؟

① شفا دینے والے اللہ کے ساتھ مریض کا ربط ہوتا ہے، پھر اسے اطاعت کے کاموں پر ہیشگی کا حکم دیا جاتا ہے۔

② اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

③ اللہ کا قرب پا کر تمام لوگوں سے مقابلہ، پس کتنے ہی اسلام کے دعویدار ایسے ہیں، جو اسلام کے بارے کسی چیز کا علم ہی نہیں رکھتے۔

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [466]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2882] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [1726] علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ''صحيح الترغيب''، رقم الحديث [1467]

333- معالجین کی چند عام غلطیاں کیا ہیں؟

① عورت پر محرم کے بغیر قرآن پڑھنا۔
② مریض کے جسم پر قرآن لکھنا، مثلاً حرف مریض کی پیشانی پر لکھنا یا کٓھٰیٰعٓصٓ کوئی حرفوں کی شکل میں انگلیوں پر لکھنا۔
③ کسی کپڑے کے ٹکڑے پر قرآن لکھنا، پھر اسے مریض کے سونگنے کے لیے جلانا۔
④ دوران علاج دھونی دینے والے آلے کو کھلا چھوڑ دینا۔
⑤ مریض کا اپنے ہاتھ کو کشف کے لیے اٹھانا اور اوپر نیچے کرنا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی چیز ہو تو یہ اٹھ جائے گا اور اگر اس کے ساتھ ایسے ہو تو گر جائے گا وغیرہ۔
⑥ گھاس کے تنکوں کے بارے میں کہنا کہ ان کو پکڑ یا ان کو چھوڑ۔
⑦ جن کے ساتھ ایسی لمبی گفتگو کرنا جس کا کوئی فائدہ ہی نہ ہو۔

334- وہ جادو جو نبی اکرم ﷺ پر کیا گیا، وہ آپ ﷺ پر کیسے اثر انداز ہوا؟

آپ ﷺ پر کیے جانے والے جادو کا اثر آپ ﷺ کے اپنی ازواج کے ساتھ تعلق کے معاملے میں ہوا کہ آپ ﷺ ان کے پاس آئے ہیں یا نہیں۔

335- رسول اللہ ﷺ پر جادو کیسے ہو گیا، جب کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟

اس کی درج ذیل تین وجوہات ہیں:

1. یہ معاملہ امت کو یہ سکھانے کے لیے ہوا کہ جادو کا وجود ہے۔
2. جادو اللہ کے حکم سے اذیت کا باعث بنتا ہے۔
3. رسول اللہ ﷺ بشر ہیں۔

336- کیا جس مدت میں رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر رہا، اس میں وحی کا نزول ہوا تھا؟

نہیں، اللہ کے فضل سے اس مدت میں مطلقاً وحی کا نزول نہیں ہوا۔

337- معالجین اکثر خطا کر جاتے ہیں، کیا ہمارا اس معاملے کو چھوڑ دینا افضل ہے؟

نہیں، خطاؤں کا بھی علاج ہے، ہم ان کے لیے ایک طریقہ پیش کرتے ہیں جس سے وہ نہ ہٹیں۔ رہی بات غلطیوں کی، وہ تو ہر ایک سے ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر غلطی کرتے ہیں اور وہ طب میں خطرناک نتائج سامنے لانے کا باعث بن جاتے ہیں تو کیا ہم علاج کروانا اور ادویات کا استعمال چھوڑ دیں؟ انجینئر غلطی کرتے ہیں تو کیا ہم عمارتیں بنانا چھوڑ دیں؟ حل تو یہ ہے کہ کوتاہی کرنے والے کا حساب لیں اور اس کو سزا دیں۔

مگر جب ہم اس باب کو بند کریں گے تو مجبوراً ہمیں جادوگروں اور شعبدہ بازوں کی طرف جانا پڑے گا، بلکہ غیر مسلموں کی طرف۔ پس اسلام ہی سب سے افضل دین ہے۔

338- کیا سینگی طریقہ علاج ہے اور کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے؟

ہاں، وہ تو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلشِّفَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ: شُرْبَةُ عَسْلٍ، وَشُرْطَةُ مَحْجَمٍ، وَكَيَّةُ بَنَارٍ، وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ »[1]

''شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے میں، عمدہ سینگی میں اور آگ کے ساتھ داغنے میں اور میں اپنی امت کو (آگ کے ساتھ) داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا:

« مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ »[2]

''جس رات مجھے اسرا و معراج کرایا گیا تو میں فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا، اس نے کہا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو سینگی کا حکم دو۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5356]

[2] امام ترمذی نے اسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

339- اس آیت ﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ اور رسول اللہ ﷺ پر جادو والی حدیث میں تطبیق کیا ہے؟

اس آیت اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ پر آیت کا نزول جادو سے شفا پانے کے بعد ہوا تھا۔

340- کیا شیطان قبر میں بھی ابن آدم کے پاس آتا ہے؟

سعید بن مسیّب سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا، جب انھوں نے میت کو لحد میں رکھا تو کہا "بِاسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" پھر جب لحد پر اینٹیں درست کیں تو کہنے لگے:

«اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا. قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ إِنِّي إِذَنْ لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ، بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ»[1]

"اے اللہ! اسے شیطان سے اور عذاب قبر سے بچا۔ اے اللہ! زمین کو اس کے پہلوؤں سے دور رکھ، اس کی روح کو اوپر رکھ اور اسے اپنی رضا مندی کی تلقین کر۔ میں (سعید بن مسیّب) نے کہا: ابن عمر! کیا یہ چیز تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سن رکھی

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [323] سنن البيهقي [55/4]

ہے؟ انھوں نے کہا: پھر تو میں (ہر طرح کی) بات پر قادر ہوں، بلکہ میں نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سن رکھی ہے۔“

341- رنجیدگی کا کیا علاج ہے؟

روزانہ صبح و شام سورۃ الفتح کی تلاوت کرنا، سورت کی قراءت ایک ایک کلمے کی شرط کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ یقین کر کے زندگی گزارنا، فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا، پھر آسمان کی طرف دیکھنا اور اشراق تک صبح کے اذکار میں مشغول رہنا۔ ”اَللّٰهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا“ پڑھا کرو۔

صبح و شام کثرت کے ساتھ یہ دعا پڑھی جائے۔ ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ“ (اللہ حلیم و عظیم کے سوا کوئی اللہ الٰہ نہیں ہے، نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی جو عرشِ کریم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں، زمین کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے)۔[1]

ہمیشہ صدقہ کرنے کی حرص رکھنا، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، اذکار پر ہیشگی کرنا، ہمیشہ استغفار کرنا، ہمیشہ اپنے سے کم (نعمت) والے کی طرف دیکھنا اور اللہ کی ان نعمتوں پر اس کی تعریف کرنا، جس کا کوئی شمار نہیں۔

342- کیا شیطان کھڑے ہو کر کھاتا اور پیتا ہے؟

ہاں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5986] صحيح مسلم، رقم الحديث [2730]

«لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدُكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ»[1]

"تم میں سے کوئی ہرگز کھڑے ہو کر نہ پیے، پس جو بھول گیا وہ قے کرے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَهٰى أَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا » قَالَ قَتَادَةُ: قُلْنَا: فَالْأَكْلُ؟ فَقَالَ: « ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ »[2]

"آدمی کو کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: ہم نے کہا: اور کھانا؟ تو انھوں نے کہا: وہ تو زیادہ برا اور ناپاک ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ جمہور اہلِ علم کسی انتہائی ضرورت کے بغیر کھڑے ہو کر کھانے اور پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور یہ کہ بیٹھ کر کھانا پینا سنت ہے۔

343- جن کے حملے سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

جن و شیطان کے حملے سے بچاؤ کے لیے درج ذیل نصائح کو لازم پکڑیں۔ اول وقت میں نماز ادا کرنا، اذکار کو ان کے اوقات میں ادا کرنا، روزانہ قرآن کے کچھ اجزا کی تلاوت کرنا، جب کسی بلند جگہ سے اتریں تو اللہ کا نام لیں، جب زمین میں کوئی چیز مثلاً گرم پانی ڈالیں تو اللہ کا نام لیں، کسی تاریک جگہ میں داخل ہوں تو اللہ کا نام لیں، حیوانات کو ایذا نہ دیں، جان بوجھ کر کسی سوراخ میں بول و براز نہ کریں۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2026]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2024]

344- قرآن کریم کے ذریعے علاج کرنے والے کی صفات کیا ہیں؟

① تمام لوگ اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں۔

② وہ خالص نیت سے کام کرے۔

③ اذکار کے ذریعے خود کو محفوظ رکھنے والا ہو۔

④ سلف صالحین کے عقیدے پر ہو۔

⑤ وہ بدعتی نہ ہو۔

⑥ اپنے قول و عمل میں توحید خالص کو ثابت کرنے والا ہو۔

⑦ جنوں اور جادو کے حالات کا عالم ہو۔

⑧ تقویٰ و نیکی اس کی پہچان ہو۔

345- علاج کے مراحل کون سے ہیں؟

① ہر کام کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔

② بالغ عورتوں کے لیے شرعی حجاب کا ہونا اور محرم کا ساتھ ہونا۔

③ گھر سے کتوں اور تصویروں کو نکالنا۔

④ سب کا باوضو ہونا۔

⑤ مریض کے پاس موجود تعویذ دھاگا وغیرہ جلانا۔

⑥ اللہ کے سامنے عاجزی کرنا۔

⑦ اللہ کے سامنے اپنی محتاجی کا اظہار کرنا۔

⑧ دھوئیں اور اس کی مشابہ چیزوں (تندور، شیشہ اور بخور کے دھویں سے)

جگہ کو خالی رکھنا۔

⑨ سب سے پہلے عقیدے کی بات ہو، اگر چہ وہاں نماز، پردہ وغیرہ میں کوتاہی ہو، پھر تو دیگر چیزوں کا ادب اور حسن اخلاق سے ذکر کرو۔

⑩ مریض سے سوال کرنے سے علاج کا آغاز کریں، تا کہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ اسے کیا ہے۔ اس کی بات مکمل کرنے تک تسلی سے اس کی بات سنیں، پھر علاج کریں۔

346- بیداری میں شیطانی اثرات کی نشانیاں کیا ہیں؟

کسی سبب کے بغیر گرنا، کسی سبب کے بغیر درد سر ہونا، اللہ کے ذکر سے رکنا اور بدکنا، آواز کا کمزور ہونا، سستی اور رنجیدگی۔

347- نیند میں شیطانی اثرات کی نشانیاں کیا ہیں؟

نیند کا نہ آنا، بے قراری، گلے کا گھٹنا، گھبراہٹ میں ڈالنے والے خواب (حیوانات کا دیکھنا) دانت کاٹنا، نیند میں ہنسنا، رونا یا چیخنا اور دوران نیند چلنا، دوران نیند بولنا۔

348- انسان کو جن کے چھونے کے کیا اسباب ہیں؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴾ [الجن: 6]

”اور یہ کہ بلاشبہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں

میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا۔"

① کسی جن کا انسان عورت پر عاشق ہونا یا کسی جننی کا انسان مرد پر عاشق ہونا۔
② کسی جن پر انسان کا ظلم، مثلاً اس پر گرم پانی گرانا یا اس پر اونچی جگہ سے گرنا وغیرہ۔
③ کسی جن کا انسان پر ظلم، مثلاً بلا وجہ اس کو لمس کرنا اور اس پر سختی کرنا۔
④ کسی جادوگر کے ذریعے جن کا چھوڑا جانا۔
⑤ خواہشات کی محبت۔

349- جن انسان میں کب داخل ہوتا ہے؟

جن انسان کے جسم میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر چند حالات میں وہ انسانی بدن میں داخل ہو جاتا ہے:

① انتہائی کمزوری کی حالت میں۔
② شدید غصے اور خوف میں۔
③ خواہشات پر ٹوٹنے میں۔
④ اور شدید غفلت میں۔

350- صرع کیا ہے؟

صرع انسان کو اس کی عقل میں پہنچنے والے خلل کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اپنی کہی ہوئی بات یاد نہیں رکھ سکتا۔ کہی ہوئی بات اور آیندہ کہنے والی بات میں ربط قائم نہیں رکھ سکتا۔ یاد دہانی کے فقدان کے نتیجے میں اسے مغز کے

اعصاب میں خلل کا سامنا ہوتا ہے، پھر وہ اپنی حرکات میں خبطی ہو جاتا ہے۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے صرع کے بارے میں "عالم الجن في ضوء الكتاب و السنة" [ص: 250] اور "عالم الجن و الملائكة" [ص: 76] میں فرمایا یہ ایک علت ہوتی ہے، جو اعضاے رئیسہ کو کام کرنے میں جزوی طور پر روکتی ہے اور اس کا سبب وہ غلیظ ہوا ہوتی ہے جو دماغ کی گزرگاہوں میں بند ہو کر رہ جاتی ہے یا ردی قسم کے بخارات ہوتے ہیں جو بعض اعضا سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں جس کے بعد اعضا میں سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان صحیح طور پر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔

قرآن سے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ [البقرة: 275]

"وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا، پھر جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آئے پس وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا ہے

اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسا کرے تو وہی آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اس آیت میں اس شخص کے انکار کا رد ہے، جس نے جن کی طرف سے لمس کا انکار کیا اور یہ گمان کیا کہ یہ طبیعتوں کا فعل ہے اور جو کہتا ہے کہ شیطان انسان میں نہ چل سکتا ہے اور نہ اسے چھو سکتا ہے۔“[1]

امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قتادہ سے مروی ہے کہ بے شک جاہلیت کا سود یہ ہوتا تھا کہ آدمی ایک معین مدت تک بیع کرتا، پھر جب وہ مدت آ جاتی اور دوسرے کے پاس رقم نہ ہوتی تو یہ اس رقم کو بڑھا کر مدتِ ادائی میں اضافہ کر دیتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ سود خوروں کے بارے میں فرمایا: ﴿لَا يَقُوْمُوْنَ﴾ یعنی وہ آخرت میں اپنی قبروں سے ایسے ہی اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان دنیا میں انسان کو چھو کر خبطی بنا سکتا ہے۔“[2]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یعنی وہ نہیں کھڑے ہوں گے، مگر جیسے گرایا ہوا گرے ہونے کی حالت میں ہو اور شیطان نے اسے حواس باختہ کیا ہوا ہو، یعنی وہ قیامت کو انتہائی بری حالت میں کھڑا ہوگا۔“[3]

---

[1] تفسير القرطبي [355/3]

[2] تفسير الطبري [101/3]

[3] تفسير ابن كثير [326/1]

351- شیطان اذان کے وقت کیا کرتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى »[1]

"جب نماز کے لیے اذان ہوتی ہے، شیطان ہوا خارج کرتے ہوئے وہاں تک بھاگ جاتا ہے جہاں اذان سنائی نہ دے۔ پھر جب اذان مکمل ہوتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر مکمل ہو تو واپس لوٹ آتا ہے، پھر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، ایسی ایسی بات جو اسے کبھی یاد نہ آئی ہو، یہاں تک کہ آدمی کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ اسے اتنا پتا نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔"

352- شیطان اور وسوسہ؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُولُ: اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. فَيَقُولُ: فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [608]

فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُذْهِبُ عَنْهُ»[1]

''بلاشبہہ شیطان تمھارے ایک کے پاس آتا اور کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ نے، پھر شیطان کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پھر جب تم یہ چیز پاؤ تو کہو: میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، یہ (کہنا) اس (کیفیت) کو ختم کر دے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَسْأَلُوْنَ حَتّٰى تَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَقُوْلُوْا: اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ»[2]

''تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، حتی کہ یہ کہتے ہو: یہ اللہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا، پس اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ (جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو) پس تم کہو: ''اللہ ایک ہے، وہ اللہ بے نیاز ہے اس نے کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ»[3]

---

[1] مسند أحمد [331/2]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [4722] سنن النسائي الكبرىٰ [169/6]

[3] مسند أحمد [57/6]

''بلاشبہ شیطان تمھارے ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ پس وہ کہتا ہے: اللہ نے، پھر شیطان کہتا ہے: کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ انسان کہتا ہے: اللہ نے، پھر وہ کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب تم میں سے کوئی یہ بات پائے تو کہے: میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔''

353- کیا ہر انسان کے ساتھ قرین ہوتا ہے؟

جی ہاں! سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ، وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ» قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «وَإِيَّايَ لٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِحَقٍّ» وَفِي رِوَايَةٍ: «فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ» [1]

''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک دوست جنوں سے اور ایک دوست فرشتوں سے مقرر کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا: اور آپ ﷺ کے ساتھ بھی اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ عزوجل نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے اب وہ مجھے حق کے سوا (کسی اور چیز) کا حکم نہیں دیتا اور ایک روایت میں ہے، وہ مجھے صرف خیر ہی کا حکم دیتا ہے۔''

354- کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے؟

ہاں! نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [69، 2814] مسند أحمد [401,397,385/1]

بیان کرتی ہیں کہ "نبی کریم ﷺ ایک رات اس کے پاس سے نکلے، کہتی ہیں، میں نے آپ ﷺ پر غیرت کھائی۔ پھر جب آئے تو میرا کام دیکھا تو کہنے لگے: عائشہ کیا بات ہے تم غیرت کھا گئی؟ میں نے کہا: کیا ہے مجھے کہ میرے جیسی آپ جیسے پر غیرت (غصہ) نہ کھائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« أَفَأَخَذَكِ شَيطَانُكِ؟ » قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَ مَعِي شَيطَانٌ؟ قَالَ: « نَعَمْ » قُلْتُ: وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: « نَعَمْ » قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: « نَعَمْ، وَلَكِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ »[1]

"کیا تجھے تیرے شیطان نے پکڑ لیا تھا؟ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: ہر انسان کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: اور آپ ﷺ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد کی، حتی کہ وہ فرماں بردار ہو گیا۔"

355- کیا ابلیس کی اولاد ہے؟

قرشی نے کہا کہ زید بن مجاہد سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ابلیس کے پانچ بچے ہیں:

1. "ثبر" یہ مصائب والا ہے، ہلاکت کا حکم دیتا ہے۔ علاوہ ازیں گریبان چاک کرنے، رخسار پیٹنے اور جاہلیت کی پکار کا حکم دیتا ہے۔
2. "اعور" یہ زنا والا ہے، زنا کا حکم دیتا اور اسے مزین کرتا ہے۔

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [70,2815] مسند أحمد [115/6]

③ ''مسوط'' یہ جھوٹ والا ہے، جو جھوٹ سنتا، کسی آدمی کے کان میں ڈالتا اور اسے آگے منتقل کرواتا ہے، پھر آدمی لوگوں کے پاس جا کر انھیں کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے اس کے چہرے کی تو مجھے پہچان ہے، لیکن اس کا نام مجھے معلوم نہیں، اس نے مجھے یہ یہ بات بیان کی ہے۔

④ ''داسم'' وہ ہے جو آدمی کے ساتھ اس کے اہل و عیال میں داخل ہوتا ہے اور اسے ان میں عیب دکھاتا ہے اور ان پر غصہ دلاتا ہے۔

⑤ ''زکنبور'' یہ صاحبِ بازار ہے، جو بازار میں اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔[1]

356- کیا ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا تھا؟

ہاں، قرشی نے کہا، جیسا کہ ''تلبیس إبلیس'' میں مذکور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ابلیس آ گیا اور اس نے رنگ برنگا کوٹ پہن رکھا تھا، پھر جب وہ اس کے قریب ہوا تو کوٹ اتار کر رکھ دیا، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ گیا، انھوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ابلیس ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ تجھے زندہ نہ رکھے، تجھے کون سی چیز لائی ہے؟ اس نے کہا: میں آپ کو سلام کہنے آیا ہوں، اللہ کے ہاں آپ کے مقام و مرتبے کی وجہ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ کیا چیز تھی جو میں نے تیرے اوپر دیکھی تھی؟ اس نے کہا: اس کے ذریعے میں بنو آدم کے دلوں کو اچک لینے کا کام کرتا ہوں، پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ کون سی چیز ہے جس کا انسان مرتکب ہو تو تُو اس پر غلبہ پا لیتا ہے؟ اس نے کہا: جب وہ اپنے دل میں غرور لائے، اپنے عمل کی کثرت چاہے اور اپنے گناہوں کو بھول جائے۔ میں تجھے تین چیزوں سے ڈراتا ہوں:

[1] تلبیس ابلیس [ص: 58,59]

۱ ایسی عورت کے ساتھ کبھی علاحدگی اختیار نہ کرنا جو تیرے لیے حلال نہیں، کیوں کہ جب کوئی آدمی ایسی عورت کے ساتھ علاحدہ ہوتا ہے جو اس کے لیے حلال نہیں تو میں اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اس کا ساتھی بن جاتا ہوں یہاں تک کہ اسے فتنے میں ڈال دوں۔

۲ اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو ہر صورت پورا کرنا، کیوں کہ جب کوئی اللہ سے معاہدہ کرے تو اپنے درمیان حائل ہونے تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

۳ جب تو صدقہ نکالنا چاہے تو ہر صورت اسے نکال دے، کیوں کہ جب کوئی آدمی صدقہ کر کے اسے جاری نہیں کرتا۔ میں اپنے دیگر احباب کو چھوڑ کر اس کا ساتھی بن جاتا ہوں، یہاں تک کہ آدمی اور اس کے صدقہ نکالنے کے درمیان حائل ہو جاتا ہوں۔ پھر وہ یہ کہتا ہوا واپس لوٹ گیا: افسوس تین باتوں پر جو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو سکھا دیں، موسیٰ علیہ السلام اب ان سے بنی آدم کو ڈرائے گا۔[1]

357- کیا ابلیس ابن آدم کی وفات کے وقت حاضر ہوتا ہے؟

ہاں، بلاشبہہ ابلیس اپنے مددگاروں کو ابن آدم کی موت کے وقت کہتا ہے:

”تم اس پر مسلط ہو جاؤ، اگر اب یہ تم سے (بچ کر) مر گیا تو تم اس پر قدرت نہ پاؤ گے۔“

اس لیے کہ موت ابلیس اور ابن آدم کے درمیان ٹکراؤ کا آخری مرحلہ ہوتا ہے۔

---

[1] تلبيس إبليس [ص: 57] باب فتن إبليس و مكايده

358- جادو کیا ہے؟

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وہ خبیث ارواح کی تاثیرات اور ان سے طبعی قوتوں کے متحرک ہونے سے مرکب ہے۔''[1]

امام فخر الدین رازی نے کہا ہے:

''جادو شریعت کے عرف میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کا سبب مخفی ہو، حقیقت کے خلاف اس کا تخیل ہو، خود نمائی اور دھوکا دہی کا کام کرتا ہو۔''[2]

359- بعض لوگ غیبی چیزوں مثلاً جن، جادو اور حسد وغیرہ پر ایمان نہیں رکھتے، شریعت میں ان کا کیا حکم ہے؟

غیب پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرۃ: 3]

''وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور اس میں سے، جو ہم نے انھیں دیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔''

جنوں کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

---

[1] زاد المعاد [126/4]

[2] المصباح المنیر [ص: 268]

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴾ [الجن: 1-2]

''کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔''

جادو پر ایمان واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرة: 102]

''اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شیاطین سلیمان کے عہدِ حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتاری گئی، حالانکہ وہ

دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمایش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے اور وہ اس کے ساتھ ہرگز کسی کو نقصان پہنچانے والے نہ تھے مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ اور وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

حسد پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ [الفلق: 1-5]

''تو کہہ میں مخلوق کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

سائل کو یہ جواب دیا جائے، اگر وہ جاہل ہے تو ہم اسے سکھائیں کیوں کہ قرآن کریم میں مذکور ہر چیز کے بارے میں اعتقاد رکھنا واجب ہے اور جس نے اس کی کسی چیز کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا۔

360- ابلیس نے بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اور آدم علیہ السلام نے بھی، پھر کیسے ابلیس آگ میں داخل ہوگا اور آدم جنت میں؟

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾
[البقرة: 37]

''پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے، تو اس نے اس کی توبہ قبول کر لی، یقیناً وہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور کہا:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [الأعراف: 23]

''دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔''

اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، جب کہ ابلیس نے انکار کیا اور کہا:

﴿ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾ [الأعراف: 12]

''میں اس سے بہتر ہوں۔''

اس نے توبہ نہیں کی، لہٰذا اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

ابلیس سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا اور ان سے کہا: آپ کلیم اللہ ہیں، میرے لیے اپنے رب سے سفارش ہی کر دیں، پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے

رب! ابلیس توبہ کرنا چاہتا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: اے موسیٰ اسے کہو: وہ آدم کی قبر پر جائے اور اسے سجدہ کرے۔ موسیٰ نے جب اسے یہ بات کہی تو اس نے کہا: میں نے اسے زندہ ہونے کی حالت میں سجدہ نہیں کیا، تو کیا اب مردہ ہونے کی حالت میں سجدہ کروں؟ اس نے ذلت کو اپنایا تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

361- کیا جماعت کے ساتھ بھی شیطان ہوتا ہے؟

نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران: 103]

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَالشَّيْطَانُ مَعَ مَنْ يُّخَالِفُ الْجَمَاعَةَ » [1]

''جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور شیطان جماعت کے مخالف کے ساتھ ہوتا ہے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ وَحْدَهُ بِلَيْلٍ أَبَدًا » [2]

''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تنہائی میں کیا (ضرر) ہے تو کبھی کوئی شخص رات کو اکیلا نہ چلے۔''

---

(2) سنن النسائي الصغرىٰ [92,93/7] المعجم الكبير للطبراني [144,145/17] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح سنن النسائي، رقم الحديث [3453] میں صحیح کہا ہے۔

(3) صحيح البخاري، رقم الحديث [3998]

362- کیا معالجین کے لیے کوئی نصیحت ہے؟

غذاؤں اور جڑی بوٹیوں کے نسخہ جات سے دور رہنا، کیوں کہ معالج بالقرآن غذاؤں کا اسپیشلسٹ ہوتا ہے اور نہ اسے جڑی بوٹیوں کے بارے کچھ علم ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اگر ان آسان اشیا میں سے شمار ہوں، جن کے بارے احادیث وارد ہوئی ہیں، مثلاً تلبینہ، سرمہ اور سنا مکی، اس لیے کہ چیزوں کی کمیتیں اور ان کے بعض کا جڑی بوٹیوں اور تیل میں داخل ہونا مہارت کا متقاضی ہے۔

ان میں سے بعض سورۃ الواقعہ، الحشر اور الملک کو کسی برتن میں لکھنے کا کہتے ہیں یعنی ایسے برتن میں لکھو جس میں یہ تمام آ جائیں۔ مجھے طیش دلانے والی اشیا میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے: سورۃ البقرہ مکمل ایک تھال میں لکھو، یعنی ایسے تھال میں جس میں 286 آیات سما جائیں جبکہ آیتیں تین تین سطروں کی بھی ہوتی ہیں۔ اس کے لیے تو پھر پورے میدان جتنا ٹب چاہیے ایک تھال سے تو کام نہیں بنے گا۔

کوئی کہتا ہے، تو شہد کی مکھیوں کے سرداروں کو اپنی غذا بنا، جب کہ یہ انتہائی زیادہ مشکل معاملہ ہے۔

کوئی کہے گا: بارش کا پانی لا اور کوئی چشموں اور کنوؤں کے پانی کا طالب ہوگا۔

کوئی کہتا ہے، موسم بہار میں فلاں فلاں پھول لے کر آنا۔ کوئی کہتا ہے کہ مریض کی گردن کی رگ کو پکڑ کر رکھ، حالاں کہ یہ ایک خطرناک چیز ہے۔ کوئی کہے گا کہ پلکوں کے نچلے حصے کو دبا کر رکھ، یہ آنکھوں کے لیے بڑا خطرناک کام ہے۔ کوئی کہے گا کہ دھونی دینے والا آلہ لاؤ، جب کہ یہ کام جادوگروں اور دجالوں کا ہوتا ہے۔ کوئی کہے گا، نہ چائے پینی ہے نہ قہوہ اور نہ ایسی مزید چیزیں، مجھے

سمجھ نہیں آتی ان چیزوں کا علاج سے کیا تعلق ہے؟!

کوئی کہے گا کہ سکون کے لیے دوا نہ کھانا اور کوئی کہے گا کہ ورق پر قرآن کا کوئی حصہ لکھا جائے گا، پھر اسے پانی میں مِلا کر پیا جائے گا اور یہ غلط ہے، کیوں کہ ورق ایک مطبوع چیز ہے، اس پر طباعت ایسا مواد ہے جو پینے کے لیے درست نہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کسی چینی کے برتن پر کتابت ہو، پھر اسے پانی میں ملایا جائے اور پی لیا جائے۔

کوئی کہتا ہے، میں جن کو جلا دوں گا، جب کہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں، کیوں کہ آگ کے ساتھ جلانا اللہ کی صفات میں سے ہے اور یہ کہنا زیادہ مناسب ہے، عنقریب میں اسے قرآن کے ذریعے سزا دوں گا۔

کوئی تو لوگوں کو مسجد، گھر یا بڑی تعداد میں انسانوں کو جمع کرنے والے کمرے میں جمع کرے گا اور ان سب پر تلاوت کرے گا، خشک کو گیلی کے ساتھ ملائے گا، کچھ آوازیں اور چیخ پکار سنائی دیں گی اور آخر کار وہ وہاں سے اسی طرح نکل جائیں گے، جیسے وہ آئے تھے، بلکہ کچھ پہلے سے بری حالت میں لوٹیں گے۔ اس معاملے میں ایک بڑی غلطی مریض سے اس کی بیماری کے بارے کوئی بات نہ سننا ہے۔ علاج کے لیے ضروری ہے کہ تو اس کے پاس بیٹھے اور اچھے طریقے سے اس کی بات سنے اور اس کی بات کو نہ ٹوکے، اگرچہ وہ زیادہ لمبی ہو، حتی کہ تو اس کی مراد کو صحیح طرح سمجھ پائے، کیوں کہ اس کا اپنی مرض کے بارے کلام کرنا اس کے لیے آرام اور تمھارے لیے اصل مسئلے کو سمجھنے میں معاون ہوگا۔ اگر آپ ایک مریض کے پاس بیٹھیں اور اسے خیر حاصل ہو جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ

سو مریض حاضر ہوں اور کسی کا کچھ بھلا نہ ہو سکے۔ سب سے افضل کام یہ ہے کہ آپ ایک یا دو یا تین یا زیادہ کے پاس بیٹھیں۔ ان کی بات عمدہ طریقے سے سنیں اور معاملے کی اچھی طرح سے تشخیص کریں۔ اللہ کی کتاب سے جس دوا کے وہ محتاج ہیں، وہ انھیں دیں اور ان کی خبر گیری رکھیں، اگرچہ ٹیلی فون کے ذریعے ہی ہو۔

363- کیا علاج بالقرآن معالج کا محتاج ہے؟

نہیں، بلکہ معالج قرآن کا انسان میں جن کو حاضر کرنے کے لیے محتاج ہوتا ہے، علاوہ ازیں مریض خود اپنے لیے قرآن پڑھے، اللہ سے مدد مانگے اور اس کے اوامر ونواہی کا التزام کرے، اللہ کے حکم سے علاج جلد مکمل ہو جائے گا۔

364- کیا جاہلیت میں بھی کوئی دم تھا؟

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، پھر ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقْيَةِ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهَا شِرْكٌ»[1]

''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

365- شیطان خواب میں کیسے آتا ہے؟

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2200] سنن أبي داود، رقم الحديث [3886]

«مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي حَقًّا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي» [1]

''جس نے خواب میں مجھے دیکھا بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا، کیوں کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔''

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ شیطان جسم میں داخل ہوتا ہے، حتیٰ کہ وہ خواب میں بھی آتا ہے۔ جن کے انسانی جسم میں دخول کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اپنی اصل حالت میں ہی داخل ہو، بلکہ وہ خواب میں کئی دوسری صورتیں بنا کر آ سکتا ہے۔

لیکن جب شیطان داخل ہی نہیں ہو سکتا تو وہ کیسے خوفناک خواب پیش کرتا ہے، جسے میں سونے کی حالت میں دیکھتا ہوں؟

366- کیا دم کرنے کی کوئی دلیل ہے؟

ہاں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«اِعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهَا شِرْكًا» [2]

''مجھ پر اپنے دم پیش کرو، دم میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

پس اس حدیث سے ہم قرآن و سنت اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ سے دم کرنے کا جواز لیتے ہیں۔

367- منتر کیا چیز ہے؟

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [6993] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2266]

[2] صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم الحدیث [64] شرح النووي [187/14]

«اَلنُشْرَةُ مِنْ عَمَلِ الشَيْطَانِ»[1] ”منتر شیطان کے عمل سے ہے۔“

کیوں کہ یہ اس کی اصل کی طرف اشارہ ہے، پھر جس نے اس کے ساتھ خیر کا قصد کیا وہ خیر ہے، ورنہ وہ شر ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لیکن منتر کی دو قسمیں ہونے کا احتمال ہے، میں کہتا ہوں یہی درست ہے کہ منتر کی دو قسمیں ہیں۔“[2]

پہلی قسم جائز منتر کی ہے اور وہ قرآن، دعاؤں اور شرعی اذکار کے ساتھ جادو کا توڑ ہے اور دوسری قسم حرام منتر کی ہے اور یہ شیاطین کی مدد، ان کے تقرب اور ان کی رضامندی کے ساتھ جادو کو جادو سے ختم کرنا ہے۔ امید واثق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان کہ منتر شیطانی ہے، سے یہی قسم مراد ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ جس نے ان کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت سے کفر کیا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”منتر کرنے اور کروانے والا شیطان کے پسندیدہ عمل کے ساتھ اس کا قرب حاصل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسحور سے جادو کا شیطانی عمل باطل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تعوذات اور جائز دعاؤں کے دم کے ساتھ کیا جانے والا منتر جائز ہے۔“

---

[1] مسند أحمد [294/3] سنن أبي داود، رقم الحديث [3868] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے: [فتح الباري: 233/10]

[2] فتح الباري [233/10]

368- کیا نظر بد کا بھی کوئی دم ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَیْنُ حَقٌّ، وَلَوْ کَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ، لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ»[1]

''نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لینے والی ہوتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَیْنُ حَقٌّ»[2] ''نظر حق ہے۔''

369- کیا اللہ کے اسم اعظم اور علاج کا کوئی باہمی تعلق ہے؟

جی ہاں! اسم اعظم کے ذریعے جو سوال کیا جائے، اللہ عطا کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِسْمُ اللّٰهِ الأَعْظَمُ فِيْ هَاتَیْنِ الآیَتَیْنِ»

''اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾

[البقرة: 163]

''اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2188]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [2187]

﴿ الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ [آل عمران: 1-2]

''الم۔ اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔''[1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی نے دعا کی اور کہا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ»

''اے اللہ! میں تجھ سے اس واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ سب تعریف تیرے لیے ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو، تُو منان ہے، آسمان اور زمینوں کو بغیر نمونے کے بنانے والا ہے، اے جلال و اکرام والے، اے زندہ اور قائم رہنے والے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَ إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى»[2]

''اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتا ہے۔''

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1496] سنن الترمذي، رقم الحديث [3478]

[2] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم الحديث [1495] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [893]

ایک آدمی کو سنا جو کہہ رہا تھا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ»

''اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے اس ناتے سے سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو اکیلا و بے نیاز ہے، جس نے کسی کو جنم دیا اور نہ اس کو کسی نے جنم دیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى وَ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ»①

''اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔''

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِسْمُ اللّٰهِ الأَعْظَمُ فِي سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثٌ، فِي الْبَقَرَةِ، وَ آلِ عِمْرَانَ، و طٰهٰ»②

---

① سنن الترمذي، رقم الحديث [3475] سنن أبي داود، رقم الحديث [1493] مشكاة المصابيح [703/1] رقم الحديث [2289]

② سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3855] المعجم الكبير [182/8] السلسلة الصحيحة [746,382/2]

''اللہ کا اسم اعظم قرآنِ کریم کی تین سورتوں میں ہے: سورۃ البقرہ، سورتِ آل عمران اور سورت طہ میں۔''

تو معلوم ہوا کہ اسمِ اعظم کے ساتھ جو بھی سوال مرض کا یا اس کے علاوہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

370- کیا رسول اللہ کو بچھو نے کاٹا تھا؟

ہاں، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں ایک بچھو نے ڈس لیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ» قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَ مِلْحٌ، فَجَعَلَ يَضَعُ مَوْضِعَ اللَّدْغَةِ فِي الْمَاءِ وَالْمِلْحِ وَيَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حَتَّى سَكَنَتْ»[1]

''اللہ لعنت کرے بچھو پر، نہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نبی کو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا جس میں نمک اور پانی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک میں بچھو کے ڈسنے والی جگہ کو رکھا اور آرام آنے تک ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ''معوذتین'' پڑھتے رہے۔''

371- کیا تمام امراض کے لیے کوئی دم ہے؟

عثمان بن ابی العاص ثقفی سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث [23543] طبراني في الأوسط، رقم الحديث [5890] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث [548]

کے سامنے اس درد کی شکایت کی، جو اسلام لانے سے لے کر اب تک ان کے جسم میں ہو رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا:

«ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمُ مِنْ جَسَدِكَ، فَقُلْ: بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ»[1]

”اپنے جسم کے جس حصے میں تکلیف ہے، اس پر اپنا ہاتھ رکھ اور تین بار ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہہ، پھر سات بار ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ“ پڑھ، یعنی میں اللہ اور اس کی قدرت کے ساتھ ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے میں پاتا اور جس سے ڈرتا ہوں۔“

372- جب مجھے مصیبت پہنچے تو میں کیا کہوں کہ وہ میرے لیے خیر کا باعث ہو جائے؟

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا. إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْراً مِّنْهَا»[2]

”جس کسی بندے کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے: ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا“

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2202] كتاب السلام، باب استحباب وضع يده على موضع الألم عند الدعاء.

[2] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة، رقم الحديث [918] مسند أحمد [27/4]

یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت میں اسے اجر عطا فرماتا ہے اور اسے نعم البدل عطا کرتا ہے۔"

373- آزمایش پر صبر کرنے والے کا کیا بدلہ ہے؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَوَدُّ نَاسٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ تُقْرَضُ بِالْمَقَارِيضِ فِي الدُّنْيَا، لِمَا يَرَوْنَ مِنْ ثَوَابِ أَهْلِ الْبَلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» [1]

"قیامت کے دن آزمایش والوں کا اجر دیکھ کر کئی لوگ خواہش کریں گے کہ ان کی کھالوں کو دنیا میں قینچیوں کے ساتھ کاٹا جاتا۔"

374- ابلیس کیسے آگ سے ہے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ سے پکڑا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جلا نہیں؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی تو قراءت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملتبس ہونے لگی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ رَأَيْتُمُونِي وَإِبْلِيسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِي فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتَّى

---

[1] **حسن**. سنن الترمذي، رقم الحديث [2402]

وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ أُصْبُعِيَّ هَاتَيْنِ » [1]

''کاش تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اسے اپنے ہاتھ سے گرایا، پھر میں اس کا گلہ گھوٹنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی ان دو انگلیوں کے درمیان پالی۔''

پس اس کے لعاب کی ٹھنڈک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اپنے ناری عنصر سے نکل گیا تھا۔ اگر ابلیس اپنے ناری عنصر سے تحول نہ کرتا تو وہ آگ کے شعلے کا محتاج نہ ہوتا۔

375- میں بہت زیادہ آزمائش میں رہنے والا شخص ہوں، میری جزا کیا ہے؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مرفوعاً نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

« يَوَدُّ نَاسٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ تُقْرَضُ بِالْمَقَارِيضِ فِي الدُّنْيَا، لِمَا يَرَوْنَ مِنْ ثَوَابِ أَهْلِ الْبَلَاءِ » [2]

''قیامت کے دن کچھ لوگ یہ چاہیں گے کہ کاش دنیا میں ان کی کھالوں کو قینچیوں کے ساتھ کاٹا جاتا۔ (یہ خواہش تب ہوگی) جب وہ آزمائے جانے والوں کا ثواب دیکھیں گے۔''

سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] **حسن**. مسند أحمد [83/3] كنز العمال، رقم الحديث [1285] الدر المنثور [313/5] تفسير ابن كثير [62/7] تفسير القرطبي [64/1]

[2] **حسن**. سنن الترمذي، كتاب الزهد، رقم الحديث [2402] صحيح الجامع، رقم الحديث [5484] میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

«عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ»[1]

''بڑی جزاء بڑی آزمایش پر ملتی ہے اور بے شک اللہ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انھیں آزماتا ہے، پھر جو راضی ہو گیا اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا، اس کے لیے ناراضی ہے۔''

376- کیا کسی ایسے مریض کے لیے کوئی دم ہے جسے نہ جادو ہے اور نہ کوئی جن؟

عثمان بن ابی العاص الثقفی سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ کے سامنے کسی تکلیف کی شکایت کی، جسے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد تا حال اپنے جسم میں محسوس کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا:

«ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمُ مِنْ جَسَدِكَ، فَقُلْ: بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ»[2]

''تم اپنے جسم کے اس حصے پر ہاتھ رکھ جہاں تمھیں تکلیف ہے، پھر تین بار ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کہہ، پھر سات بار ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ'' کہہ (کر دم کر لو)۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے

[1] **حسن**. سنن الترمذي، كتاب الزهد، رقم الحديث [2396] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم الحديث [4031]

[2] صحيح مسلم، كتاب السلام، رقم الحديث [2202] سنن أبي داود، كتاب الطب، رقم الحديث [3891]

کسی فرد کی بیمار پرسی کرتے تو اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور کہتے:

«أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيُ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا» [1]

"اے اللہ! اے لوگوں کے رب بیماری کو ختم کر دے، تو شفا دے، شفا دینے والا تو ہی ہے، ایسی شفا دے جو معمولی بیماری کو بھی نہ چھوڑے۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيُ فِيُ مُصِيبَتِيُ، وَأَخْلِفُ لِيُ خَيْرًا مِنْهَا. إِلَّا أَجَارَهُ اللّٰهُ فِيُ مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا» [2]

"جس کسی بندے کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے: "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيُ فِيُ مُصِيبَتِيُ، وَأَخْلِفُ لِيَ خَيْرًا مِّنْهَا" یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔" تو اللہ اسے اس کی مصیبت سے بچاتا ہے اور اس کے لیے اس سے بہتر جانشین بناتا ہے۔"

377- خواب کی کتنی اقسام ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5675] صحيح مسلم، رقم الحديث [2191]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [918] مسند أحمد [67/4]

«اَلرُّؤْیَا ثَلَاثٌ: فَرُؤْیَا بُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَرُؤْیَا مِنَ الشَّیْطَانِ، وَرُؤْیَا یُحَدِّثُ بِهَا الإِنْسَانُ نَفْسَهُ فَیَرَاهَا» [1]

”خواب تین طرح کے ہیں: ایک وہ خواب ہے جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے، ایک خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور ایک وہ خواب ہے جو انسان کے اپنے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کے نتیجے میں ہوتا ہے۔“

378- کیا ممکن ہے کہ شیطان نبی مکرم ﷺ کی صورت میں کسی کے خواب میں آئے؟

شیطان کے لیے نبی کریم ﷺ کی صورت اختیار کرنا ممکن نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فِي الْیَقْظَةِ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِي» [1]

”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، گویا اس نے بیداری کی حالت میں مجھے دیکھا، پس بے شک شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔“

379- حجامت (سینگی لگوانے) کا حکم کس نے دیا؟

اسرا و معراج کی رات، اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم جبریل علیہ السلام کو دیا کہ وہ

---

(1) مسند أحمد [269,395/2] صحیح ابن حبان، رقم الحدیث [6042] سنن النسائي، رقم الحدیث [903]

(2) صحیح البخاري، رقم الحدیث [6993] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2266]

سیدنا محمد ﷺ کو اس کی خبر دیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ جبریل نے کہا):

«عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ يَا مُحَمَّدُ»[1] ''اے محمد! سینگی کو لازم پکڑو۔''

380- میں شدید سستی کا شکار ہوں، خصوصاً فجر کی نماز میں، کیا یہ شیطان کی طرف سے ہے؟

جی ہاں! سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ»[2]

''تم میں کسی کی گدی میں شیطان تین گرہیں لگاتا ہے، جب وہ سوتا ہے، ہر گرہ پر وہ ''تجھ پر لمبی رات باقی ہے، سویا رہ'' کہہ کر ضرب لگاتا ہے، پھر اگر وہ بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر وہ بندہ چستی اور

[1] **حسن**. مسند أحمد [354/1] المستدرك للحاكم [209/4] علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ صحيح الجامع، رقم الحديث [3332]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1142] صحيح مسلم، رقم الحديث [776]

نفس کی تازگی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ ورنہ وہ نفس کی خباثت اور سستی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔"

381- غم اور پریشانی کا کیا علاج ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کسی بندے کو کوئی پریشانی اور غم لاحق ہو تو وہ یہ کلمات کہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجَلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي، إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ وَأَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَجًا»[1]

"اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ میں جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس خاص نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا علم الغیب میں اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تُو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے

[1] **صحیح**. مسند أحمد [391/1] مسند أبي يعلىٰ [198/9] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [972] المستدرك للحاكم [509/1]

والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے۔

اللہ تعالیٰ اس کے غم وفکر کو لے جاتا ہے اور اس کو بدلے میں کشادگی عطا فرماتا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

«مَنْ كَثُرَتْ هُمُومُهُ وَغُمُومُهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ»

"جس کے غم اور پریشانیاں زیادہ ہوں، وہ کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" (نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کے ساتھ) پڑھے۔"

صحیحین میں مروی ہے:

«أَنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ»[1]

"وہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

382- ابلیس کا عرش کہاں پایا جاتا ہے؟

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيُفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً »[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6409] صحيح مسلم، رقم الحديث [2704]

[2] صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة و الجنة و النار، باب تحريش الشيطان و بعثه سراياه و أن مع كل إنسان قريناً.

''بے شک ابلیس کا عرش سمندر پر ہے، وہ (وہاں سے) اپنے لشکروں کو، لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے بھیجتا ہے، پھر ان میں اس کے نزدیک سب سے عظیم المرتبہ وہ ہوتا ہے، جو فتنے میں سب سے بڑا ہو۔''

حدیث میں ہے کہ ابلیس کا عرش سمندر پر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمندروں میں رہتے ہیں، اس لیے مناسب ہے کہ سمندروں میں اترتے وقت اللہ کی پناہ مانگ لی جائے، کیوں کہ وہاں شیطان کی حکومت ہے۔

383- کیا قرآن کے ساتھ دم کرنے والے کے لیے دم پر اجرت لینا جائز ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

« إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ »[1]

''جس چیز پر تم اجرت لیتے ہو، ان میں سب سے زیادہ اجرت لینے کی حق دار اللہ کی کتاب ہے۔''

اس حدیث کی بنیاد پر دم کرنے والے کا اپنے عمل کے عوض میں اجرت یا تحفہ لینا جائز ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان صحابہ کو بھی جنھوں نے ڈسے ہوئے کو دم کر کے اجرت لی تھی، اس کام پر قائم رکھا تھا۔ یہ عوضانہ اس کے کام اور وقت کا ہوگا (قرآن کا نہیں)۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5737]

384- کیا مسلمان جن سے استعانت جائز ہے، جیسا کہ بعض معالجین کرتے ہیں؟

نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ [الجن: 6]

''اور یہ کہ بلاشبہہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾ [الأنعام: 128]

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا، اے جنوں کی جماعت! بلاشبہہ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنا بنا لیا اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بعض نے بعض سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنے اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو مگر جو اللہ چاہے۔ بے شک تیرا رب کمال حکمت والا،

سب کچھ جاننے والا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اور سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی علاج وغیرہ میں مسلمان جن سے استعانت مروی نہیں ہے، بلکہ یہ تو جادوگروں اور دجالوں کے کام ہیں۔

385- جن کے انسان میں داخل ہونے کی کیا دلیل ہے؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ، أَوْ كَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي »[1]

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس عنقریب وہ مجھے دیکھے گا بیداری میں یا گویا اس نے مجھے دیکھا بیداری میں اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"

دوسری حدیث کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ »

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ شیطان جسم میں داخل ہوتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ خواب انسان میں کبھی ایک صورت میں آتا ہے اور کبھی دوسری صورت میں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کے جسم میں داخل ہوئے بغیر شکلیں بدلتا رہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6592] صحيح مسلم، رقم الحديث [2266]

386- شیطان میرے پاس آتا اور کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ میں اس صورتِ حال میں کیا کروں؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ»[1]

''شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ کہتا ہے: تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ اس بات کو پہنچے تو وہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز آجائے۔''

387- مریض کا کیا حق ہے؟

سیدنا ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات سے منع کیا ہے:

«أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ»[2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے، مریض کی عیادت کرنے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد

---

[1] صحیح البخاي، رقم الحدیث [3276] صحیح مسلم، رقم الحدیث [134]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [1182] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2066]

کرنے اور قسم پوری کرنے کا حکم دیا۔"

388- میں دورانِ سفر اپنے آپ کو شیطان سے کیسے محفوظ رکھوں؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے، پھر رات آتی تو کہتے:

«يَا أَرْضُ، رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ، وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ، وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ» [1]

"اے زمین! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اس کے شر سے جو تیرے اندر ہے اور اس کے شر سے جو تجھ میں پیدا کیا گیا ہے اور تجھ پر چلنے والی چیزوں کے شر سے اور میں شیر، اسود، سانپ اور بچھو سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس شہر میں رہنے والوں سے اور ہر جننے والے اور جو اس سے جنا ہے، اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔"

امام خطابی نے کہا: "سَاكِنُ الْبَلَدِ" سے مراد زمین میں رہنے والے جن ہیں اور وہ جن کا ٹھکانا حیوان ہوتے ہیں اگرچہ وہاں کوئی عمارت اور گھر نہ بھی ہوں۔ نیز انھوں نے کہا: "وَالِدٍ" سے ابلیس اور "وَمَا وَلَدَ" سے شیاطین مراد

[1] **صحیح**. سنن أبي داود، رقم الحديث [2603] مسند أحمد [132/2] شیخ احمد شاکر نے اسے صحیح کہا ہے۔ المستدرك للحاكم [100/2] حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث [2572]

ہونے کا احتمال ہے اور ''أَسْوَدَ'' شخص ہے، یعنی ہر وہ شخص جس کا نام اسود ہو۔[1]

389- نماز میں شیطان کے موجود ہونے کی کیا دلیل ہے؟

عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل بنایا تھا، تو اس دوران میں مجھے نماز میں کوئی چیز پیش آتی تھی، حتی کہ مجھے پتا نہ چلتا، میں نے کتنی نماز پڑھی ہے، جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوچ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے دیکھا) اور کہا: ابن ابی العاص؟ میں نے کہا: ہاں، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے، تو میرے قریب ہو جا۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور اپنے قدموں کے بَل بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعابِ دہن ڈالا اور کہا: ''نکل جا، اے اللہ کے دشمن!'' آپ ﷺ نے یہ کام تین بار کیا، پھر فرمایا: اپنے کام میں لگ جاؤ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کبھی یہ معاملہ پیش نہیں آیا۔[2]

390- نیند سے قبل شیطان مردود سے حفاظت کا حصول کیسے ہوگا؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ شیطان نے ان سے کہا: ''جب تو اپنے بستر پر جائے تو اول سے آخر آیۃ الکرسی پڑھ: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ اور اس نے مجھے کہا: اللہ کی طرف

---

[1] الأذكار [ص: 194]

[2] **صحیح**. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3548] مسند أحمد [210/5] اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

سے تیرا ایک محافظ قائم ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہہ اس نے جھوٹا ہونے کے باوجود تجھ سے سچ بولا ہے۔ وہ شیطان تھا۔"[1]

391- بچھو کے ڈسنے کا کوئی دم ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات مجھے بچھو نے ڈسا ہے، میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت یہ کہتا:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»[2]

"میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ ہر اس چیز سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی۔" تو وہ تجھے نقصان نہ دیتا۔

392- جب میں کسی جگہ جاؤں تو کیا پڑھوں، تاکہ شیطان سے نجات پاؤں؟

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ»[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2311]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2709]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [2708]

”جو کسی جگہ اترا، پھر اس نے کہا: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» ”میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ ہر اس چیز سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی۔“ اسے اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہ دے گی۔“

حدیث میں لفظ ”شيء“ عام ہے۔ جو ہر ضرر رساں چیز کو شامل ہے۔ اس لیے اس کے تحت شیطان اور غیر شیطان سب آ جاتے ہیں۔

393- میں گھبراہٹ کے وقت کیا کہوں؟

سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گھبراہٹ سے (بچنے کے لیے) یہ کلمات سکھاتے تھے:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ»[1]

”میں اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں، اس کے غضب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔“

394- مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3528] صحيح الجامع، رقم الحديث [701]

« كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ » قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: « هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ »[1]

''ہر مخموم القلب اور زبان کا سچا، انھوں نے کہا: صدوق اللسان کی تو ہمیں پہچان ہے، مخموم القلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا متقی اور پاکیزہ صفت انسان ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہو نہ بغاوت اور نہ کوئی کینہ ہو نہ حسد۔''

395- میں شدید بیماری میں مبتلا ہوں اور دعا کی قبولیت کے اوقات معلوم کرنا چاہتا ہوں؟

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے:

« اُدْعُوا اللّٰهَ وَ أَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ »

''اللہ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگو۔''

قبولیت کے اوقات درج ذیل ہیں:

① لیلۃ القدر، ② فرض نمازوں کے بعد، ③ رات کا آخری حصہ، ④ اذان و اقامت کے درمیانی وقت میں، ⑤ فرض نماز کے لیے ہونے والی اذان کے وقت، ⑥ نماز کی اقامت کے وقت، ⑦ بارش اترتے وقت، ⑧ اللہ کی راہ میں دشمن سے ٹکراؤ کے وقت، ⑨ جمعہ کے دن کی آخری گھڑیوں میں، ⑩ سحری کے وقت، ⑪ نیک نیتی کے ساتھ آب زمزم پیتے وقت، ⑫ رات کو

[1] سنن ابن ماجه في الترغيب و الترهيب [201/5]

بیدار ہوتے وقت، ⑬ نبی کریم ﷺ سے منقول دعائیں اور دعا کے وقت ﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ پڑھنے سے، ⑭ نماز شروع کرتے وقت، ⑮ سلام سے قبل دعا کے وقت "اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ يَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ" پڑھ کر، ⑯ میدان عرفات میں عرفہ کے دن دعاے حج کے وقت، ⑰ مرغ کے بولنے کے وقت۔

396- جب میں کچھ کھاؤں یا پیوں اور اللہ کا نام لینا بھول جاؤں تو کیا شیطان میرے ساتھ پیے گا اور مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جی ہاں! شیطان آپ کے ساتھ کھائے پیے گا۔ آپ دوبارہ کھانا کھائیں، اگرچہ ایک ہی لقمہ ہو، یا دوبارہ پییں اور کہیں:

"بِاسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ"

"اللہ کے نام کے ساتھ (میں کھاتا ہوں) اس کے شروع میں اور اس کے آخر میں۔"

397- میں مسجد میں اور گھر سے باہر کیسے اپنے آپ کو شیطان سے محفوظ رکھوں؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ،

مِنَ الشَّيُطَانِ الرَّجِيُمِ»

''میں عظمت والے اللہ کی اور اس کے کریم چہرے کی اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں، مردود شیطان سے۔''

عبداللہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی یہ بات کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے:

''حُفِظَ مِنِّيُ سَائِرَ الْيَوُمِ'' [1] ''یہ بقیہ سارا دن مجھ سے محفوظ ہوگیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّيُ أَسُأَلُكَ مِنُ فَضُلِكَ، اَللّٰهُمَّ اعُصِمُنِيُ مِنَ الشَّيُطَانِ الرَّجِيُمِ » [2]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہو، اے اللہ! مجھے مردود شیطان سے بچا۔''

398- کیا ہر مرض کی دوا ہے؟

جی ہاں! سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أَصَابَ دَوَاءٌ الدَّاءَ بَرِئَ بِإِذُنِ اللّٰهِ تَعَالٰى » [3]

''ہر مرض کی دوا ہے، جب دوا مرض کے موافق ہو جائے تو اللہ کے اذن سے وہ تندرست ہو جاتا ہے۔''

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [466] صحيح الجامع، رقم الحديث [4591]

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [773] سنن ابن ماجه [129/1]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [2204]

399- میں شیطان مردود سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہوں؟

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ»[1]

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(دس بار نماز مغرب کے بعد) اور اسی کے بارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«مَنْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الصُّبْحِ (وَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ)، وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَّتَكَلَّمَ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ يَوْمُهُ كُلُّهُ فِيْ حِرْزٍ مِنْ مَكْرُوْهٍ، وَحَرْسٍ مِنَ الشَّيْطَانِ»[2]

”جس نے صبح کی نماز کے بعد (اور مغرب کی نماز کے بعد) کلام کرنے (اور پھرنے سے) قبل دس بار یہ کہا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے دن گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے اور ہر مکروہ چیز سے اس کے لیے

---

[1] سنن الترمذي [515/5] رقم الحديث [3474] مسند أحمد [227/4] زاد المعاد [300/1]

[2] صحيح الترغيب والترهيب [113/1]

بچاؤ ہوگا اور شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی۔"

(نماز مغرب کا ذکر دوسری روایت میں ہے)

400- نبی اکرم ﷺ نے کس کے جن نکالے ہیں؟

جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے جن نکالے، جیسا کہ درج ذیل حدیث ثابت ہے۔ سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کہتے:

«اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ، أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ» [1]

"اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔"

401- میں مشقت میں مبتلا ہوں، مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ مشقت کے وقت کہا کرتے تھے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ» [2]

"اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عظمت والا بردبار ہے،

---

[1] حسن. مسند أحمد [171/4] المستدرك للحاكم [617,618/2] امام بیہقی نے "دلائل النبوة" [20/6] میں اسے ذکر کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ السلسلة الصحيحة [875/1]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [6345] صحيح مسلم، رقم الحديث [2730]

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش کریم کا رب ہے۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے چینی کی دعا یہ ہے:

« اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ » [1]

''اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور میرے لیے میرے تمام کام سنوار دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

402- رنجیدگی کا کیا علاج ہے؟

سورۃ الفتح کو ایک ایک کلمہ کر کے تین بار یومیہ پڑھنا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ

[1] **حسن**. سنن أبي داود، رقم الحديث [5090] مسند أحمد [42/2]

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾

[الفتح: 29]

”محمد اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں (موجود) ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔“

درج بالا آیت کی قراءت کرنا، اس کے ساتھ یقین رکھ کر زندگی گزار، اس میں غور کر اور اسے زبانی یاد کر کے روزانہ کثرت کے ساتھ پڑھ۔

فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا، پھر فجر کی روشنی کی طرف دیکھنا، سورج طلوع ہونے تک بیٹھنا اور صاف ستھری ہوا سے لطف اندوز ہونا، سورج طلوع ہونے تک صبح کے اذکار کے ساتھ اللہ کی تسبیح کر اور نماز اشراق ادا کر۔ زنجیدگی ختم ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں یہ وظیفہ کیا کر:

”اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَلَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"

"اے اللہ! تیرے لیے ہی تعریف ہے اور تیرے حضور ہی میری شکایت ہے، تجھ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، نہ برائی سے پھرنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی مگر اس اللہ کی مدد کے ساتھ جو بلند اور بڑا ہے۔"

نیکی کے کام برائی کی جگہوں سے بچاتے ہیں۔

403- کیا کاہنوں کی طرف جانا جائز ہے؟

سیدنا رشید بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، وَمَنْ أَتَاهُ غَيْرَ مَصَدِّقٍ لَهُ لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً» [1]

"جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، یقیناً وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی (شریعت) سے بری ہو گیا اور جو اس کے پاس آیا اور اس کی تصدیق نہ کی (محض آنے کی وجہ سے) اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔"

کاہن سے مراد جادوگر ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ واثلہ بن اسقع سے مروی ہے:

«مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ حُجِبَتْ عَنْهُ التَّوْبَةُ أَرْبَعِيْنَ

[1] المعجم الأوسط للطبراني [378/6]]

لَيْلَةً، فَإِنْ صَدَّقَهُ بِمَا قَالَ فَقَدْ كَفَرَ »

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، چالیس راتوں تک اس سے توبہ روک لی جائے گی، پھر اگر اس نے اس کی بات کی تصدیق کی تو یقیناً اس نے کفر کیا۔''

ان احادیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اِن کے پاس جانا حرام ہے۔

404- کیا کاہن سچے ہوتے ہیں یا جھوٹے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ، أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ أَتَىٰ كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم »[1]

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا جس کے لیے فال نکالی گئی، یا جس نے کہانت کی یا اس کے لیے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا، جو کسی کاہن یا عراف (خود سے غیبی خبریں دینے والے) کے پاس آیا اور اس کے کہے کی تصدیق کی، یقیناً اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔''

405- کیا شیاطین سے (بچاؤ کے معاملے میں) استغفار کا کوئی اثر ہے؟

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان

[1] المعجم الأوسط للطبراني [302/4]

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« عَلَيْكُمْ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَالِاسْتِغْفَارِ، فَأَكْثِرُوا مِنْهُمَا، فَإِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ: إِنَّمَا هَلَكْتِ النَّاسُ بِالذُّنُوبِ وَأَهْلَكُونِي بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَالِاسْتِغْفَارِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ أَهْلَكْتُهُمْ بِالأَهْوَاءِ فَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ »

''تم ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' اور استغفار کو لازم پکڑو اور یہ دونوں کثرت سے کیا کرو، اس لیے کہ ابلیس نے کہا: بلاشبہ لوگ گناہوں کے ساتھ ہلاک ہوئے اور انھوں نے مجھے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے، جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو میں نے ان کو خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

« قَالَ إِبْلِيسُ: وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَزَالُ أُغْوِيهِمْ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ. فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي »[1]

''ابلیس نے کہا: (اے رب مجھے) تیری عزت اور جلال کی قسم میں ہمیشہ انھیں گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں ہوں گی، پھر اللہ عزوجل نے فرمایا: مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میں انھیں معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔''

---

[1] مسند أحمد [29/3]

406- ﴿اَلثَّقَلٰن﴾ سے کیا مراد ہے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ﴾ ''ہم جلد ہی تمھارے لیے فارغ ہوں گے اے دو بھاری گروہو!'' کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ انسان اور جن ہیں۔

407- کیا گالی دینا شیطان کی طرف سے ہے؟

ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی، درآنحالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ہی میں تشریف فرما تھے، پھر اس نے دوبارہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی، پھر تیسری بار اس نے گالی دی، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آدمی کو جواب دے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا:

«كَانَ الْمَلَكُ يُنَافِحُ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَم أَكُنْ لِأَجْلِسَ» [1]

''ابوبکر! فرشتہ تیری طرف سے اس کا دفاع کر رہا تھا، پھر جب تو نے اس کو جواب دیا تو شیطان آ گیا، اس لیے میرے لیے مناسب نہیں تھا کہ بیٹھا رہتا۔''

408- سورت حشر کی آخری آیات کا شیطان سے کیا تعلق ہے؟

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

---

[1] مسند أحمد [436/2]

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَقَرَأَ الثَّلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِيَ، إِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ »[1]

''جس نے صبح کے وقت تین بار ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ'' پڑھا اور سورت حشر کی آخری تین آیات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ 70 ہزار فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں، اگر وہ اس دن مر گیا تو شہید ہونے کی حالت میں مرے گا اور جس نے شام کے وقت یہ پڑھا اس کا بھی یہی مرتبہ ہے۔''

وہ تین آیات درج ذیل ہیں:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

[1] ضعيف. مسند أحمد [26/5]

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ [الحشر: 22-24]

''وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے، نہایت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنی مرضی چلانے والا، بے حد بڑائی والا ہے، پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو خاکہ بنانے والا، گھڑنے ڈھالنے والا، صورت بنا دینے والا ہے، سب اچھے نام اسی کے ہیں، اس کی تسبیح ہر وہ چیز کرتی ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

409- سورۃ الضحیٰ کا شانِ نزول کیا ہے؟

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے پاس آنے) سے رک گئے، قریش کی ایک عورت کہنے لگی: اس پر اس کے شیطان نے دیر کر دی۔'' پھر یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی﴾ [1]
[الضحیٰ: 1-3]

''قسم ہے دھوپ چڑھنے کے وقت کی! اور رات کی جب وہ چھا

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [1073]

جائے! نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔''

410- شیطان اور گھنٹی کا کوئی باہمی تعلق ہے؟

جی ہاں! گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ»[1] ''گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔''

411- شیطان کے گیت کیا ہیں؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میرے پاس انصار کی دولڑکیاں وہ گیت گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کے دن کہے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ دونوں کوئی گانے والی نہیں تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا»[2]

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطان کے گیت؟ اور وہ عید کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2114]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [909]

412- شیطان کا سینگ کہاں سے طلوع ہوگا؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا » قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا؟ قَالَ: « اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا ». قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا؟ قَالَ: « هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا، أَوْ قَالَ: مِنْهَا، يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ »[1]

''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت نازل فرما، انھوں کہا: اور ہمارے نجد میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت نازل فرما، انھوں نے (پھر کہا) اور ہمارے نجد میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''

413- کس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو گرفتار نہیں کیا تھا؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملتبس ہونے لگی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

« لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ، فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6681]

حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ أَصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ، الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، وَلَوْ لَا دَعْوَةُ أَخِي سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مَرْبُوطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِينَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَّا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ »[1]

''اگر تم مجھے دیکھتے کہ ابلیس میرے آگے تھا، میں اس کا گلا گھوٹتا رہا، یہاں تک کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی ان دو انگلیوں (انگوٹھے اور ساتھ والی) کے درمیان پائی اور اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو وہ مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے، پس تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہے کہ اس کے درمیان اور قبلے کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ضرور کرے۔''

414- شیطان اور سورۃ اللیل؟

سیدنا علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے:

«أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ، فَدَخَلَ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا صَالِحًا، قَالَ: فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ يَقْرَأُ: ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۞ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: "وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى" فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: لَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ،

[1] مسند أحمد [82/3]

فَمَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى شَكَّكُونِي، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ الْوِسَادِ، وَصَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُهُ، وَالَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ؟ صَاحِبُ الْوِسَادِ: ابْنُ مَسْعُودٍ، وَصَاحِبُ السِّرِّ: حُذَيْفَةُ، وَالَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ: عَمَّارٌ»[1]

''وہ شام آئے تو دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے، اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور کہا: اے اللہ! مجھے نیک ہم مجلس نصیب کر، انھوں نے کہا: وہ آئے اور ابو درداء کے پاس بیٹھ گئے تو سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کن لوگوں سے ہیں؟ انھوں نے کہا: اہلِ کوفہ سے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ابن ام عبد (ابن مسعود) کو ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى﴾ کیسے پڑھتے ہوئے سنا: سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى'' سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے، یہ لوگ اس معاملے میں میرے ساتھ مشغول رہے، حتی کہ انھوں نے مجھے شک میں ڈال دیا، پھر کہا: کیا تم میں صاحب الوساد (یعنی تکیہ والے) نہیں ہیں؟ اور اس راز والے جسے ان کے بغیر کوئی نہیں جانتا (نہیں ہیں؟) اور وہ شخص جسے بہ زبان نبی مکرم ﷺ شیطان سے پناہ دی گئی (نہیں ہیں؟) صاحب الوساد سے مراد ابن مسعود ہیں اور صاحب السر سے مراد حذیفہ ہیں اور وہ جسے شیطان سے بچایا گیا، اس سے مراد عمار ہیں۔''

[1] مسند أحمد [449/6]

415- کیا شیطان غیب جانتا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنزَّلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ، فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ »[1]

"بے شک فرشتے بادل میں اترتے ہیں اور اس امر کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان میں فیصلہ کیا گیا ہے، پھر شیاطین چوری چھپے اسے سننے کی کوشش کرتے ہیں، جو کچھ سن لیں اسے کاہنوں کی طرف القا کرتے ہیں اور کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنے پاس سے بولتے ہیں۔"

416- کیا ابلیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تھا؟

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کھڑے ہوئے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی، آپ کہہ رہے تھے:

« أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ » ثُمَّ قَالَ: « أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلَاثاً » وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئاً فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئاً لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَ رَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ؟ قَالَ: « إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3038]

مِنكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ. فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ »[1]

''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنكَ'' (میں تجھ سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں) پھر آپ ﷺ نے کہا: ''أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ'' (میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں) تین بار، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو ایسے بڑھایا جیسے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں، پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو نماز میں وہ کہتے سنا: جو ہم نے آج تک آپ ﷺ کو کہتے ہوئے نہیں سنا؟ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لایا تھا، تاکہ اسے میرے چہرے پر رکھے، پھر میں نے تین بار ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنكَ'' کہا: پھر میں نے کہا: ''أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ'' پس وہ تین بار سے پیچھے نہ ہٹا، پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا، اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو یقیناً وہ بندھا ہوا ہوتا اور اہلِ مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔''

417- جن کس چیز سے پیدا کیے گئے ہیں؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ،

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [542]

وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ»[1]

''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جن کو آگ کے شعلے سے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمھیں بیان کر دی گئی ہے (یعنی مٹی)۔''

418- کیا ابلیس اور قیاس کے درمیان بھی کوئی تعلق ہے؟

امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

«أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ، وَمَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ إِلَّا بِالْمَقَايِيسِ»[2]

''سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے اور شمس و قمر کی عبادت قیاس ہی کی بنا پر ہوتی ہے۔''

419- شیاطین اور اللہ کی پیدا کردہ چیز میں تبدیلی (کیا تعلق رکھتے ہیں)؟

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ فَجَاءَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ»[3]

''اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میں نے اپنے بندوں کو توحید والے پیدا کیا، پھر شیاطین ان کے پاس آئے اور انھیں ان کے دین سے پھیر دیا اور ان

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [2996]

(2) صحيح. سنن الدارمي [1/76]

(3) صحيح مسلم، رقم الحديث [2865]

پر وہ چیزیں حرام قرار دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں۔"

420- شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے یا جماعت کے ساتھ؟

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ »[1]

"جس بستی یا دیہات میں تین آدمی موجود ہوں اور وہاں نماز قائم نہ کی جائے، شیطان ان پر غلبہ پا لیتا ہے، پس تم جماعت کو لازم پکڑو، بلاشبہ بھیڑیا ریوڑ سے بچھڑی ہوئی بکری کو کھا جاتا ہے۔"

اسی طرح شیطان اکیلے آدمی پر بھی اپنا تسلط جما لیتا ہے۔

421- کیا جن اللہ کی رحمت میں داخل ہوسکتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَنْزَلَ رَحْمَةً يَتَعَاطَفُ بِهَا الْخَلْقُ جِنُّهَا وَإِنْسُهَا وَبَهَائِمُهَا، وَأَخَّرَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً، أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ »[2]

"یقیناً اللہ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ایک رحمت کو نازل کیا جس کی

[1] صحيح مسلم [240/1]

[2] مسند أحمد [312/4]

بنا پر اس کی مخلوق جن و انس اور بہائم باہم مہربانی سے رہتے ہیں اور اس کے پاس ننانوے رحمتیں باقی ہیں، کیا تم کہتے نہیں کہ وہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟''

422- کیا ابلیس اور بتوں کا آپس میں کوئی تعلق ہے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

''قوم نوح میں جو بت تھے، وہ اس کے بعد عربوں میں آگئے۔ ''ود'' نامی بت دومۃ الجندل میں ''کلب'' قبیلہ کے پاس تھا۔ ''سواع'' ہذیل کے لیے تھا اور ''یغوث'' پہلے مراد کے لیے پھر سبا کے قریب جرف مقام پر بنو غطیف کے لیے تھا۔ ''یعوق'' ہمدان کے لیے اور ''نسر'' حمیر کے لیے (جو ذی الکلاع کی آل ہے) تھا۔ یہ قومِ نوح کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب وہ فوت ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کی طرف یہ الہام کیا کہ تم ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر مجالس قائم کرو اور ان کے ناموں پر ان جگہوں کے نام رکھو، پھر انھوں نے ایسے ہی کیا، ان لوگوں کے فوت ہونے تک تو ان کی عبادت نہ ہوئی، (لیکن بعد والوں کے لیے حقیقی علم ختم ہو گیا) اور ان کی عبادت شروع ہو گئی۔''[1]

423- ابلیس نے حوا علیہا السلام کے ساتھ اس کے بچے کے حوالے سے کیا کارنامہ انجام دیا؟

امام حسن رحمہ اللہ، سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحيح البخاري [199/6]

سے آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَمَّا حَملَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ، وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ: سَمِّيهِ: عَبْدَ الْحَارِثِ، فَسَمَّتْهُ: عَبْدَ الْحَارِثِ، فَعَاشَ، وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ»[1]

''جب حوا علیہا السلام حاملہ ہوئی تو ابلیس کا اس کے پاس سے گزر ہوا، درآنحالیکہ اس کا کوئی بچہ زندہ نہیں بچتا تھا، ابلیس کہنے لگا: تو اس کا نام عبدالحارث رکھ، اس نے عبدالحارث نام رکھ دیا، وہ بچہ زندہ رہا اور یہ معاملہ (عبدالحارث) نام رکھنا شیطان کی وحی اور اس کے حکم سے تھا۔''

424- انسانوں کا شکاری بھیڑیا کون سا ہے؟

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ»[2]

''یقیناً شیطان انسانوں کے لیے اس طرح بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو ریوڑ سے بچھڑی ہوئی کنارے پر اپنے والی بکریوں کو کھا جاتا ہے، لہٰذا تم منتشر ہونے سے بچو اور جماعت کو لازم پکڑو۔''

---

[1] مسند أحمد [11/5] یہ حدیث ضعیف ہے۔

[2] مسند أحمد [232/5]

425- نقصان کا ضامن کون ہے؟

ضامن وہ جاہل معالج ہے جو جن، جادو اور حسد کے بارے کوئی علم نہیں رکھتا۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ عمرو کے دادا سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ الطِّبُّ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَهُوَ ضَامِنٌ »[1]

''جس نے علاج کیا اور اس سے قبل اسے علاج کا علم ہی نہیں وہ نقصان کا ضامن ہے۔''

426- کیا انسان شیطان اور وسوسے کو روکنے پر قادر ہے؟

سیدنا سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الإِسْلَامِ فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ، وَدِيْنَ آبَائِكَ، وَآبَاءِ أَبِيْكَ، فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَائَكَ؟ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ الطِّوَلِ، فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ؟ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ » فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ،

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [5886]

وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ » [1]

''بلاشبہ شیطان ابن آدم کے تمام راستوں میں بیٹھتا ہے، چناں چہ وہ اس کے اسلام کے راستے میں بیٹھا اور کہا: تو مسلمان ہو گیا ہے اور تو نے اپنا دین، اپنے باپ کا دین اور اپنے باپ کے باپ کا دین چھوڑ دیا ہے، اس نے شیطان کی نافرمانی کی اور اسلام قبول کر لیا، پھر وہ ہجرت کے راستے پر بیٹھا اور کہا: تو ہجرت کرے گا اور اپنی زمین اور اپنے سامان کو چھوڑ دے گا؟ مہاجر کی مثال تو گھوڑے کی مثال ہے لمبائی میں، پس انسان نے اس کی نافرمانی کی اور ہجرت کر لی، پھر وہ اس کے لیے جہاد کے راستے میں بیٹھا اور کہا: تو جہاد کرے گا جب کہ وہ جان و مال کو کھپا دینا ہے، تو لڑے گا تو قتل ہو جائے گا، تیری عورت (کسی اور سے) نکاح کر لے گی اور تیرا مال تقسیم کر دیا جائے گا؟ پس انسان اس کی نافرمانی کرتا اور جہاد کرتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کام کیا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، جو شہید ہو گیا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور اگر وہ اس راہ میں ڈوب گیا، اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، اگر اس کی سواری نے اس کو گرا دیا (اور وہ مر گیا) اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انسان شیطانی وسوسے کو دور کرنے پر قادر ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3134]

427- شیطان انسان کو کیسے وسوسہ ڈالتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ»[1]

''شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا اور اسے کہتا ہے: فلاں، فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ اس کو کہتا ہے، تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ اس بات تک پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگے اور ان خیالات سے باز آ جائے۔''

428- شیطان انسان کے پاس اس وقت بھی آتا ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہو؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ»[2]

''بلاشبہ تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر اس کی نماز خلط ملط کر دیتا ہے، حتی

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3102] صحيح مسلم، رقم الحديث [134]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1175] صحيح مسلم، رقم الحديث [389]

کہ اسے پتا نہیں چلتا اس نے کتنی نماز پڑھی ہے، پھر جب تم میں سے کوئی یہ کیفیت پائے تو وہ دو سجدے کرے، جب وہ (تشہد اخیر میں) بیٹھے ہوئے ہو۔''

429- کیا جن بنی آدم کو اذیت دینے کی طاقت رکھتا ہے اور کیا وہاں کوئی غیر شرعی دم بھی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ » قَالَتْ: قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي، فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ، فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا »[1]

''بلاشبہ دم، تعویذ اور جادو، شرک ہے۔ فرماتی ہیں: میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کیوں کہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! بلاشبہ میری آنکھ درد کرتی تھی اور میں ایک یہودی کے پاس جاتی اور وہ مجھے دم کرتا تھا، جب وہ مجھے دم کرتا تو مجھے سکون آ جاتا، پھر عبداللہ نے کہا: بلاشبہ یہ شیطان کا عمل ہے، وہ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ چھوتا ہے

[1] مسند أحمد [389/1]

جب وہ اسے دم کرتا ہے تو شیطان اس سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، اس موقع پر تجھے اتنا ہی کافی تھا کہ تو وہ بات کہتی جو رسول اللہ ﷺ کہتے تھے:

《أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا》

''اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور فرما دے۔ شفا عطا فرما، تُو ہی شفا دینے والا ہے، نہیں کوئی شفا مگر تیری ہی، ایسی شفا جو کوئی کمزوری باقی نہ چھوڑے۔''

430- کیا یہ درست ہے کہ ہر انسان کا کوئی قرین (ساتھی) ہوتا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِيْنُهُ مِنَ الْجِنِّ، وَقَرِيْنُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ》 قَالُوْا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: 《وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ》[1]

''تم میں کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ جنوں میں سے ایک قرین سپرد نہ کیا گیا ہو۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے، پس وہ مسلمان ہو گیا ہے، اب وہ مجھے سوائے خیر کے اور کوئی حکم نہیں دیتا۔''

[1] مسند أحمد [397/1]

431- کیا کوئی شیطان کو دیکھ سکتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا »[1]

''جب تم مرغ کے بولنے کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو، اس لیے کہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیوں کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔''

432- کیا شیطان ابن آدم کو ولادت کے وقت چھوتا ہے اور کون اس موقعے پر شیطان سے محفوظ رہا؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا » ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾[2]

''جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، وہ شیطان

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3127] صحيح مسلم، رقم الحديث [2729]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3431]

کے چھونے کی وجہ سے چیخ مارتا ہے، سوائے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے کے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر تم چاہو تو پڑھ لو: ﴿وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ (اور بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں)۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا عَصَرَهُ الشَّیْطَانُ عَصْرَةً أَوْ عَصْرَتَیْنِ إِلَّا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَ مَرْیَمَ » [1]

''عیسیٰ بن مریم اور مریم کے سوا کوئی بچہ ایسا نہیں، جسے شیطان نے (پیدایش کے وقت) چھوا نہ ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّ بَنِيْ آدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ بِإِصْبَعِهِ فِيْ جَنْبِهِ حِیْنَ یُوْلَدُ إِلَّا عِیْسٰی بْنَ مَرْیَمَ، ذَهَبَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ » [2]

''بنو آدم کے ہر فرد کو بہ وقتِ ولادت شیطان اپنی انگلی کے ساتھ اس کے پہلو میں چوک لگاتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے، جب شیطان انھیں چوک لگانے گیا تو ان کے بجائے حجاب میں چوک لگا آیا۔''

433- کیا مسلمان کے لیے جن سے مدد کا حصول جائز ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَةَ﴾ [الإسراء: 57] (وہ لوگ جنھیں یہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2366]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3112]

پکارتے ہیں، وہ (خود) اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

"نزلت في نفر من العرب كانوا يعبدون الجن، فأسلم الجن، والإنس الذين كانوا يعبدونهم لا يشعرون بإسلامهم"[1]

''یہ آیت عرب کے ان افراد کے بارے نازل ہوئی، جو جنوں کی عبادت کرتے تھے، پھر جن مسلمان ہوگئے اور ان انسانوں کو، جو ان کی عبادت کرتے تھے، ان کے اسلام کے متعلق علم ہی نہ ہوسکا۔''

434- کیا دم کرنے کی کوئی دلیل ہے؟

ہاں، نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«اِعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ تَكُنْ فِيهَا شِرْكًا»[2]

''مجھ پر اپنے دم پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

پس اس حدیث سے ہم قرآن و سنت اور دعاؤں وغیرہ کے ساتھ دم کرنے کا جواز لیتے ہیں، بلکہ جاہلیت کے دم بھی (جائز ہیں) جب تک وہ شرک پر مشتمل نہ ہوں۔

435- کیا جادو کا حل جادو کے ساتھ جائز ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [3030]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [64] شرح صحيه مسلم للنووي [14/187]

«اَلنُّشْرَةُ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ»[1] ''منتر شیطانی عمل ہے۔''

اس لیے کہ وہ اس کی اصل کی طرف اشارہ ہے، پھر جس نے اس کے ساتھ بھلائی کا قصد کیا وہ تو بھلائی ہے، ورنہ وہ شر ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: منتر کی دو قسمیں ہونے کا احتمال ہے۔[2]

میں کہتا ہوں، یہ درست ہے کہ منتر کی دو قسمیں ہیں: پہلی: جائز منتر وہ جادو کو قرآن، دعاؤں اور شرعی اذکار کے ساتھ توڑنا ہے۔

دوسری قسم: حرام منتر ہے، جو شیاطین کی استعانت، ان کے تقرب اور ان کی رضا کے لیے ان سے مدد طلب کر کے جادو کو جادو کے ساتھ توڑنا ہے اور امید ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان سے یہی قسم مراد ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے جادوگروں اور کاہنوں کی طرف جانے سے بھی منع کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ جس نے اس کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی (شریعت) سے کفر کیا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''منتر (مسحور سے جادو کے اثر کو زائل کرنا) کی دو قسمیں ہیں:

① جادو کو اس کی مثل کے ساتھ باطل کرنا ہے، یہی شیطانی عمل ہے۔

② اسی نوع پر نبی کریم ﷺ کا فرمان محمول ہوگا۔''

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''منتر کرنے اور کروانے والا شیطان کا قرب اس کے پسندیدہ عمل سے حاصل کرتے ہیں، پھر وہ مسحور سے اپنے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔''

---

[1] مسند أحمد [294/3] سنن أبي داود، رقم الحديث [3868] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو فتح الباري [233/10] میں حسن قرار دیا ہے۔

[2] فتح الباري [233/10]

ایک قول یہ بھی ہے:

”دم، معوذات اور مباح دعاؤں کے ساتھ منتر جائز ہے۔“

436- کیا رسول اللہ ﷺ کو بچھو نے ڈسا ہے؟

جی ہاں! سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی انگلی میں ایک بچھو نے ڈس لیا تو رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ» قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَ مِلْحٌ، فَجَعَلَ يَضَعُ مَوْضِعَ اللَّدْغَةِ فِي الْمَاءِ وَالْمِلْحِ وَيَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حَتَّى سَكَنَتْ» [1]

”اللہ بچھو پر لعنت کرے، نہ وہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نبی کو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا جس میں پانی اور نمک تھا اور بچھو کے ڈسنے والی جگہ کو پانی اور نمک میں رکھا اور سکون ہونے تک سورت اخلاص اور معوذتین پڑھتے رہے۔“

437- ابلیس مردود کیسے ہوا؟

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: 34]

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث [23543] طبراني في الأوسط [5890] علامہ البانی نے اسے الصحيحة، رقم الحديث [548] میں حسن کہا ہے۔

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا۔''

آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بڑا اکرم ہے جس کے ساتھ اس نے ان کی اولاد پر احسان کیا، وہ اس طرح سے کہ اس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، پس ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا، اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، عمر میں بھی بڑا ہوں اور مٹی سے افضل ہوں، پھر جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا، اللہ نے اسے ہر طرح کی خیر سے محروم و مایوس کر دیا اور اسے اس کی نافرمانی کی سزا کے طور پر شیطان مردود بنا دیا۔

438- شیطان نے آدم علیہ السلام کو جنت سے کیسے نکالا؟

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾ [البقرة: 36]

''تو شیطان نے دونوں کو اس سے پھسلا دیا، پس انھیں اس سے نکال دیا جس میں وہ دونوں تھے اور ہم نے کہا اتر جاؤ، تمھارا بعض بعض کا دشمن ہے اور تمھارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔''

﴿فَاَزَلَّهُمَا﴾ یعنی اس نے انھیں دور کیا اور یہ پھسلانے کی قبیل سے ہے۔ ﴿مِمَّا كَانَا فِيْهِ﴾ یعنی اس نے انھیں جنت کے لباس، گھر، خوشحالی، خوشگوار رزق اور سکون سے نکال دیا۔

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾ میں مستقر و متاع سے مراد ''زمین میں ٹھہرنے کی مقداریں رزق، مدتیں ایک معین وقت یعنی قیامت کے دن تک'' ہے۔

439- کیا شیطان کے لیے کسی انسان کو پچھاڑنا ممکن ہے؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [البقرة: 275]

''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا، پھر جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آئے، پس وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسا کرے تو وہی آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

یعنی وہ اپنی قبروں سے قیامت کے دن اس حال میں اٹھیں گے، جیسے کوئی آدمی پچھاڑے جانے کے بعد اٹھتا ہو اور شیطان نے اسے بدحواس کیا ہو۔ مطلب

یہ ہے کہ ان کا اٹھنا بہت بُرا ہو گا۔ تو یہ دلیل ہے کہ شیطان انسان کو پچھاڑ سکتا ہے۔

440- کیا شیطان نو مولود کو ضرر پہنچا سکتا ہے؟

جی ہاں! پہنچا سکتا ہے۔ اس کی دلیل حسب ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴾ [آل عمران: 36]

”پھر جب اس نے اسے جنا تو کہا اے میرے رب! یہ تو میں نے لڑکی جنی ہے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں اور بے شک میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔“

یعنی میں اسے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اور میں اس کی اولاد کے لیے بھی پناہ چاہتی ہوں (اور وہ عیسیٰ علیہ السلام تھے) اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرما لی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نو مولود کو شیطان ضرر پہنچا سکتا ہے، اسی لیے مریم کی والدہ مریم اور اس کی اولاد کے لیے شیطان سے پناہ کی دعا کر رہی ہے۔

441- شیطان انسانوں کو کیسے پھسلاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [آل عمران: 155]

''بے شک وہ لوگ جو تم میں سے اس دن پیٹھ پھیر گئے، جب دو جماعتیں بھڑیں، شیطان نے انھیں ان کے بعض اعمال ہی کی وجہ سے پھسلایا جو انھوں نے کیے تھے اور بلاشبہہ یقیناً اللہ نے انھیں معاف کر دیا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت بردبار ہے۔''

﴿بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا﴾ سے مراد ان کے گزشتہ بعض گناہ ہیں، جیسا کہ بعض علما نے کہا ہے: برائی کی جزا اس کے بعد آنے والی برائی ہے۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ یعنی ان لوگوں کو جو فرار ہو گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ یعنی اللہ گناہ کو معاف کرتا اور اپنی مخلوق سے برد باری سے پیش آتا ہے۔ وہ ان کی لغزشوں سے درگزر کرتا اور انھیں معاف کرتا ہے۔

442- کیا شیطان کے بھی دوست ہوتے ہیں؟ شیطان کی قوت کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ [النسآء: 76]

''وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور وہ

لوگ جنھوں نے کفر کیا وہ باطل معبود کے راستے میں لڑتے ہیں۔
پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔''

یعنی مومن بندے اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کے لیے قتال کرتے ہیں اور کافر شیطان کی اطاعت میں لڑتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنے دشمنوں کے خلاف لڑنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾

''پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔''

تو معلوم ہوا کافر شیطان کے دوست ہیں اور شیطان کی طاقت کمزور ہے۔

443- کیا اعمالِ صالحہ سرانجام دینا اور شیطان کی اتباع سے بچنا، اللہ کی رحمت سے ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ [النسآء: 83]

''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے، وہ اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے حکم

دینے والوں کی طرف لوٹاتے تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے جو ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اس شخص کی تردید ہے جو امور کے ثبوت سے قبل ہی ان میں جلدی کرتا ہے، وہ ان کی خبر دیتا اور ان کی نشر و اشاعت کر دیتا ہے اور ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ امور درست ہی نہ ہوں۔ ﴿يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ اسے نکالتے ہیں اور اسے اس کی اصل جگہ میں استعمال کرتے ہیں۔

اس سوال کا جواب آیتِ کریمہ کے آخری حصے میں ہے کہ اگر تم پر اللہ کی رحمت و فضل نہ ہوتا تو تم شیطان کی پیروی کرتے۔

444- شیطان کا بہکانا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ﴾

[الحجر: 14-15]

''اور اگر ہم ان پر آسمان سے کوئی دروازہ کھول دیں، پس وہ دن بھر اس میں چڑھتے رہیں۔ تو یقیناً کہیں گے کہ بات یہی ہے کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں، بلکہ ہم جادو کیے ہوئے لوگ ہیں۔''

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ﴾

[الطور: 44]

''اور اگر وہ آسمان سے گرتا ہوا کوئی ٹکڑا دیکھ لیں تو کہہ دیں گے یہ ایک تہ بہ تہ بادل ہے۔''

﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

[الأنعام: 71]

''کہہ دے کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے اور نہ ہمیں نقصان دے اور ہم اپنی ایڑیوں پر پھیر دیے جائیں، اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے، اس شخص کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں بہکا دیا، اس حال میں کہ حیران ہے، اسی کے کچھ ساتھی ہیں جو اسے سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دے اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی اصل راستہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہانوں کے رب کے فرماں بردار بن جائیں۔''

یعنی مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ تم ہمارے رستے کی پیروی کرو، محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ دو، پس اللہ نے اس آیت کو نازل کیا: ﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰى اَعْقَابِنَا﴾ یعنی کفر میں ﴿بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللّٰهُ﴾ یعنی پھر تو ہم اس شخص کی مانند ہو جائیں گے جسے شیاطین نے زمین میں بہکا دیا اور وہ تمھاری طرح کی باتیں کرتا ہے۔

445- کیا جن وانس میں سے قیامت کے انکاری بھی ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ [الأنعام: 130]

''اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے، جو تم پر میری آیات بیان کرتے ہوں اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ وہ کہیں گے ہم اپنے آپ پر گواہی دیتے ہیں اور انھیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ یقیناً وہ کافر تھے۔''

یہ ان باتوں سے ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کافر جنوں اور انسانوں کو کھٹکھٹائیں گے۔

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ میں ﴿مِّنْكُم﴾ سے مراد صرف انسانوں میں سے ہے اور یہ استفہامِ تقریری ہے۔ وہ کہیں گے: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بلاشبہہ رسولوں نے ہمیں تیرا پیغام پہنچایا اور ہمیں تیری ملاقات سے ڈرایا اور یہ بتایا کہ یہ دن بہرصورت آنے والا ہے۔ پھر بھی انھوں نے دنیاوی زندگی میں ظلم و زیادتی سے کام لیا اور رسولوں کو جھٹلا کر اور معجزات کی مخالفت کر کے وہ ہلاک ہوئے، دنیاوی زندگی کی زیب و زینت

اور خواہشات نے انھیں دھوکے میں رکھا۔ ﴿وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ یعنی دنیا میں رسول جو ان کے پاس پیغام لائے تھے (اس کی تکذیب کرنے کی وہ خود گواہی دیں گے)۔

446- کیا اللہ نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور ابلیس نے کیا کیا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾

[الأعراف: 11]

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارا خاکہ بنایا، پھر ہم نے تمھاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا۔“

اللہ تعالیٰ اس مقام پر اولادِ آدم کو ان کے باپ آدم علیہ السلام کے شرف پر متنبہ کر رہے ہیں اور ان کے لیے ان کے دشمن ابلیس کی عداوت بیان کر رہے ہیں، جو ان کے خلاف اور ان کے باپ کے خلاف شیطان کے حسد کی کھینچا تانی ہے، اس کو واضح کر رہے ہیں، تاکہ وہ اس سے محتاط رہیں اور اس کے طریقوں سے دور رہیں، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا﴾ جب اس نے آدم کو چیکنے والی مٹی سے پیدا کیا اور اس کی صورت انسانی کو برابر کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور

فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ تعظیماً اسے سجدہ کریں، پس ان سب نے بات سنی اور اس کی اطاعت کی، مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا (ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا)۔

447- شیطان اور انسان کے درمیان عداوت کا حجم کیا ہے؟

ہمارے رب اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الأعراف: 13-18]

''فرمایا پھر اس سے اتر جا، کیوں کہ تیرے لیے یہ نہ ہوگا کہ تو اس میں تکبر کرے۔ سو نکل جا، یقیناً تو ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔ اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جب یہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں سے ہے۔ اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں طرفوں سے اور

ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔ فرمایا اس سے نکل جا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا، بے شک ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا، میں ضرور ہی جہنم کو تم سب سے بھروں گا۔‘‘

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [الأعراف: 20-22]

’’پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تا کہ ان کے لیے ظاہر کر دے جو کچھ ان کی شرم گاہوں میں سے ان سے چھپایا گیا تھا اور اس نے کہا تم دونوں کے رب نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ کہیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور اس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقیناً خیر خواہوں سے ہوں۔ پس اس نے دونوں کو دھوکے سے نیچے اتار لیا، پھر جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور دونوں جنت کے پتوں سے (لے لے کر) اپنے آپ پر چپکانے لگے اور

ان دونوں کو ان کے رب نے آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا اور تم دونوں سے نہیں کہا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔"

اللہ تعالیٰ اولادِ آدم کو ابلیس اور اس کی پارٹی سے ڈراتا ہے، ان کے لیے ابلیس کی قدیم عداوت کو بیان کر کے جو اس نے تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام سے کی، ان کو جنت سے نکالنے کی کوشش میں، جو نعمتوں والا گھر ہے، وہاں سے مشقت و تھکاوٹ والے گھر کی طرف اور ان کے مستور ہونے کے بعد اس نے ان کی پردہ دری کی۔ یہی تو بنی آدم اور اس کے درمیان ایک سخت عداوت ہے۔

448- کیا یہ حق ہے کہ جن کو آگ میں انسان کی طرح عذاب ہوگا؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ﴾ [الأعراف: 38]

"فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آ ملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت

اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی: اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ فرمائے گا: سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔“

﴿اُدْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ﴾ یعنی اپنی جیسی یا تمھارے جیسی صفات والی امتوں میں، یعنی گذشتہ کافر امتوں میں داخل ہو جاؤ۔

جب وہ سب اس میں جمع ہو جائیں گے تو ﴿قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ﴾ یعنی بعد میں داخل ہونے والے جو پہلوں کے متبعین ہیں، وہ کہیں گے: ﴿فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ﴾ یعنی ان پر سزا کو دگنا کر دے۔

449۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا جادوگروں کے ساتھ کیسے مقابلہ کیا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ﴾ [الأعراف: 111,112]

”انھوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو موخر رکھ اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے۔ کہ وہ تیرے پاس ہر ماہر فن جادوگر لے آئیں۔“

﴿حٰشِرِيْنَ﴾ یعنی وہ لوگ جو تیرے لیے تمام ملکوں سے جادوگر اکٹھے کریں گے، جب کہ جادوگر اس زمانے میں عام تھے، کچھ لوگوں نے تو پختہ عقیدہ بنا لیا اور کچھ اس وہم میں مبتلا تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی چیز ان کے جادوگروں کی

طرح ہی شعبدہ بازی ہے، اسی وجہ سے انھوں نے تمام جادوگروں کو جمع کیا۔ تا کہ وہ موسیٰ کے معجزات کا مقابلہ کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے خبر دی اور فرمایا:

﴿قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى﴾ [طٰہٰ: 57-60]

''کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دے اے موسیٰ!۔ تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔ کہا تمھارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں۔ پس فرعون واپس لوٹا، پس اس نے اپنے داؤ پیچ جمع کیے، پھر آ گیا۔''

﴿وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ﴾ [الأعراف: 113]

''اور جادوگر فرعون کے پاس آئے، انھوں نے کہا یقیناً ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے۔''

اللہ تعالیٰ اس کے بارے خبر دیتے ہیں جس پر فرعون اور اس کے ان جادوگروں نے، جن سے اس نے استدعا کی تھی، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے باہم شرائط طے کی تھیں، اگر وہ موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تو وہ انھیں انعامات دے

گا اور انھیں وہ کچھ دے گا جو انھوں نے چاہا اور وہ انھیں اپنے ہم مجلس اور مقربین میں شامل کرے گا، جب انھوں نے فرعون سے وثوق حاصل کر لیا تو کہنے لگے:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ﴾

[الأعراف: 115]

''انھوں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تو پھینکے، یا ہم ہی پھینکنے والے ہوں۔''

450- کیا غلبہ پا لینا شیطان کی طرف سے ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ [الأعراف: 175]

''اور انھیں اس شخص کی خبر پڑھ کر سنا جسے ہم نے اپنی آیات عطا کیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا، پھر شیطان نے اسے پیچھے لگا لیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔''

بنو اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو اللہ کا اسم اعظم بھی جانتا تھا، اس نے کفر کیا تو اللہ نے اس پر لعنت کی اور شیطان نے اس پر غلبہ پا لیا، اس کا اطاعت و فرمانبرداری والا معاملہ ختم ہو کر رہ گیا، اس لیے اللہ نے فرمایا ﴿فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾۔

451- کیا جنوں میں بھی انسانوں کی طرح نافرمان ہوتے ہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾

[الأعراف: 179]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں جن کے ساتھ وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے نہیں، یہ لوگ چوپاؤں جیسے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔''

یعنی ہم نے جہنم کے لیے بہت سے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا، یعنی وہ اس میں لے جانے والے اعمال بجالائیں گے۔ ﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا﴾ یعنی وہ ان جوارح بدن سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے، جنھیں اللہ نے ہدایت کا سبب بنایا۔ ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ﴾ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو نہ حق کو سنتے ہیں اور نہ اس کی مدد کرتے ہیں اور نہ وہ ہدایت کو دیکھتے ہیں۔ بس ان جانوروں کی طرح بنے ہوئے ہیں جو ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

452- جادو سے شفا کی آیات کونسی ہیں؟

درج ذیل آیات جادو سے شفایابی کے لیے مفید ہیں:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ [يونس: 81]

''تو جب انھوں نے پھینکا، موسیٰ نے کہا تم جو کچھ لائے ہو یہ تو جادو ہے، یقیناً اللہ اسے جلدی باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ مفسدوں کا کام درست نہیں کرتا۔''

﴿ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف: 118]

''پس حق ثابت ہو گیا اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔''

﴿ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴾ [طٰهٰ: 69]

''اور پھینک جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، وہ نگل جائے گا جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بے شک انھوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگر کی چال ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں بھی آئے۔''

453- کیا جنوں میں سے نافرمان بھی آگ میں داخل ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [هود: 119]

''مگر جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس نے انھیں اسی لیے پیدا کیا اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور ہی بھروں گا۔''

مذکورہ آیت میں مرحومین سے مراد توحید پرست اور جماعت والے لوگ ہیں اگرچہ ان کے دیار و ابدان جدا جدا ہوں اور ان کے برعکس اہلِ معصیت کا

گروہ ہے اگرچہ ان کے دیار و ابدان مجتمع ہوں۔ ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ میں اللہ تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ یہ معاملہ اس کی قضا و قدر میں پہلے طے ہو چکا ہے، جس کی بنیاد اس کا مکمل علم اور حکمت ہے، بس اس کی مخلوق میں سے بعض جنت کے حقدار ہیں اور بعض آگ کے حقدار ہیں اور لازمی طور پر جہنم کو ان دو بڑی مخلوقوں، جن و انس سے بھرنا ہے۔ اسی کے لیے حکمت تامہ اور حجت بالغہ ہے۔

454- کیا نسیان کا سبب شیطان ہوتا ہے؟

جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ﴾ [یوسف: 42]

"اور اس نے اس سے کہا جس کے متعلق اس نے سمجھا تھا کہ بے شک وہ دونوں میں سے رہا ہونے والا ہے کہ اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا، تو شیطان نے اسے اس کے مالک سے ذکر کرنا بھلا دیا تو وہ کئی سال قید خانے میں رہا۔"

جب یوسف علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ساقی (اپنے مالک کو شراب پلانے والا) نجات پانے والا ہے، تو دوسرے سے چھپ کر اسے کہا (تا کہ اس کو معلوم نہ ہو سکے کہ وہ سولی چڑھنے والا ہے) ﴿اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ یعنی اپنے بادشاہ کے سامنے میرا قصہ رکھنا، لیکن وہ اپنے مالک کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا اور یہ شیطان ہی کی ایک چال تھی، تا کہ اللہ کا نبی قید خانے سے نہ

نکلے، یہی درست معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم ﴿فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ﴾ میں ضمیر کا مرجع ناجی ہے۔ ﴿فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ﴾ وہ کئی سال پھر جیل ہی میں رہا، جو تقریباً بارہ سال یا ایک قول کے مطابق چودہ سال ہے، لیکن چودہ سال والی بات کو بہت کم لوگوں نے تسلیم کیا ہے۔

455- اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے درمیان شیطان نے کیسے فساد ڈالا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ [یوسف: 100]

''اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے اسے سچا کر دیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمھیں صحرا سے لے آیا، اس کے بعد کہ شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ بے شک میرا رب جو چاہے اس کی باریک تدبیر کرنے والا ہے،

بلاشبہہ وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔"

﴿اَبَوَیْهِ﴾ سے مراد یوسف علیہ السلام کا باپ اور خالہ تھی اور ان کی ماں اس سے بہت پہلے فوت ہوگئی تھی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ان کی ماں ہی تھیں جو ابھی تک زندہ تھیں۔ ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ یعنی انھیں اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھایا ﴿خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا﴾ یعنی یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور دیگر بھائیوں نے سجدہ کیا اور وہ گیارہ بھائی تھے۔ ﴿وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ﴾ یعنی یہ اس خواب کی تعبیر تھی جو انھوں نے اس سے قبل بیان کی تھی۔ ان کی شریعتوں میں یہ بات جائز تھی کی جب وہ کسی بڑے کو سلام کہتے تو اسے تعظیماً سجدہ کرتے، آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک تو یہ جائز رہا، پھر حرام ہو گیا۔ ہمارے دین میں بھی حرام ہے اور اب سجدہ صرف رب العالمین کے ساتھ ہی مختص ہے۔ ﴿وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ﴾ یعنی دیہات سے اور وہ لوگ ارضِ فلسطین میں رہتے تھے۔

﴿قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا﴾ یعنی اللہ نے کسی کام کا رادہ کیا، پھر اس کے اسباب پیدا کیے اور اسے آسان بنا دیا اور ہمارے مقدر میں کر دیا۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ﴾ یعنی اپنے بندوں کی مصلحتوں کو اور اپنے اقوال و افعال اور اپنے فیصلوں میں مکمل حکمت والا ہے۔

456- ابلیس کی چال

سوال کیا یہ درست ہے کہ ابلیس اپنے پیروکاروں سے، انھیں گمراہ کرنے کے بعد، بیزار ہو جائے گا اور کیا ابلیس اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے کہ نہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [إبراهيم: 22]

''اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا، اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ ابلیس کی اپنے پیروکاروں سے خطاب کے بارے خبر دیتے ہیں اور یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے، مومنین کو جنتوں میں اور کافرین کو جہنم کی گہرائیوں میں داخل کرنے کے بعد ہوگا۔ پھر ابلیس ان کے غم پر مزید غم لانے کے لیے اور انھیں حسرت در حسرت، افسوس در افسوس دلانے کے لیے ان میں کھڑے ہو کر کہے گا: ﴿مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ یعنی جس کی طرف میں نے تمھیں دعوت دی تھی اور جس کا میں نے تمھیں وعدہ دیا تھا، میرے پاس اس کی کوئی حجت و دلیل نہیں تھی،

میں نے صرف اتنا ہی کیا کہ ﴿دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ﴾ جب کہ رسولوں نے تم پر حجتیں قائم کیں اور اپنی لائی ہوئی دعوت میں تمھارے پاس صحیح دلائل لے کر آئے تھے، تم نے اس وقت ان کی مخالفت کی تھی جس کے عوض آج تم نے اس انجام کو پا لیا۔ ﴿فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ﴾ تم آج مجھے ملامت نہ کرو، بلکہ ﴿لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ﴾ اپنے آپ کو ملامت کرو، کیوں کہ گناہ تمھارا تھا، تم نے دلائل حقہ کی مخالفت کی اور میری اتباع کی، ابلیس نے اللہ کے ساتھ کبھی شرک نہیں کیا۔

457- آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ۝ قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ۝ قَالَ لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۝ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ۝ وَّ اِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَۃَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ۝ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ۝ قَالَ ہٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ

اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۞ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾

[الحجر: 31-44]

”مگر ابلیس، اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا؟ اس نے کہا میں کبھی ایسا نہیں کہ اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے ہے۔ فرمایا پھر اس سے نکل جا، کیونکہ یقیناً تو مردود ہے۔ اور بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک خاص لعنت ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا تو بے شک تو مہلت دیے گئے لوگوں سے ہے۔ ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔“

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں میں

علی الاعلان ان کا تذکرہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں اور فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر آدم علیہ السلام کو شرف بخشنے کا ذکر کرتے ہیں اور تمام فرشتوں کے درمیان سے ان کے دشمن ابلیس کا سجدے سے پیچھے ہٹنے کا ذکر ہے اور ابلیس کے ایسا کرنے کی وجہ اس کا حسد، کفر، عناد، تکبر اور باطل پر فخر کرنا ہے۔

458-ابلیس اور اولادِ آدم کے درمیان کیا عداوت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۞ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۞ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۞ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴾ [الإسراء: 61-65]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، اس نے کہا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے کہا کیا تو نے دیکھا، یہ شخص جسے تو نے مجھ پر عزت بخشی، یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں

بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی اولاد کو ہر صورت جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔ فرمایا جا، پھر ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا تو بے شک جہنم تمھاری جزا ہے، پوری جزا۔ اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا لے اور اپنے سوار اور پیادے ان پر چڑھا کر لے آ اور اموال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور انھیں وعدے دے اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔''

آیات مذکورہ میں اللہ تعالیٰ ابلیس کی آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے عداوت کا ذکر فرماتے اور یہ بتلاتے ہیں کہ ان کی دشمنی آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت سے ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، ابلیس کے سوا سب نے انھیں سجدہ کیا، ابلیس نے انھیں حقیر سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ پر فخر کرتے ہوئے انھیں سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا: ﴿ءَ اَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا﴾ میں اسے سجدہ کروں، جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ بلکہ میں ان کی اولاد پر غلبہ پانے کی کوشش کروں گا اور چند ایک کے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔

459- ابلیس کا تعارف

سوال ابلیس نے اللہ کے امر کی مخالفت کیوں کی؟ اس سے پہلے اس کی کیا حیثیت تھی؟ اس کا حقیقی نام کیا ہے؟ اس کی سابقہ ڈیوٹی کیا تھی؟ وہ کون سے قبیلوں سے تھا؟

جواب اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا﴾ [الكهف: 50]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ جنوں میں سے تھا، سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، تو کیا تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں، وہ (شیطان) ظالموں کے لیے بطور بدل برا ہے۔''

اللہ تبارک و تعالیٰ اولادِ آدم کو یہ تنبیہ کر رہے ہیں کہ ابلیس آپ کا اور آپ سے قبل تمھارے باپ کا دشمن ہے اور اللہ ان میں سے شیطان کی اتباع کرنے والوں اور اپنے اس خالق و مولا کی نافرمانی کرنے والوں کو جس نے انھیں پیدا کیا اور انھیں رزق و غذا عطا کی، ڈانٹ پلا رہے ہیں (وہ اللہ کے ان بے شمار احسانات کے باوجود) اس سے دور ہوئے جا رہے ہیں اور ابلیس کی قربت چاہ رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ) ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾ یعنی تمام فرشتوں کو ہم نے حکم دیا کہ وہ آدم کے شرف و تعظیم اور تکریم کے لیے انھیں سجدہ کریں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''كَانَ إِبْلِيسُ مِنْ حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُمْ: الْجِنُّ، خُلِقُوا مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ مِنْ بَيْنِ الْمَلَائِكَةِ، وَكَانَ اسْمُهُ الْحَارِثُ، وَكَانَ خَازِنًا مِنْ خُزَّانِ الْجَنَّةِ، وَخُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ

مِنْ نُوْرٍ غَيْرَ هٰذَا الْحَيِّ. قَالَ: وَخُلِقَتِ الْجِنُّ الَّذِيْنَ ذُكِرُوْا فِي الْقُرْآنِ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ، وَهُوَ لِسَانُ النَّارِ الَّذِيْ يَكُوْنُ فِيْ طَرَفِهَا إِذَا الْتَهَبَتْ“

”ابلیس فرشتوں کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے میں سے تھا جنھیں ”الجن“ کہا جاتا ہے، فرشتوں کے درمیان انھیں لُو والی آگ سے پیدا کیا گیا، اس کا نام حارث تھا اور وہ جنت کا ایک خازن تھا، اس قبیلے کے علاوہ بقیہ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور وہ جن جس کا ذکر قرآن میں ہے، بھڑکنے والے آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا۔“

460- اللہ تعالیٰ نے انس و جن کو کس لیے پیدا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [الذاريات: 56]

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

میں نے انھیں پیدا کیا تاکہ میں انھیں اپنی عبادت کا حکم دوں، یہ بات نہیں کہ مجھے ان کی کوئی ضرورت ہے ﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ یعنی تاکہ وہ خوشی و ناخوشی میں میری عبادت کو قائم کریں۔

461- کیا قیامت کے دن انسان کے اعضا کی طرح جنات کے اعضا بھی کلام کریں گے؟

جی ہاں! اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾ [الرحمٰن: 39]

''پھر اس دن نہ کسی انسان سے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا جائے گا اور نہ کسی جنّ سے۔''

سوال و جواب ہوگا، پھر لوگوں کے مونہوں پر مہر لگائی جائے گی اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کاموں کے بارے کلام کریں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

462- کیا جن جنت میں داخل ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾

[الرحمٰن: 56]

''ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنھیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جنّ نے۔''

یعنی وہ خوبصورت ہم عمر عورتیں ہوں گی جن سے ان کے خاوندوں سے قبل کسی جن و انس نے جماع نہ کیا ہوگا، یہ مومن جنوں اور انسانوں کے جنت میں داخل ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ضمرہ بن حبیب سے سوال کیا گیا، کیا جن جنت میں داخل ہوں گے؟ انھوں نے کہا: ہاں اور وہ نکاح بھی کریں گے۔ جنوں کے لیے جنیات اور انسانوں کے لیے حوریں ہوں گی۔

463- کیا جنت میں حور عین سے کسی شیطان کی صحبت ممکن ہے؟

نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ [الرحمٰن: 74]

''ان سے پہلے نہ کسی انسان نے انھیں ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے۔''
یعنی وہ کنواری اور ہم عمر ہوں گی، انھیں اہلِ جنت سے قبل کسی جن و انس نے چھوا نہیں ہوگا تو شیطان تو جنت میں جا ہی نہیں سکتا، پھر صحبت چہ معنیٰ دارد؟

464- کیا جھگڑنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾
[المجادلة: 10]

''یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔''

''نجویٰ'' حقیقت میں سرگوشی کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ مومن کو برائی کا وہم دلاتی ہے۔ ﴿مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ سرگوشی شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ اہلِ ایمان اس سے پریشان ہوں، جب کہ یہ چیز بھی انھیں اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نقصان نہیں دے سکتی۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِكَ یُحْزِنُهُ»

''دو آدمی تیسرے کے بغیر سرگوشی نہ کریں، اس لیے کہ یہ تیسرے کو پریشان کر دے گی۔''

465- کیا ابلیس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور کیا وہ شرک کی طرف بلاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الحشر: 16]

''شیطان کے حال کی طرح، جب اس نے انسان سے کہا کفر کر، پھر جب وہ کفر کر چکا تو اس نے کہا بلاشبہ میں تجھ سے لاتعلق ہوں، بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

اس آیت میں بنو اسرائیل کے ایک مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جو شیطان اور اس عبادت گزار بندے کے درمیان تھا، جس نے کسی عورت سے زنا کیا پھر وہ حاملہ ہوگئی، پھر اس عابد نے عورت اور اس کے بچے کو دفن کر دیا، تاکہ اس کا معاملہ ظاہر نہ ہو، پھر شیطان عورت کے بھائیوں کو خواب میں آیا اور انھیں وقوعہ کی خبر دی۔ بھائیوں نے قبر کو کھولا، اپنی بہن اور بچے کو مقتول پایا، پھر شیطان عابد کی طرف لوٹا اور وہ اس عابد کے سولی چڑھائے جانے کا وقت تھا، شیطان اس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ وہی اس سارے معاملے کا سبب تھا اور اگر وہ (عابد) شیطان کو سجدہ کر لے تو وہ اسے نجات دلا سکتا ہے، پھر عابد نے شیطان کو سجدہ کیا، شیطان نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور اس کا مذاق اڑایا اور کہا: ﴿اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ اس بنا پر کفر کا حکم دینا کفر ہے اور شرک پر راضی ہونا شرک ہے۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [الصف: 6]

”پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔“

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ﴾ یعنی احمد ﷺ جن کی بشارت گزشتہ زمانوں میں دی گئی اور قرونِ سابقہ میں اس کا ذکر واضح ہے، جب اس نبی کا ظہور اور وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لایا تو مخالفین کافر لوگ کہنے لگے: ﴿هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

466- کیا جن انسان سے افضل ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴾ [الجن: 5-6]

”اور یہ کہ بے شک ہم نے گمان کیا کہ بے شک انسان اور جن اللہ پر ہرگز کوئی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اور یہ کہ بلاشبہہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا۔“

جنات گمان کرتے تھے کہ ہمیں انسانوں پر فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ وہ جب کسی وادی یا وحشت ناک جگہ (جنگل وغیرہ) میں اترتے تو ہمارے ساتھ پناہ مانگتے تھے، جیسا کہ اہلِ عرب کی جاہلیت میں عادت تھی کہ وہ اس جگہ کے بڑے جن سے پناہ مانگتے تھے کہ وہ انھیں کوئی نقصان نہ پہنچائے، اسی وجہ سے جنوں کی ان پر جراَت بڑھ گئی۔

467- کیا شیاطین انسان کو وسوسہ ڈالتے ہیں؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ [الناس: 4] ''جنوں اور انسانوں میں سے۔''

لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالنے والے جن و انس دونوں کے شیاطین ہیں، اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ [الأنعام: 112]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا، ان کا بعض بعض کی طرف ملمع کی ہوئی بات دھوکا دینے کے لیے دل میں ڈالتا رہتا ہے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس چھوڑ انھیں اور جو وہ جھوٹ گھڑتے ہیں۔''

468- کیا انسان کی طرح (روزِ قیامت) جنوں کو بھی اکٹھا کیا جائے گا؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا﴾ [مریم: 68]

''تو قسم ہے تیرے رب کی! بے شک ہم ان کو اور شیطانوں کو ضرور اکٹھا کریں گے، پھر بے شک ہم انھیں جہنم کے گرد ضرور گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کریں گے۔''

﴿ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾

[الأنعام: 128]

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا، اے جنوں کی جماعت! بلاشبہ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنا بنا لیا اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بعض نے بعض سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنے اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا۔ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو مگر جو اللہ چاہے۔ بے شک تیرا رب کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے دلیل قائم کرنے کے بعد اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ وہ انھیں ان کی قبروں سے آخرت کے دن اسی طرح اکٹھا کرے گا، جیسے وہ مومنوں کو اکٹھا کرے گا۔ ﴿وَ الشَّيٰطِيْنَ﴾ یعنی ہم ان کے دوستوں شیاطین کو بھی اکٹھا کریں گے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر کافر کو ایک شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں اکٹھا کیا جائے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴾

[الصافات: 22]

”اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔“

مطلب یہ ہے کہ کافروں کو ان کے دوستوں، ان شیاطین کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا جنھوں نے انھیں گمراہ کیا تھا۔

469- کیا مومن جن جنت میں داخل ہوں گے، جیسے نافرمان جن آگ میں داخل ہوں گے؟

ہاں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴾

[الرحمٰن: 56]

”ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنھیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے۔“

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”مومن جن جنت میں داخل ہوں گے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مومن جن مومن انسانوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے اور سلف کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ثقلین (جن وانس) پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے احسان کا بدلا جنت کو ٹھہرایا اور جنوں نے اس آیت ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ کا سامنا انسانوں کی نسبت مبالغہ آمیز الفاظ میں قولی شکر ادا کر کے کیا، انھوں نے کہا:

”ولا بشیء من آلائك ربنا نكذب فلك الحمد“

”اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کی تکذیب نہیں کرتے اور تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ ایسا بھی نہیں کہ انھیں وہ جزا دے جسے وہ حاصل ہی نہ کر پائیں۔

470- کلمہ ”ابلیس“ کا کیا معنی ہے؟

کہا گیا ہے کہ ابلیس، أَبْلَسَ سے مشتق ہے، إِذَا آیس یعنی جب وہ ناامید ہوا اور اس کا تعاقب و مقابلہ شروع کر دیا۔ اس کے ناموں سے دو نام ”حارث اور حاکم“ ہیں، اس کی کنیت ”ابو مرہ اور ابو کروبین“ ہے۔[1]

471- ”جن“ کے نام کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

”جن“ کا نام جِن ان کے استجنان یعنی لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے ہے، ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی اسی وجہ سے جنین کہتے ہیں کہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے۔

472- کلمہ ”الشیاطین“ کا کیا معنی ہے؟

یہ ”شَطَنَ“ بہ معنی دور ہوا سے مشتق ہے، وہ بالطبع انسان کی طبیعتوں سے دور ہے اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے ہر خیر سے دور ہے۔ شیطان کا نام شیطان اس کی سرکشی اور حق سے دوری کی وجہ سے ہے، اسی لیے جن و انس اور جانوروں میں سے ہر حد سے تجاوز کرنے والے، سرکش کو شیطان کہتے ہیں۔[2]

[1] فتح الباري لابن حجر (٦/ ٣٩١)

[2] الجامع لأحكام القرآن [136/1] تفسير القرآن العظيم [15/1] مصائب الإنسان [7,6] غرائب و عجائب الجن [23]

473- جن کو آگ کے ذریعے کیسے عذاب دیا جائے گا، جب کہ وہ خود آگ سے پیدا کیا گیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ [الحجر: 27]

''اور جانّ (جنوں) کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ [الرحمٰن: 15]

''اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ [الأعراف: 12]

''فرمایا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا، جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ» [1]

''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جن آگ کے شعلے سے پیدا کیے

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد [ص: 76]

گئے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمھیں بیان کر دی گئی ہے (یعنی مٹی سے)۔"

قرآن و حدیث کے دلائل سے معلوم ہوا کہ انسان مٹی سے بنا ہے، لیکن آدمی کی طرف دیکھنے والا اسے گوشت و خون سے مرکب جسم پاتا ہے، مٹی تو وہ بھی نہیں ہوتا، جب کہ خلاصہ یہ ہے کہ جن و شیاطین کی اصل آگ ہے اور وہ اب حقیقت میں آگ کی حالت میں نہیں ہیں، جیسے اولاد آدم کی اصل مٹی ہے اور اب وہ حقیقت میں مٹی نہیں ہیں۔

جب تجھے یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ بات بھی جان لے کہ جس طرح سے اولادِ آدم کو مٹی سے تکلیف دی جا سکتی ہے اور اسے مٹی سے عذاب دینا ممکن ہے۔ اسی طرح سے جن و شیاطین کو آگ سے اذیت و عذاب دینا بھی ممکن ہے۔ یہ سارا معاملہ اولادِ آدم سے مٹی کے عنصر سے اور شیاطین کے آگ کے عنصر سے منتقل ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«لَوْ رَأَيْتُمُونِي وَإِبْلَيسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِي فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتَّى وَجَدْتُّ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ أَصْبَعِي هَاتَيْنِ»[1]

"اگر تم مجھے دیکھتے کہ میں نے ابلیس کو اپنے ہاتھ سے دبایا اور اس کا گلہ گھونٹا رہا، حتی کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی ان دو انگلیوں میں پائی۔"

مَیں کہتا ہوں کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اس کے ناری عنصر سے تبدیلی کی واضح دلیل ہے۔

---

[1] مسند أحمد [82/3]

474-ابلیس کا عرش کہاں پایا جاتا ہے؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« عَرْشُ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ، فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً »[1]

''ابلیس کا عرش سمندر پر ہے، پھر وہ لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے لشکروں کو بھیجتا ہے اور ان میں سب سے بڑا مقام کے اعتبار سے وہ ہوتا ہے، جو سب سے بڑھ کر انھیں فتنے میں مبتلا کرنے والا ہو۔''

حدیث میں مذکور ابلیس کے عرش کا سمند پر ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ سمندروں اور بحیروں میں رہتے ہیں، اسی لیے سمندر میں اترتے وقت ان سے اللہ کی پناہ انتہائی ضروری ہے۔

475-اُحد کے دن شیطان نے کیا کیا تھا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

« لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ. فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي. فَوَاللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوا، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ »[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2813]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [59]

''اُحد کے دن جب مشرکین شکست کھا گئے، ابلیس نے چیخ کر کہا: اللہ کے بندو اپنی پچھلی طرف، اگلی صفوں والے پیچھے پلٹے تو پچھلوں سے گتھم گتھا ہو گئے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کی تلوار کی زد میں اس کا باپ ہے، تو پکار کر کہا: اللہ کے بندو میرا باپ، میرا باپ، اللہ کی قسم وہ ان سے ہاتھ روکنے سے قبل انھیں شہید کر چکے تھے، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تمھیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا: حذیفہ کے دل میں ہمیشہ اس خیر سے حصہ باقی رہا، حتی کہ وہ اللہ سے جا ملے۔''

476- کیا ابلیس چہرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جلانا چاہتا تھا؟

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے، ہم نے آپ کو کہتے ہوئے سنا:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلَاثاً» وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئاً فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئاً لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَ رَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ؟ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ. فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقاً يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ» [1]

''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ'' (میں تجھ سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں) پھر

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [542]

آپ ﷺ نے فرمایا "أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ" (میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کرتا ہوں) تین بار ایسے ہوا اور آپ ﷺ نے کسی چیز کو پکڑنے کی طرح اپنا ہاتھ بڑھایا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو نماز میں وہ کہتے سنا، جو ہم نے آج تک آپ ﷺ کو کہتے ہوئے نہیں سنا؟ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہہ اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لایا تھا، تاکہ اسے میرے چہرے پر رکھے تو میں نے تین بار "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ" کہا، پھر میں نے کہا: "أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ" لیکن وہ تین بار سے پیچھے نہ ہٹا، پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا، اللہ کی قسم اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو یقیناً وہ بندھا ہوا ہوتا اور اہلِ مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔"

477- ابلیس نے آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں کیا کیا؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ، مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّتْرُكَهُ فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يَطِيفُ بِهِ يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خَلْقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ» [1]

"جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کی صورت بنائی تو اسے جتنی دیر چھوڑنا چاہا چھوڑے رکھا، ابلیس اس کے گرد گھومنے لگا تاکہ دیکھے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2611]

وہ کیا چیز ہے، جب اس نے اسے اندر سے خالی دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے اوپر کنٹرول نہ رکھ سکے گی۔"

"أَجْوَفُ" یعنی جوف والا اور ایک قول کے مطابق اجوف وہ ہوتا ہے جس کا اندرون خالی ہو۔ "لَا یَتَمَالَكُ" یعنی اپنی ذات پر قابو نہیں رکھ پائے گا اور اسے خواہشات سے نہیں روک پائے گا اور کہا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ سے وسواس کو روک نہ سکے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ غصے کے وقت اپنے اوپر قابو نہ پائے گا اور اس سے مراد اولادِ آدم کی مکمل جنس ہے۔ یعنی تمام اولادِ آدم مراد ہے۔

478- کیا ہر انسان کے لیے ایک شیطان ہوتا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے پاس سے نکلے، کہتی ہیں: مجھے آپ پر غیرت آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور دیکھا جو میں کر رہی ہوں، پھر کہا: کیا بات ہے عائشہ! کیا تو غیرت کھا گئی ہے؟ میں نے کہا: مجھے کیا ہے، میرے جیسی آپ جیسے پر کیا غیرت نہ کھائے گی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ؟ » قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ مَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ: « نَعَمْ » قُلْتُ: وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: « نَعَمْ » قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: « نَعَمْ، وَلٰكِنَّ رَبِّيْ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى أَسْلَمَ »[1]

"کیا تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا تھا؟ اس نے کہا: اے اللہ کے

[1] صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة و الجنة والنار، رقم الحديث [2815]

رسول ﷺ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے پوچھا: کیا ہر انسان کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے، حتی کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔"

479- کیا جن بدن انسانی میں حرکت کرتا ہے؟

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا »[1]

"بے شک شیطان انسان میں خون کے پہنچنے کے طرح پہنچتا ہے اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ تمھارے دلوں میں کوئی چیز پھینک دے گا۔"

قاضی وغیرہ نے کہا: کہا گیا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے انسان کے اندرونی حصوں میں خون کے چلنے کی جگہوں پر چلنے کی قدرت وقوت پیدا کی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بدن کے باریک و لطیف مسام میں اپنا وسوسہ ڈالتا ہے، پھر وہ وسوسہ اس کے دل تک پہنچ جاتا ہے۔[2]

480- کیا غصے کا سبب شیطان ہے؟

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: میں نبی مکرم ﷺ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [33]

[2] شرح صحيح مسلم للنووي [5/14/157]

کے پاس تھا اور دو آدمی باہم گالیاں دے رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ » فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ »[1]

”مجھے ایک کلمے کا پتا ہے، اگر یہ بندہ وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے۔ اگر یہ بندہ ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھ لے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے گا۔ تو لوگوں نے اس کو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ”شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ۔“

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

« إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنْ نَارٍ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ »[2]

”بلاشبہ غضب شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور بلاشبہ آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔“

481- کیا جن انسان کے ساتھ کھاتا ہے؟ جب کوئی لقمہ نیچے گر جائے تو میں کیا کروں؟ اور کیا شیطان دائیں ہاتھ سے کھاتا ہے؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5764] صحيح مسلم، رقم الحديث [2610]

[2] **ضعيف**. سنن أبي داود، رقم الحديث [4784]

«إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ»[1]

''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھا لے اور اس سے گرد و غبار کو صاف کرے اور کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ کو رومال کے ساتھ صاف نہ کرے، حتی کہ اپنی انگلیاں چاٹ لے، کیوں کہ اسے معلوم نہیں، کھانے کے کس جزو میں برکت ہے۔''

ایک روایت میں ہے:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ»[2]

''بلاشبہ شیطان تم میں سے ہر شخص کے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے، حتی کہ اس کے کھانے میں بھی، پس جب تمھارے کسی سے لقمہ گر جائے تو وہ اس کے ساتھ (لگنے والے) گرد و غبار کو صاف کرے اور اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ بِشِمَالِهِ»[3]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2033]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2033]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [2019]

''تم بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔''

482- کیا بدگمانی شیطان کی طرف سے ہے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

« إِنَّ جِبْرِيلَ عليه السلام شَقَّ عَنْ قَلْبِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ، فَقَالَ: هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ »[1]

''بلاشبہ جبریل علیہ السلام نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک چاک کیا، اس سے سیاہ رنگ کا جما ہوا خون نکالا، پھر فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن سے شیطان کا حصہ ہے۔''

ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، میں ایک رات آپ کی زیارت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی، پھر میں واپس جانے کے لیے اٹھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ اٹھے تا کہ مجھے واپس چھوڑ آئیں، انصار کے دو آدمیوں کا وہاں سے گزر ہوا، جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ » فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: « إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا. أَوْ قَالَ: شَيْئًا »[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [162]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1930] صحيح مسلم، رقم الحديث [2175]

اپنی چال برقرار رکھو۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے، ان دونوں نے تعجباً کہا: سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول ﷺ! (آپ کیسی بات کر رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہہ شیطان ابن آدم میں خون کی طرح چلتا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھارے دلوں میں کوئی شر ڈال دے، یا آپ ﷺ نے ''شر'' کے بجائے ''شے'' کا لفظ بولا۔''

483- کیا شیاطین رمضان میں جکڑ دیے جاتے ہیں؟

«إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ»[1]

جب ماہِ رمضان کی ابتدائی رات ہوتی ہے، شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

484- شیطان کو گھر سے کیسے بھگایا جائے؟

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ»[2]

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ کی قراءت ہوتی ہو۔''

ابو سلام سے روایت ہے، وہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [682]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [780]

کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ شَافِعٌ لِأَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ (الْبَقَرَةَ وَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ) فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، يُحَاجَّانِ عَنْ أَهْلِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». ثُمَّ قَالَ: « اِقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَ تَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ »[1]

''قرآن پڑھو، بلاشبہ وہ قیامت کے دن اپنے اہل (پڑھنے والوں) کے لیے سفارش کرنے والا ہے۔ دو روشن (سورتوں) بقرہ اور آل عمران کو پڑھو، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں یا دو چھتریوں یا پر کھولے ہوئے پرندوں کے دو گروہوں کی صورت میں آئیں گی اور اپنے اہل (پڑھنے والوں) کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ البقرہ پڑھو، کیوں کہ اس کا پکڑنا برکت اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر و شیاطین) اس (سے تجاوز) کی طاقت نہیں رکھتے۔''

485- کیا میرے گھر میں میرے ساتھ شیطان بھی کھاتا اور سوتا ہے؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا (جو یہ کہے):

« بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهُ: كُفِيتَ، وَوُقِيتَ، وَهُدِيتَ وَتَنَحَّىٰ عَنْهُ الشَّيْطَانُ »[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [804]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [5095] سنن الترمذي، رقم الحديث [3426]

”اللہ کے نام کے ساتھ (میں نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسا کیا، اللہ کے سوا نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔“ اسے کہا جاتا ہے، تجھے کفایت کی گئی اور تجھے بچایا گیا اور تجھے ہدایت دی گئی اور شیطان اس سے دور ہو گیا۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لِأَصْحَابِهِ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ»[1]

”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، پھر اپنے داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے، شیطان اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے، نہ تمھارے لیے (اس گھر میں) ٹھہرنا ہے اور نہ رات کا کھانا“ اور جب وہ داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا شیطان کہتا ہے، تم نے اس گھر میں ٹھہرنا پا لیا ہے اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا، تو وہ کہتا ہے، تم نے (اس گھر میں) ٹھہرنا اور کھانا کھانا پا لیا ہے۔“

486- کیا جن جھوٹ بولتا ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ ان کے پاس ایک آنے

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2018]

والا آیا اور صدقہ (کے مال) سے چلو بھرنے لگا۔ نبی مکرم ﷺ نے رات کے وقت اس مال پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا، پھر جب تیسری رات ہوئی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں لازماً تجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف لے جاؤں گا، اس نے کہا: تو مجھے چھوڑ دے، میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں، اللہ تجھے ان کے ساتھ فائدہ دے گا، میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا:

«"إِذَا أَوَيْتَ إِلَىٰ فِرَاشِكَ فَأقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ. وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ»

"جب تو اپنے بستر کی طرف جانے لگے، تو آیت الکرسی مکمل آیت پڑھا کر، یقیناً اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ (مقرر) ہوگا اور صبح ہونے تک تیرے پاس کوئی شیطان نہ آئے گا، پھر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے تجھ سے سچ بولا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔"

487- میں صبح و شام شیطان مردود سے اپنے آپ کو کیسے محفوظ رکھ سکتا ہوں؟

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کچھ کلمات سکھائیں جو میں صبح و شام پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

«اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ،

رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ ﴾ قَالَ: ﴿ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ ﴾ [1]

یعنی اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کو جاننے والے، ہر چیز کے مالک اور پالنے والے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات صبح کے وقت شام کے وقت اور جب تم بستر پر جاؤ پڑھا کرو۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ﴾ [2]

"(جس نے) ایک دن میں سو بار یہ پڑھا، اس کے لیے دس غلام (آزاد کرنے) کے برابر (اجر) ہے اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے سو گناہ معاف کیے جائیں گے اور وہ اس کے لیے سارا دن، شام ہونے تک شیطان سے بچاؤ (کا ذریعہ) ہوں

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [5067] سنن الترمذي، رقم الحديث [3392]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3119] صحيح مسلم، رقم الحديث [2691]

گے اور کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس سے افضل عمل لائے سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔"

488- کیا جن اللہ کی رحمت میں داخل ہونے والا ہے کہ نہیں؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَنْزَلَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الإِنْسِ وَالْجِنِّ، وَالْهَوَامِّ، وَالْبَهَائِمِ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعَطَّفَ الْوَحْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا، وَأَخَّرَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً، يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾[1]

"بلاشبہ اللہ عزوجل کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک کو اس نے انسانوں، جنوں، حشرات الارض اور جانوروں کے درمیان نازل کیا، جس کے ساتھ وہ باہم مہربان ہیں اور اسی کے ساتھ وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ وحشی جانور بھی اپنی اولاد پر مہربان ہیں اور اللہ نے اپنے ہاں ننانوے رحمتیں موخر کر رکھی ہیں، جن کے ساتھ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔"

تو اس سے معلوم ہوا کہ جو رحمت کا ایک حصہ اللہ نے اتارا ہے، اس میں جنات بھی داخل ہیں۔

489- کیا شیطان موت کے وقت آتا ہے؟

ابو الیسر سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے:

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2752]

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ»[1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان مجھے موت کے وقت مخبوط الحواس کر دے۔''

490- میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو شیطان مجھے وسوسے ڈالتا ہے، مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»[2]

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی (کی دعا) کرے اور کہے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے) اور جب نکلے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی (کی دعا) کرے اور کہے "اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" (اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما)۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ: يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ، بِاسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1552] سنن النسائي، رقم الحديث [5531]

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [773]

اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ. یُقَالُ لَہُ حِینَئِذٍ: کُفِیتَ، وَ وُقِیتَ، وَھُدِیتَ، وَتَنَحّٰی عَنْہُ الشَّیْطَانُ فَیَقُولُ الشَّیْطَانُ لِآخَرَ: کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِيَ وَکُفِيَ وَ وُقِيَ؟» [1]

''جس نے گھر سے نکلتے وقت کہا: ''بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ (میں گھر سے نکلتا ہوں) میں نے اللہ ہی پر بھروسا کیا، اللہ کے سوا نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے) اسے اس وقت کہا جاتا ہے، تجھے کفایت اور حفاظت اور ہدایت حاصل ہوگئی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور وہ دوسرے شیطان کو کہتا ہے: تجھے ایسے آدمی پر (غلبہ) کیسے ہوگا، جسے ہدایت، کفایت اور حفاظت عطا کر دی گئی؟''

491- جنوں کی کون کون سی قسمیں ہیں اور وہ کون کون سی شکل اپنا سکتے ہیں؟

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْجِنُّ عَلٰی ثَلَاثَۃِ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ لَہُ أَجْنِحَۃٌ یَطِیرُونَ فِي الْھَوَاءِ، وَصِنْفٌ حَیَّاتٌ وَکِلَابٌ، وَصِنْفٌ یَحُلُّونَ وَیَظْعَنُونَ» [2]

''جنوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں، دوسری قسم سانپوں اور کتوں کی ہے اور

[1] سنن أبي داود، رقم الحدیث [5095] سنن النسائي الکبریٰ [26/6] سنن الترمذي، رقم الحدیث [3426]

[2] المعجم الکبیر للطبراني [214/22]

ایک ان کی ہے جو (بدنوں میں) حلول کرتے اور (برائی کی طرف) بھیجتے ہیں۔''

492- میں سوتا ہوں اور نماز فجر کے لیے اٹھ نہیں سکتا، کیا یہ شیطان کی کارستانی ہے؟ اس کا حل کیا ہے؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

« ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: « ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ. أَوْ قَالَ: أُذُنِهِ » [1].

''نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو صبح ہونے تک سویا ہی رہا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا آدمی ہے کہ شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کیا ہے۔''

493- میں دورانِ نیند شیطان سے کیسے اپنے آپ کو محفوظ رکھوں؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«"إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ. فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: « أَمَا إِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ » [2]

''بلاشبہ ایک شیطان نے ان سے کہا: جب تو اپنے بستر کی طرف جائے تو آیت الکرسی پڑھ، اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3097] صحيح مسلم، رقم الحديث [774]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [3101]

ہوگا اور شیطان تیرے قریب نہ آئے گا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اس نے تجھ سے سچ بولا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔"

494- میں مسجد میں شیطان کے شر سے کیسے بچ سکتا ہوں؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ» [1]

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم ﷺ پر سلامتی (کی دعا) کرے اور کہے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" اور جب نکلے تو نبی ﷺ پر سلامتی (کی دعا) کرنے اور کہے "اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"۔"

495- میں ابلیس اور اس کے یاروں کو اپنے گھر سے کیسے بھگاؤں؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ» [2]

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [773]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [780]

"اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، بلاشبہہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے۔"

496- جن وانس کے شیاطین کا ٹھکانا کیا ہے؟

﴿فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا﴾ [مریم: 68]

"تو قسم ہے تیرے رب کی! بے شک ہم ان کو اور شیطانوں کو ضرور اکٹھا کریں گے، پھر بے شک ہم انھیں جہنم کے گرد ضرور گھٹنوں کے بَل گرے ہوئے حاضر کریں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی کریم ذات کی قسم اٹھائی ہے کہ وہ یقیناً ان سب کو اور ان شیاطین کو اٹھا کھڑا کرے گا، جو غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے

﴿ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا﴾ پھر (کہا) ہم انھیں گھٹنوں کے بَل جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔ جس سے معلوم ہوا ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

497- فرعون، سیدنا موسیٰ، جادو اور جادوگروں کا کیا قصہ ہے؟

﴿قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى﴾ [طٰہٰ: 57]

"کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہماری سر زمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دے اے موسیٰ!"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرعون کے بارے خبر دیتے ہیں کہ اس نے جب بڑی نشانی دیکھی تو موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا (وہ بڑی نشانی موسیٰ کا اپنی لاٹھی کا

پھینکنا اور اس کا سانپ بن جانا اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنے پہلو تلے ہاتھ رکھ کر نکالنا اور اس کا بلا عیب سفید ہونا تھی) یہ تو جادو ہے جو تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے لایا ہے۔ تیرا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں پر حکومت کرے اور وہ تیرے فرمانبردار بن جائیں، تیرا یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔

﴿فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَآ أَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ [طٰہٰ: 58]

”تو ہم بھی ہر صورت تیرے پاس اس جیسا جادو لائیں گے، پس تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کا ایک وقت طے کر دے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو، ایسی جگہ میں جو مساوی ہو۔“

یعنی اے موسیٰ علیہ السلام! ہمارے پاس بھی تیرے جادو جیسا جادو ہے، تو اپنے جادو پر مغرور نہ ہو بلکہ ﴿فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَآ أَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ ایک دن مقرر کر جس میں تم اور ہم اکٹھے ہوں اور ہم تیرے لائے ہوئے جادو کا مقابلہ کریں، کوئی معین جگہ اور معین وقت ہونا چاہیے، پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

﴿مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ﴾ [طٰہٰ: 59]

”تمھارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے۔“

﴿قَالُوْٓا إِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ أَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾ [طٰہٰ: 63]

”کہا بے شک یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں، چاہتے ہیں کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے نکال دیں اور تمھارا وہ طریقہ لے

جائیں جو سب سے اچھا ہے۔"
جادوگر آپس میں کہنے لگے: تمھیں علم ہونا چاہیے کہ یہ آدمی اور اس کا بھائی (موسیٰ اور ہارون علیہما السلام) دونوں بڑے ماہر جادوگر ہیں اور جادوگری سے خوب واقف ہیں، آج ان کا ارادہ یہ ہے کہ یہ تمھیں اور تمھاری قوم کو مغلوب کریں اور لوگوں پر حکمرانی کریں، عوام ان کے ماتحت ہو جائے اور یہ فرعون اور اس کے لشکروں کے خلاف لڑیں اور تمھیں تمھاری زمین سے نکال دیں۔

498- کیا حق کی اتباع نہ کرنے میں شیاطین ہی سبب بنتے ہیں؟

جی ہاں! ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوۡ كَانَ الشَّيۡطٰنُ يَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ﴾
[لقمان: 21]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور کیا اگرچہ شیطان انھیں بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو؟"
یعنی ان کے پاس گذشتہ آبا کی اتباع کے سوا کوئی دلیل نہیں ہے۔

499- کیا شیاطین اچھی اور بری (دونوں طرح کی) اَشکال اختیار کر سکتے ہیں؟

تم میرے ساتھ قرآن پڑھو:

﴿طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّيٰطِيۡنِ﴾ [الصافات: 65]

''اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔''

رؤوس الشیاطین کے ساتھ ان کی مشابہت اس کے بے مزہ اور مکروہ ہونے کی بنا پر ہے۔

امام وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''شیاطین کے بال اوپر آسمان کی طرف اٹھے ہوتے ہیں اور بلاشبہہ اللہ نے زقوم کے درخت کو ان کے سروں کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان قبیح المنظر ذات ہے۔

﴿ وَجَعَلُوۡا بَيۡنَهٗ وَبَيۡنَ الۡجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدۡ عَلِمَتِ الۡجِنَّةُ اِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ﴾ [الصافات: 158]

''اور انھوں نے اس کے درمیان اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا دی، حالانکہ بلاشبہہ یقیناً جن جان چکے ہیں کہ بے شک وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں۔''

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا:

''مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان کی مائیں کونسی ہیں؟ انھوں نے کہاں: جنوں کی سردار اللہ کی بیٹیاں ہیں۔''

500- بنو اسرائیل نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام سے کیا سلوک کیا؟

﴿ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ﴾ [الزخرف: 49]

''اور انھوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے اس کے ذریعے دعا کر جو اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے، بے شک ہم ضرور ہی سیدھی راہ پر آنے والے ہیں۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا:

یہاں ﴿السّٰحِرُ﴾ سے مراد ''العالم'' ہے اور ان کے زمانے کے علما جادوگر ہی ہوا کرتے تھے۔ یہ کام ان کے زمانے میں قابلِ مذمت نہ تھا اور نہ یہ ان کی طرف سے کسی نقصان کا سودا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ وہ اسے ضروری سمجھتے تھے، لیکن اس میں کوئی تناسب معلوم نہیں ہوتا، بلکہ یہ ان کے گمان میں تعظیم تھی۔ ہر بار وہ موسیٰ علیہ السلام سے ایمان کا وعدہ کرتے تھے اور اس بات کا وعدہ کہ وہ بنو اسرائیل کو اس کے ساتھ بھیج دیں گے اور ہر بار ہی وہ اپنے عہد کو توڑ دیتے تھے۔''

500
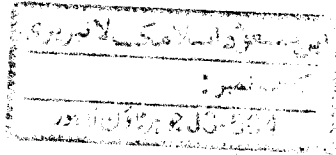
سوال و جواب برائے

عقیدہ

لأصحاب الفضیلة

الإمام ابن باز العلامة العثیمین

العلامة الفوزان سعودی فتوی کمیٹی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یاسر عرفات حفظہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاہور

عالمِ اسلام کے کبار علماءِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں
جسمانی و روحانی مریضوں اور معالجین و عاملین کے لیے راهنما کتاب

450

سوال و جواب برائے

صحت و علاج

اور

میڈیکل سٹاف

لأصحاب الفضيلة
الإمام ابن باز العلامة العثيمين
العلامة الفوزان سعودی فتوی کمیٹی

ترجمہ
حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام
ریاض۔ لاهور

1000

سے زیادہ جنت کے راستے

جمع و ترتیب

فضیلۃ الشیخ محمد امین انصاری حفظہ اللہ

ترجمہ

حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

مدرس جامعہ نصر العلوم اہل حدیث
گوجرانوالہ

مکتبہ بیت السلام الریاض

500

سوال و جواب برائے

خرید و فروخت

لأصحاب الفضيلة

الإمام ابن باز　العلامة العثيمين

العلامة الفوزان　سعودی فتوی کمیٹی

ترجمہ

پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ

فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاہور

500

سوال و جواب

برائے

لأصحاب الفضيلة

الإمام ابن باز — العلامة العثيمين

العلامة الفوزان — سعودی فتوی کمیٹی

ترجمہ

حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

500

سوال و جواب

برائے

عبادات

- طہارت
- نماز
- حج و عمرہ
- روزہ
- زکاۃ

لأصحاب الفضيلة

الإمام ابن باز　　العلامة العثيمين

العلامة الفوزان　　سعودی فتوی کمیٹی

ترجمة

مولانا محمد یاسر عرفات